باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED بیباک صحافت کا علمبردار
Daily SAHAFAT Quetta
روزنامہ صحافت کوئٹہ
چیف ایڈیٹر ملک فہیم خان کاکڑ
صفحات 8
جلد نمبر 35 | بروز اتوار 12 اکتوبر 2025ء / 16 جمادی الثانی 1447ھ قیمت 12 روپے | شمارہ نمبر 281

WWW.Dailysahafatquetta.com

بھارت کوئی ایڈونچر کریگا لیکن اس بار جواب پہلے سے زیادہ طاقت سے ملے گا، وزیر دفاع

افغانستان سے دہشتگردی کا پاکستان میں برآمد ہونا تشویش ناک ہے اور اس فضا سے تعلقات میں مزید خرابی پیدا ہو سکتی ہے جو ملکی مفاد میں نہیں، ہمیں اچھے ہمسائے کے طور پر باوقار تعلقات قائم رکھنے چاہئیں

دوسری جانب بھارت نے افغانستان میں اپنا سفارتخانہ دوبارہ کھولنے کا بھی اعلان کیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ افغان طالبان کا جھکاؤ بھارت کی جانب بڑھتا چلا جا رہا ہے

اسلام آباد (ویب ڈیسک) وزیر دفاع خواجہ آصف نے کہا کہ اگر بھارت نے دوبارہ کوئی ایڈونچر کرنے کی کوشش کی تو پاکستان کی جانب سے پہلے سے زیادہ طاقت سے جواب ملے گا۔ نجی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے خواجہ آصف نے کہا کہ افغانستان کے ساتھ تعلقات پہلے بھی درست نہیں تھے اور اب بگڑنے کی سمت جا رہے ہیں۔ وزیر دفاع نے کہا کہ افغانستان سے دہشتگردی کا پاکستان میں برآمد ہونا تشویش ناک ہے اور اس فضا سے تعلقات میں مزید خرابی پیدا ہو سکتی ہے جو ملکی (باقی صفحہ 7 نمبر 1)

گورنر خیبرپختونخوا فیصل کریم کنڈی سے سابق سینیٹر مشتاق احمد خان کی ملاقات

اسلام آباد (یو این اے) گورنر خیبر پختونخوا فیصل کریم کنڈی سے سابق سینیٹر مشتاق احمد خان نے (باقی صفحہ 7 نمبر 6)

پیوٹن کی نوبل امن انعام کمیٹی پر شدید تنقید

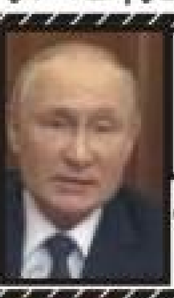

ماسکو (ویب ڈیسک) روسی صدر ولادیمیر پیوٹن نے نوبل امن انعام کمیٹی کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے (باقی صفحہ 7 نمبر 3)

توشہ خانہ ٹو کیس، بانی پی ٹی آئی اور بشریٰ بی بی کا 342 کا بیان سامنے آ گیا

راولپنڈی (یو این اے) توشہ خانہ ٹو کیس میں بانی پی ٹی آئی اور بشریٰ بی بی کا 342 کا بیان (باقی صفحہ 7 نمبر 2)

لاہور، وزیراعظم محمد شہباز شریف آرٹیفیشل انٹیلی جنس کی ترقی سے متعلق منعقدہ اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

مہاجرین کے انخلا کے دوران خواتین و معمرین کا خصوصی خیال رکھا جائے، میر سرفراز بگٹی

دہشتگردی کے خاتمے تک جنگ جاری رہے گی، وزیراعلیٰ بلوچستان

وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کی ڈیرہ اسماعیل خان پولیس ٹریننگ کالج پر دہشت گرد حملے کی شدید مذمت، پولیس نے بہادری سے دہشت گردوں کو جہنم واصل کر کے بڑے جانی نقصان سے بچایا، میر سرفراز بگٹی

پوری قوم اپنے ان غیور سپوتوں کی قربانیوں پر فخر کرتی ہے انہوں نے زخمی اہلکاروں کی جلد صحت یابی کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار بھی کیا وزیراعلیٰ نے واضح کیا کہ دہشت گردوں اور ان کے سہولت کاروں کا خاتمہ ملکی سلامتی کے لیے ناگزیر ہے

کوئٹہ (یو این اے) وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے سماجی رابطے کی سائٹ (ایکس) پر اپنے بیان میں کہا ہے کہ گزشتہ 18 ماہ کے دوران 50 ہزار سے زائد افغان مہاجرین کو عزت و احترام کے ساتھ اپنے وطن واپس بھیجا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغان مہاجرین کے انخلا سے متعلق قومی پالیسی پر عملدرآمد جاری ہے۔ وزیراعلیٰ بلوچستان نے ہدایت کی کہ انخلا کے دوران ضعیف العمر افراد، خواتین اور بچوں کا خصوصی خیال رکھا جائے تاکہ واپسی کے عمل میں کسی کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت بلوچستان مہاجرین کے باعزت اور محفوظ واپسی کے لیے تمام وسائل بروئے کار لا رہی ہے۔ وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے ڈیرہ اسماعیل خان پولیس ٹریننگ کالج پر فتنۃ الہندوستان کے خوارجی دہشت گردوں کے حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے شہید اہلکاروں کے لواحقین سے دلی تعزیت اور زخمیوں کی جلد صحت یابی کے لیے دعا کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہادر پولیس اہلکاروں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے دیگر ساتھیوں کو بڑے جانی نقصان سے محفوظ بنایا۔ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ پولیس نے بہادری اور جذبہ قربانی سے دہشت گردوں کا مقابلہ کرتے ہوئے انہیں جہنم واصل کیا۔ وزیراعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ (باقی صفحہ 7 نمبر 4)

بارباڈوس، کامن ویلتھ پارلیمنٹری ایسوسی ایشن اجلاس میں بلوچستان کی نمائندگی، فرح عظیم شاہ

پاکستان امن پسند ملک ہے، صبر کو کمزوری نہ سمجھا جائے، فرح عظیم شاہ کا جنرل اسمبلی سے خطاب

جس سے قیمتی انسانی جانوں کا نقصان اور انفراسٹرکچر کو شدید نقصان پہنچا تاہم پاکستان نے ہمیشہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے

کوئٹہ (یو این اے) کامن ویلتھ پارلیمنٹری ایسوسی ایشن کی 68 ویں کانفرنس میں ایگزیکٹو کمیٹی ایشین ریجن کی رکن اور رکن بلوچستان اسمبلی فرح عظیم شاہ نے صوبہ بلوچستان کی نمائندگی کرتے ہوئے جنرل اسمبلی سے خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے ڈائیلاگز (باقی صفحہ 7 نمبر 38)

علی امین گنڈاپور کو 3 خواتین کی سفارش پر ہٹایا گیا، اختیار ولی خان

علی امین گنڈاپور کو 3 خواتین کی سفارش پر ہٹایا گیا اور اس کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے جس کو 3 خواتین کی سفارش پر وزیراعلیٰ کے عہدے سے ہٹایا جاتا ہے

خیبر پختونخوا کو سالانہ 500 ارب روپے دہشتگردی کے خلاف جنگ کے لیے ملتے ہیں

اسلام آباد: وزیراعظم کے کوآرڈینیٹر اختیار ولی خان نے کہا ہے کہ علی امین گنڈاپور کو 3 خواتین کی سفارش پر ہٹایا گیا۔ وزیراعظم کے کوآرڈینیٹر اختیار ولی خان نے ہم نیوز کے پروگرام "کوئسچن آور" میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ خیبر پختونخوا کو سالانہ 500 ارب روپے دہشتگردی کے خلاف جنگ کے لیے ملتے ہیں۔ لیکن خیبر پختونخوا میں سی ٹی ڈی کو مضبوط کرنے کے لیے دی گئی رقوم جلسے جلوسوں پر خرچ ہو جاتی ہیں۔ انہوں نے (باقی صفحہ 7 نمبر 7)

بڑھتی شدت پسندی کے خطرے کا مقابلہ کرنے کیلئے قومی اتحاد اور سیاسی عزم کی ضرورت ہے، شازیہ مری

بلاول بھٹو نے ہمیشہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف واضح اور جرأت مندانہ موقف اپنایا ہے، رہنما پیپلز پارٹی

اسلام آباد (این این آئی) ترجمان پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز شازیہ (باقی صفحہ 7 نمبر 6)

پشاور، چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس یحییٰ آفریدی، چیف جسٹس پشاور ہائیکورٹ و دیگر ججز اور وکلاء کا گروپ فوٹو

خیبر پختونخوا اسمبلی میں وزیراعلیٰ کے انتخاب کا شیڈول جاری

ذرائع کے مطابق اسمبلی اجلاس میں وزیراعلیٰ کے انتخاب کے دوران ایوان کی کارروائی براہ راست میڈیا کو دکھانے کی اجازت دی جائے گی

سکیورٹی کے سخت انتظامات کیے جا رہے ہیں جبکہ اسمبلی ہال اور اطراف میں پولیس کی اضافی نفری تعینات ہوگی

پشاور (ویب ڈیسک) خیبر پختونخوا اسمبلی میں نئے وزیراعلیٰ کے انتخاب کا شیڈول جاری کر دیا گیا ہے۔ سیکرٹری اسمبلی کے مطابق کل دوپہر 3 بجے تک جمع کرائے جا سکیں گے، جس کیلئے اجلاس 13 اکتوبر کو صبح 10 بجے طلب کر لیا گیا ہے۔ کاغذات نامزدگی کے بعد ازاں فوری اسکروٹنی کی جائے گی تمام امیدواروں کے کاغذات کی جانچ پڑتال مکمل ہونے کے بعد شام 5 بجے حتمی فہرست جاری (باقی صفحہ 7 نمبر 37)

یاسین ملک موت و زندگی کی کشمکش میں ہیں، خاموشی جرم ہوگی، مشعال ملک

کشمیر، پاکستان اور دنیا بھر میں احتجاج اور دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے لیکن وقت کم اور عمل فوری درکار ہے

اسلام آباد (یو این اے) حریت رہنما یاسین ملک کی اہلیہ مشعال ملک نے کہا ہے کہ ان کے شوہر جیل میں موت و زندگی کی کشمکش میں ہیں اور انہیں طبی سہولیات سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ مشعال ملک نے ایک ویڈیو پیغام میں عالمی ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا ہے کہ یاسین ملک کے (باقی صفحہ 7 نمبر 8)

پیپلز پارٹی کا وزیراعظم آزاد کشمیر کے خلاف تحریک عدم اعتماد لانے کا فیصلہ

کراچی (یو این اے) پیپلز پارٹی نے وزیراعظم آزاد کشمیر کے خلاف تحریک عدم اعتماد لانے کا فیصلہ کر لیا۔ فریال تالپور کی زیر صدارت پیپلز پارٹی آزاد کشمیر کی پارلیمانی پارٹی (باقی صفحہ 7 نمبر 9)

دہشتگردی کو ذاتی یا جماعتی مفادات کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے، آغا سید حامد علی شاہ موسوی

نیشنل ایکشن پلان مصلحتوں سے بچالیا جاتا تو دہشتگردی ختم ہو چکی ہوتی

راولپنڈی (یو این اے) سربراہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ علامہ آغا سید حسین مقدسی نے کہا ہے کہ نفاذ فقہ جعفریہ کے دیرینہ موقف کی تائید ہے۔ نیشنل ایکشن پلان پر عملدر (باقی صفحہ 7 نمبر 35)

دہشتگردی کا الزام کسی ایک جماعت یا فیصلے کو نہیں دیا جا سکتا، پاکستان تحریک انصاف

پشاور (این این آئی) پاکستان تحریک انصاف رہنماؤں نے کہا ہے کہ دہشت گردی کا الزام کسی ایک جماعت یا کسی ایک فیصلے کو نہیں دیا جا سکتا۔ خیبر پختونخوا میں آئینی (باقی صفحہ 7 نمبر 36)

اسلام آباد، وفاقی وزیر تجارت جام کمال خان کو پارلیمانی سیکرٹری نواب زادہ زرین خان مگسی شیلڈ دے رہے ہیں

نئے وزیراعلیٰ کے انتخاب کیلئے خیبر پختونخوا اسمبلی کا اجلاس 13 اکتوبر کو ہوگا

اجلاس صبح دس بجے ہوگا، کل کاغذات نامزدگی جمع کرائے جائیں گے اور شام 5 بجے امیدواروں کی حتمی فہرست جاری کی جائے گی

اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے نئے شیڈول کا باضابطہ اعلامیہ جاری کر دیا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ اس سے قبل 20 اکتوبر دوپہر دو بجے تک ملتوی کیا گیا تھا

اسلام آباد (ویب ڈیسک) خیبر پختونخوا اسمبلی کا اجلاس 13 اکتوبر کی صبح دس بجے طلب کر لیا گیا جس میں نئے وزیراعلیٰ کا انتخاب کیا جائے گا۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے نئے شیڈول کا باضابطہ اعلامیہ جاری کر دیا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ اس سے قبل 20 اکتوبر دوپہر دو بجے تک ملتوی کیا گیا تھا۔ اعلامیے کے مطابق اجلاس میں نئے قائد ایوان کا انتخاب کیا جائے گا۔ کے پی اسمبلی سیکرٹریٹ نے وزیراعلیٰ کے انتخاب کا شیڈول جاری کر دیا جس کے مطابق کل اتوار 12 اکتوبر دوپہر 3 بجے تک کاغذات نامزدگی جمع کرائے جائیں گے، جس کے فوری بعد اسکروٹنی کی جائے (باقی صفحہ 7 نمبر 34)

بارباڈوس، چیئرمین سینیٹ سید یوسف رضا گیلانی کانفرنس کے دوران کی وزیراعظم میا امور موٹلی سے گفتگو کر رہے ہیں

سرکاری افسران کے غیر ملکیوں سے رابطے پر پابندی عائد

اس کا اطلاق ماتحت تمام سرکاری اداروں پر ہوگا، مراسلے کے مطابق سرکاری یا نجی حیثیت سے غیر ملکی دورے کی دعوت قبول کرنے پر بھی پابندی عائد ہوگی

غیر ملکیوں، بین الاقوامی نمائندوں اور فارن مشن سے ملاقات کیلئے اجازت لینا لازمی ہوگی

اسلام آباد (یو این اے) وزارت داخلہ نے اجازت کے بغیر سرکاری افسران کے غیر ملکیوں سے رابطے پر پابندی عائد کر دی ہے (باقی صفحہ 7 نمبر 30)

طالبان سے بات چیت کے حامی ہیں، جنید اکبر

سیف ہاؤس کے کٹھ پتلیوں کو کے پی میں نہیں بٹھایا جا سکتا، پی ٹی آئی کو توڑا تو بھی پی ٹی آئی کا ووٹ کم نہیں ہو سکتا

پشاور (این این آئی) رہنما پی ٹی آئی جنید اکبر نے کہا ہے کہ ہم طالبان سے (باقی صفحہ 7 نمبر 33)

کرپٹو مارکیٹ میں بڑا جھٹکا، 24 گھنٹوں میں 19 ارب ڈالر کا نقصان

بٹ کوائن کی قدر میں تیزی سے کمی دیکھی گئی، جس کے ساتھ ہی ایتھیریم، ایکس آر پی، بی این بی اور سولانا سمیت دیگر بڑے کرپٹو کوائنز بھی مندی کی لپیٹ میں آ گئے

مجموعی طور پر 1.6 ملین سے زائد ٹریڈرز اپنی پوزیشنز سے محروم ہو گئے، جسے تجزیہ کار "کرپٹو ہسٹری کے بڑے ماس سیل آف ایونٹس" میں شمار کر رہے ہیں

اسلام آباد (یو این اے) عالمی کرپٹو مارکیٹس میں شدید مندی دیکھی گئی جہاں 24 گھنٹوں کے دوران 19 ارب ڈالر سے (باقی صفحہ 7 نمبر 10)

TLP کے پرتشدد احتجاج سے ملک گیر خلل

اسلام آباد (بیورو چیف) تحریک لبیک کے پرتشدد اور مسلح احتجاج کا مقصد (باقی صفحہ 7 نمبر 32)

کوئٹہ شہر میں آوارہ کتوں کی بھرمار، عوام میں خوف و ہراس، سابق میئر رحیم کاکڑ کا نوٹس لینے کا مطالبہ

میٹروپولیٹن کا نظام مفلوج، نیب، ایف آئی اے اور اینٹی کرپشن فوری کارروائی کریں، رحیم کاکڑ

کوئٹہ (یو این اے) تحریک انصاف کے رہنما سابق میئر کوئٹہ رحیم کاکڑ نے کہا ہے کہ شہر میں آوارہ کتوں کی بھرمار نے عوام کی زندگی اجیرن بنا دی ہے، ہر گلی، سڑک اور بازار میں آوارہ (باقی صفحہ 7 نمبر 31)

ایف آئی اے کی کوئٹہ ایئرپورٹ پر کارروائی، جعلی سفری دستاویزات کے ذریعے آذربائیجان جانے کی کوشش ناکام

کوئٹہ (یو این اے) ایف آئی اے امیگریشن ونگ نے کوئٹہ ایئرپورٹ پر بڑی کارروائی کرتے ہوئے جعلی سفری دستاویزات کے ذریعے آذربائیجان جانے کی کوشش ناکام (باقی صفحہ 7 نمبر 29)

پولیس ٹریننگ کالج ڈیرہ اسماعیل خان پر دہشت گرد حملہ قابل مذمت ہے، حاجی نور محمد دمڑ

شہداء کے خون سے قوم کا حوصلہ بلند، دہشت گردوں اور سہولت کاروں کا خاتمہ ناگزیر ہے، صوبائی وزیر خوراک

کوئٹہ (یو این اے) مسلم لیگ (ن) کے مرکزی رہنما اور صوبائی وزیر خوراک حاجی نور محمد خان دمڑ نے خیبر پختونخوا کے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں پولیس ٹریننگ کالج/سنٹر (باقی صفحہ 7 نمبر 14)

پاکستان میں 24 قیراط سونا 2100 روپے مہنگا ہو گیا

کراچی (یو این اے) ملک میں ایک دن کے وقفے کے بعد سونا پھر مہنگا ہو گیا، جبکہ چاندی کی قیمت ریکارڈ سطح پر برقرار ہے۔ آل سندھ صرافہ جیمز اینڈ جیولرز ایسوسی ایشن کے (باقی صفحہ 7 نمبر 11)

جڑانوالہ، وزیر مملکت برائے داخلہ طلال چوہدری میڈیا کے نمائندوں سے بات چیت کر رہے ہیں

وزیراعلیٰ کی ناک کے نیچے صحت کے ساتھ کھلواڑ لمحہ فکریہ ہے، سینیٹر منظور کاکڑ

بلوچستان میں صحت کا شعبہ کرپشن اور کمیشن کی نذر، جوڈیشل کمیشن کے قیام کا مطالبہ

کوئٹہ (یو این اے) بلوچستان عوامی پارٹی کے مرکزی سیکرٹری جنرل سینیٹر منظور احمد کاکڑ نے کہا ہے کہ بلوچستان میں صحت کا شعبہ کرپشن، کمیشن اور اقرباپروری کے باعث (باقی صفحہ 7 نمبر 28)

افغان وزیر خارجہ امیر خان متقی کا اتر پردیش میں دارالعلوم دیوبند کا دورہ

نئی دہلی (آئی این پی) افغانستان کے وزیر خارجہ امیر خان متقی نے اپنے دورہ بھارت کے موقع پر ریاست اتر پردیش میں معروف دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کا بھی (باقی صفحہ 7 نمبر 23)

نائب وزیراعظم و وزیر خارجہ سینیٹر محمد اسحاق ڈار کی ایران کے وزیر خارجہ عباس عراقچی کے ساتھ ٹیلی فون پر گفتگو

اسلام آباد (پ ر) نائب وزیراعظم و وزیر خارجہ سینیٹر محمد اسحاق ڈار کی ایران کے وزیر خارجہ عباس عراقچی کے ساتھ ٹیلی فون پر گفتگو ہوئی، دونوں وزراء نے خارجہ نے خطے میں حا (باقی صفحہ 7 نمبر 12)

تعلیمی معیار کی بہتری کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے جائیں گے، میر اعجاز خان سنجرانی

ضلع چاغی سے تعلیمی پسماندگی کے خاتمے کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے جائیں گے

دالبندین (این این آئی) سابقہ صوبائی مشیر و بلوچستان عوامی پارٹی کے صوبائی نائب صدر میر اعجاز خان سنجرانی نے گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول شہید فرحان جان دالبندین (باقی صفحہ 7 نمبر 15)

پی ٹی آئی چن کر ایسا وزیراعلیٰ لائی جو پاکستان پر حملہ آور ہوتا ہے، پرویز رشید

لاہور (این این آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سینئر رہنما پرویز رشید نے کہا ہے کہ پاکستان تحریک انصاف خیبر پختونخواہ میں ایسا وزیراعلیٰ چن کر لائی جو پاکستان پر حملہ آور (باقی صفحہ 7 نمبر 27)

یورپی عوام نے غزہ میں مظالم کے خلاف انسان دوستی کا مظاہرہ کیا، سابق سینیٹر طاہر بزنجو

یورپی عوام انسان دوستی اور اخلاقی اعتبار سے ہم سے بہت آگے ہیں، ریاستوں کو بھی انسان دوست ہونا ہوگا

کوئٹہ (یو این اے) نیشنل پارٹی کے سابق سینیٹر میر طاہر بزنجو نے اپنے ایک ویڈیو پیغام میں کہا ہے کہ انسانیت کی بھلائی کی بات تو سب کرتے ہیں، مگر افسوس کہ عمل قومی مفاد اور (باقی صفحہ 7 نمبر 22)

علی امین گنڈاپور کے استعفے میں قانونی نقائص، آئینی تقاضے پورے نہیں کیے گئے، سینیٹر کامران مرتضیٰ

کوئٹہ (یو این اے) جمعیت علماء اسلام (ف) کے سینیٹر کامران مرتضیٰ نے وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا علی امین گنڈاپور کے استعفے کو قانونی طور پر ناقص قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ (باقی صفحہ 7 نمبر 13)

ڈی آئی خان میں پولیس ٹریننگ سینٹر پر حملہ، 5 دہشتگرد ہلاک

واقعے کے فوراً بعد علاقے کو گھیرے میں لے لیا گیا اور سرچ آپریشن شروع کر دیا گیا تاکہ کسی ممکنہ سہولت کار یا مزید دہشتگردوں کی موجودگی کا سراغ لگایا جا سکے

وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا علی امین گنڈاپور سمیت دیگر حکام نے نماز جنازہ میں شرکت کی

ڈیرہ اسماعیل خان (یو این اے) ڈیرہ اسماعیل خان میں پولیس ٹریننگ اسکول پر دہشتگردوں کے حملے کو سکیورٹی فورسز نے بھرپور کارروائی کے بعد ناکام بنا دیا۔ پولیس کے مطابق دہشتگردوں نے جدید خودکار اسلحہ سے فائرنگ کی تاہم پولیس جوانوں نے بہادری سے مقابلہ کیا (باقی صفحہ 7 نمبر 26)

اوستہ محمد پولیس کی کارروائی، 15 بوتل شراب برآمد، ایک ملزم گرفتار

جرائم پیشہ عناصر کے خلاف بلا امتیاز کارروائی جاری، عوام کو امن و امان کی یقین دہانی، ایس پی غلام حسین باجوئی

وستہ محمد (یو این اے) ڈسٹرکٹ پولیس اوستہ محمد نے جرائم پیشہ عناصر کے خلاف ایک کامیاب کارروائی کے دوران ایک ملزم کو گرفتار کر کے 15 بوتل شراب برآمد کر لی۔ کارروائی (باقی صفحہ 7 نمبر 21)

CASS میں پاکستان انڈیا تعلقات پر کتاب کی تقریب کا انعقاد

مصنف کا وسیع سفارتی تجربہ اور تحقیق ایک بصیرت انگیز بحث کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرے گی

غیر یقینی مستقبل کے حوالے سے انہوں نے پاکستان کے لیے چار ضروری اقدامات پر زور دیا

اسلام آباد (بیورو چیف) سنٹر فار ایرو اسپیس اینڈ سکیورٹی اسٹڈیز (CASS)، اسلام آباد نے 8 اکتوبر 2025 کو حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب "پاکستان۔انڈیا ریلیشنز: نو کنگر بٹ ٹکر" پر ایک تقریب کا انعقاد کیا۔ کتاب کے مصنف، سابق سفیر اعزاز احمد چوہدری (باقی صفحہ 7 نمبر 17)

اسلام آباد، وفاقی وزیر تجارت جام کمال خان لوک ورثہ میں بلوچستان گرینڈ ٹورزم فیسٹول سے خطاب کر رہے ہیں

عطا تارڑ سے امریکی ناظم الامور کی ملاقات، مختلف امور پر تفصیلی تبادلہ خیال

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر اطلاعات عطا اللہ تارڑ سے امریکی (باقی صفحہ 7 نمبر 24)

ڈاکٹر عائشہ صدیقہ کا انتخاب پاکستان کیلئے اعزاز ہے، سوسائٹی آف گائناکولوجسٹس آف پاکستان

کیپ ٹاؤن (خ ن) کیپ ٹاؤن میں منعقدہ فیگو ورلڈ کانگریس 2025 کے دوران پاکستان کی ممتاز طبی ماہر پروفیسر ڈاکٹر عا (باقی صفحہ 7 نمبر 25)

سابق صدر سپریم کورٹ بار امان اللہ کنرانی دو سال کیلئے چیف کمشنر پاکستان بوائز اسکاؤٹس منتخب

پاکستان بوائز اسکاؤٹس ایسوسی ایشن کی تاریخ میں پہلی بار کسی وکیل کا چیف کمشنر منتخب ہونا اعزاز کی بات ہے، امان اللہ کنرانی

کوئٹہ (یو این اے) سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے سابق صدر سینیٹر (ر) امان اللہ کنرانی کو اسلام آباد میں منعقدہ پاکستان بوائز اسکاؤٹس ایسوسی ایشن کے خصوصی غیر معمولی (باقی صفحہ 7 نمبر 20)

پنجاب کے ضلع لیہ میں زلزلے کے جھٹکے، شدت 5 اعشاریہ صفر ریکارڈ

لیہ (م ڈ) پنجاب کے ضلع لیہ میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کیے گئے ہیں۔ ز (باقی صفحہ 7 نمبر 16)

نجی ایئرلائن کا فلائٹ آپریشن شدید متاثر، 6 پروازیں منسوخ، 69 تاخیر کا شکار

لاہور (یو این اے) نجی ایئرلائن کا فلائٹ آپریشن شدید متاثر ہونے کی وجہ سے پروازوں میں 20 گھنٹے تک تاخیر ہوگئی۔ (باقی صفحہ 7 نمبر 18)

گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران اسلام آباد میں ڈینگی کے 26 نئے کیسز رپورٹ

متاثرہ افراد میں سے 17 مریضوں کو مختلف اسپتالوں میں داخل کیا گیا، ضلعی انتظامیہ

اسلام آباد (یو این اے) گزشتہ ایک روز کے دوران اسلام آباد میں ڈینگی کے 26 نئے کیسز رپورٹ ہوئے ہیں، شہر میں ڈینگی کا پھیلاؤ روکنے کے لیے کارروائیاں بھی جاری ہیں (باقی صفحہ 7 نمبر 19)

درستگی تاریخ پیدائش

میرانام بی بی ملائیکہ ولد اسلم کاکڑ ہے اور میرے سکول ریکارڈ میں تاریخ پیدائش 22فروری 2012 درج ہے جو غلط ہے اصل تاریخ پیدائش 22فروری 2011 ہے لہٰذا درستگی کیلئے مشتہر ہے۔

بقیہ 1 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کے سبب موجودہ صورتحال نہایت حساس ہو چکی ہے۔کسی بھی ممکنہ دہشت گردی کے خطرے کے پیش نظر کوئٹہ میں تھرڈ لیول تھریٹ الرٹ جاری کیا گیا ہے۔حکام کے مطابق، دہشت گرد عناصر کی جانب سے اہم تنصیبات اور عوامی مقامات کو نشانہ بنانے کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں، جس کے پیش نظر سیکورٹی اداروں نے فوری اقدامات اٹھاتے ہوئے نگرانی مزید سخت کردی ہے۔پولیس اور ایف سی کی مشترکہ کارروائیوں کے تحت کوئٹہ کے مختلف علاقوں، خصوصاً پولیس لائن، جناح روڈ، کیر بلڈنگ، سیٹلائٹ ٹاؤن، سریاب، اسپنی روڈ اور ہزارہ ٹاؤن میں سرچ آپریشنز کیے جا رہے ہیں۔ان کارروائیوں کے دوران مشکوک افراد کی شناخت اور تلاشی کے عمل کو تیز کر دیا گیا ہے۔سیکورٹی فورسز نے داخلی اور خارجی راستوں پر جدید اسکیننگ آلات نصب کر دیے ہیں، جبکہ گاڑیوں کی تفصیلی چیکنگ کا عمل بھی جاری ہے۔ذرائع کے مطابق، چمن شہر میں بھی پاک افغان بارڈر پر سخت نگرانی کا نظام قائم کر دیا گیا ہے۔دونوں اطراف آمدورفت پر کڑی نظر رکھی جا رہی ہے۔سیکورٹی حکام نے شہریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ سیکورٹی اداروں کے ساتھ مکمل تعاون کریں، شناختی دستاویزات ہمراہ رکھیں اور کسی بھی مشکوک شخص یا سرگرمی کی اطلاع فوری طور پر قریبی تھانے یا ہیلپ لائن پر دیں تاکہ ممکنہ خطرات کو بروقت ناکام بنایا جاسکے۔

بقیہ 2 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

بارہ مریض سامنے آئے۔۔متاثرہ افراد میں سے 17 کو اسپتالوں میں داخل کیا گیا۔شہر بھر میں ڈینگی کے پھیلاؤ پر قابو پانے کے لیے موثر کارروائیاں بھی جاری ہیں۔اب تک انسداد ڈینگی ٹیمز کی جانب سے شہر بھر میں اکیس ہزار سینتیس مقامات کی چیکنگ مکمل ہو چکی۔تین سو اکسٹھ گھروں میں اسپرے اور دو سو ستر مقامات پر فوگنگ کی گئی۔ضلعی انتظامیہ نے تمام یونین کونسلز میں انسداد ڈینگی کارروائیاں یقینی بنانے کی ہدایت کی ہے۔واضح کیا کہ ڈینگی ایس او پیز کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

بقیہ 3 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کی ہے۔انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ تحصیل مسلم باغ ہمیشہ سے ہی جمعیت کا مضبوط قلعہ رہا ہے، آج بھی ہے اور ان شاءاللہ مستقبل میں بھی جمعیت کا ناقابل تسخیر قلعہ رہے گا۔انہوں نے کہا کہ کارکنوں کے جذبے اور نظم و ضبط نے ثابت کر دیا کہ جمعیت علما اسلام عوامی حمایت رکھنے والی ایک نظریاتی اور منظم جماعت ہے۔

بقیہ 4 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کرتے ہوئے کمانڈر 328 بریگیڈ کرنل سالار نے کہا کہ وطن عزیز کے امن و استحکام کے لیے ہمارے جوان اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ملک میں امن کے قیام کا سہرا پاک فوج کی لازوال قربانیوں کو جاتا ہے، امن قائم رکھنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔انہوں نے کہا کہ پہاڑوں پر جانے والے بلوچ نوجوانوں کے لیے پاک فوج کی جانب سے عام معافی کا اعلان کیا گیا ہے تاکہ وہ قومی دھارے میں شامل ہو کر ملک وقوم کی خدمت کرسکیں۔شرکا نے امن کے قیام کے لیے پاک فوج کی قربانیوں کو سراہتے ہوئے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔مقامی معتبرین اور تاجر نمائندوں نے کہا کہ فوج نے ہمیشہ عوام کی جان و مال کے تحفظ کے لیے قربانیاں دی ہیں جنہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔سیاسی رہنماؤں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ فوج اور عوام کے شانہ بشانہ کھڑے رہیں گے اور علاقے کو امن وترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔

بقیہ 5 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

اور کے پی کے پرامن صورتحال کو ہضم نہیں ہونے دیں گے دہشت گردی کرانا دراصل ملک کو عدم استحکام کا شکار بنانا ہے لیکن ہم پاکستان سے ہر طرح کی دہشت گردی کو جڑ سے ختم کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ ان واقعات میں بھارت اسرائیل اور ٹی ٹی پی ملوث ہیں اور سرزمین بھی افغانستان کی استعمال کی جاتی ہے ہم معصوم افراد اور فورسز کے خون بہانے والوں کو عبرت کا نشان بنا کر ہی دم لیں گے انہوں نے کہا کہ قوم کے شہیدوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو باور کراتے ہیں کہ 24 کروڑ عوام ان کے ساتھ ہیں ان واقعات سے ہمارا عزم مزید پختہ ہوتا ہے پاک فوج ملک کو پرامن بنانے کے عمل کو خراب کرنے والے عناصر کے خلاف بروقت اور فوری اقدامات اٹھائیں اور معاشرے میں خوف و ہراس پھیلانے والوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنانے پر شکر ہے ہم بلاتفریق نہیں 24 کروڑ عوام فوج اور منتخب حکومت متحد اور ایک پیج پر ہیں پاکستان میں کوئی طاقت ایسی نہیں جو ہمارے ملک کو کمزور کرے ہم پوری طاقت سے ملک دشمنوں کو دندان شکن جواب دیں گے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ پاک شہید افراد کی شہادت قبول فرمائے اور زخمیوں کو جلد صحتیاب کرے۔

بقیہ 6 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

23 نومبر مرکزی اجتماع میں بلوچستان سے ہزاروں لوگ شریک ہوں گے۔جعفرآباد میں الخدمت بنوقابل انٹری ٹیسٹ 13 اکتوبر کو ہوں گے۔ان خیالات کا اظہار انہوں نے صوبائی سیکرٹریٹ میں صوبائی ذمہ داران ماہانہ جائزہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔اجلاس میں صوبائی جنرل سیکرٹری مرتضیٰ خان کاکڑ، نائب امرا زاہد اختر بلوچ مولانا عبدالکبیر شاکر، ڈاکٹر عطا الرحمان، بشیر احمد ماندائی، مولانا محمد ایوب منصور، حافظ مطیع الرحمان مینگل، ڈپٹی جنرل سیکرٹریز مولانا محمد اسلم گزگی، صابر صالح پانیزئی، پروفیسر سلطان محمد کاکڑ، محمد یوسف منگریو، ناظم مالیات سلطان محمد کھتی، سیکرٹری اطلاعات عبدالولی خان شاکر، سوشل میڈیا انچارج اسامہ ہاشمی، ناظم شعبہ اطفال احمد شاہ غازی ودیگر شریک ہوئے۔اجلاس میں سابقہ رپورٹ اور فیصلوں پر عمل درآمد کا جائزہ لیا گیا۔اجلاس میں بلوچستان میں بدامنی شاہراہوں کی بندش بے روزگاری پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔بدامنی، لاپتہ افراد، بے روزگاری، بارڈر بندش کی وجہ سے حالات خراب عوام مایوس اور پریشان ہیں۔بلوچستان کے وسائل، بدعنوانی کی وجہ سے ضائع ہو رہے ہیں۔حکمرانوں کے قول وفعل میں تضاد ہیں۔حقوق بلوچستان لانگ مارچ کے دوران حکومت نے جو وعدے کیے ان پر عمل درآمد کی کوشش کریں گے۔حقوق کے حصول کیلئے تحریک کو وسعت دیں گے۔افغان مہاجرین کو زبردستی بے عزت کرکے تذلیل کر کے بھگانے سے نفرت تعصب میں اضافہ ہو رہا ہے حکمرانوں کو مہاجرین کو واپس بھجوانے کی پالیسی پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔بوڑھے بزرگوں خواتین ومجبور لوگوں کی تذلیل قابل مذمت بدترین ظلم ہے۔الخدمت بنوقابل پروگرام کے تحت بلوچستان کے نوجوانوں کو ہنرمند بنا کر باعزت روزگار کے قابل بنائیں گے۔لاہور میں ہونیوالے کل پاکستان اجتماع عام 21،22،23 نومبر میں بلوچستان سے بڑی تعداد میں لوگوں کو شریک کروائیں گے اجتماع کے حوالے سے عددی ومالی اہداف امرائے اضلاع کو دے دیا گیا ہے کمیٹیاں بھی بنائی گئی۔جعفرآباد میں الخدمت بنوقابل انٹری ٹیسٹ 13 اکتوبر ہوں گے۔اس کے بعد گوادر لورالائی اور ژوب میں بھی بنوقابل پروگرام کریں گے۔

بقیہ 7 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

محمد کمال خان تھے گراونڈ آمد کے موقع پر مہمان خاص کو پھولوں کے ہار پہنا کر شاندار استقبال کیا گیا اور دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں سے تعارف کرایا گیا۔اور گروپ فوٹو لیے گئے ٹورنامنٹ کمیٹی کی جانب سے روایتی اجرکوں کے بھی تحائف پیش کیئے گئے اس موقع پر ڈسٹرکٹ کونسل لسبیلہ کے چیئرمین سردار عبدالرشید بھوتانی، چیئرمین میونسپل کمیٹی اوتھل سید سوہار شاہ کاظمی، اسپورٹس آفیسر لسبیلہ خدا بخش بلوچ، حاجی عبدالستار جاموٹ سماجی رہنما ڈاکٹر عبدالحکیم لاسی پی ایس اعجاز علی ٹورنامنٹ آرگنائزر تزیز احمد شاہوک سرپرست اعلیٰ حسین علی جاموٹ جاوید عظیم بلوچ کیپٹن محمد اکرم خانحیلی ظفر عزیز پیر بی شاہ جیلانی انور گدور و دیگر قبائلی عمائدین اور سرکاری آفسران بھی موجود تھے اس موقع پر مہمان خاص نوابزادہ جام محمد کمال خان نے کہا ہے کہ جام خاندان نے کھیلوں کے فروغ میں ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ صحت مند معاشرے کیلئے کھیلوں کی سرگرمیاں اہمیت کے حامل ہیں جہاں کھیلوں کے میدان آباد ہوتے ہیں وہاں کی ہسپتال ویران ہوتے ہیں کھیلوں کی سرگرمیوں سے نوجوان نسل سماجی برائیوں سے بچ جاتی ہے انہوں نے کہا ہے کہ کھیلوں کے میدان کو آباد کرنا بہترین اقدام ہیں جو معاشرے میں سماجی برائیوں کے خاتمے کے لیے بہترین اقدام ہے نوجوانوں کو کھیلوں جانب راغب کرنے سے سماجی برائیوں کا خاتمہ ممکن ہے۔کھیل نوجوانوں کی ذہنی نشوونما کو بہتر بنانے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔

بقیہ 8 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

۔انہوں نے کہا کہ تنظیم عدم تشدد، امن اور عوام دوستی کے اصولوں پر گامزن ہے اور قوم کی ترقی و خوشحالی کے لیے دن رات کام جاری رکھا جائے گا۔عرفان علی گجر نے کہا کہ نظم وضبط کی پابندی کرنے والی تنظیم کبھی ناکام نہیں ہوتی، ہم گجر قوم کو مزید منظم کریں گے اور تمام اختلافات کے خاتمے کی بھرپور کوشش کریں گے۔انہوں نے تمام عہدیداروں کو ہدایت کی کہ روابط مزید تیز کریں، سابقہ عہدیداروں اور نوجوانوں سے ملاقاتیں کرکے تنظیم کو مزید فعال بنایا جائے۔عرفان علی گجر نے کہا کہ گجر قوم اپنی تاریخ اور شناخت رکھتی ہے، ہم اپنے اسلاف کی قربانیوں کو فراموش نہیں کریں گے بلکہ ان کی جدوجہد کو زندہ رکھنے کے لیے پرعزم ہیں۔انہوں نے کہا کہ گجر ایسوسی ایشن گجر عوام کی موثر آواز ہے جو نفرت، تعصب اور دہشت گردی کے خاتمے کے ساتھ عوام کی بلاتفریق خدمت کو اپنا نصب العین سمجھتی ہے۔

بقیہ 9 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

تہ تعلقات کو موجودہ حکومت نے اس نہج پر پہنچایا ہے۔انہوں نے کہا کہ کل کی پریس کانفرنس کا لفظ بہ لفظ جواب دینا مناسب نہیں سمجھتے، ہم تمام قوم پاکستان تحریک انصاف کے ساتھ کھڑی ہے۔ان کا کہنا تھا کہ آپ نے الیکشن لوٹا، اب رک جائیں۔پی ٹی آئی رہنما نے تسلیم کیا کہ ملک کو شدید معاشی مسائل کا سامنا ہے، تاہم صوبائی حکومت کی تبدیلی ایک نئی شروعات ثابت ہوگی۔انہوں نے کہا کہ ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ خیبر پختونخوا میں گورنر راج نافذ کیا جا رہا ہے، مگر ایسی کوئی کارروائی عوامی نمائندوں کی مشاورت کے بغیر نہیں ہونی چاہیے۔سلمان اکرم راجہ نے واضح کیا کہ دہشت گردوں کو دوبارہ آباد کرنے کا منصوبہ پی ٹی آئی کا نہیں تھا، اس حوالے سے ہم پر بے بنیاد الزامات نہ لگائے جائیں۔انہوں نے کہا کہ دنیا کے دو عناصر سرحد پار سے سرگرم ہیں، ان سے متعلق فیصلہ مشاورت سے ہونا چاہیے۔ان کا کہنا تھا کہ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں بات چیت نہ ہوتی ہو، لہٰذا ملک کے مسائل کو بات چیت اور اتفاق رائے سے حل کیا جانا چاہیے۔

بقیہ 10 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

دیا اور دشمن کی کوششوں کو ناکام بنایا۔رات دس بجے کے بعد فائرنگ کا سلسلہ کم ہوا، تاہم کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔پاکستانی سیکیورٹی ذرائع نے سرحدی سیکیورٹی کو مزید سخت کرنے اور علاقے میں چوکس رہنے کی ہدایت جاری کی ہے۔

بقیہ 11 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

آٹا، انڈے، گڑ اور چینی مہنگا ہوا۔جلانے کی لکڑی اور لہسن کے دام میں بھی بڑھ گئے۔بیس کلو آٹے کا تھیلا 117 روپے مہنگا ہوا جس کی اوسط قیمت 2150 روپے ہو گئی، بعض شہروں میں بیس کلو آٹے کا تھیلا 1810 سے 3 ہزار روپے تک فروخت ہوا۔چکن کی قیمت میں 29 روپے فی کلو اضافہ ہوا اور اوسط ریٹ 350 روپے فی کلو ریکارڈ کیا گیا۔مختلف شہروں میں زندہ مرغی 320 سے 410 روپے فی کلو میں فروخت ہوئی۔گزشتہ ہفتے کے مقابلے 7 روپے فی درجن مہنگے ہوئے، اوسط قیمت 321 روپے رہی۔مختلف شہروں میں انڈے 300 سے 360 روپے درجن میں فروخت ہوئے۔چینی کے دام بھی 48 پیسے بڑھے اور اوسط قیمت 184 روپے فی کلو ریکارڈ ہوئی، مختلف شہروں میں چینی ایک سوستر سے دو سو روپے فی کلو میں فروخت ہوئی۔دوسری جانب ٹماٹر، آلو، دال چنا، کیلے اور ایل پی جی کی قیمتوں میں کمی دیکھی گئی، 6 اشیائے ضروریہ کے دام جبکہ 24 اشیا کی قیمتیں مستحکم رہیں۔وفاقی ادارہ شماریات کے مطابق ٹماٹر کی قیمت میں تقریباً 30 روپے فی کلو کمی آئی۔مختلف شہروں میں ٹماٹر 150 سے 370 روپے فی کلو میں فروخت ہوئے، گھریلو ایل پی جی سلنڈر معمولی سستا ہوا اور اوسط قیمت 3045 روپے ریکارڈ کی گئی، جبکہ بعض شہروں میں 3400 روپے میں بھی فروخت ہوا۔

بقیہ 12 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

۔اجلاس کے دوران گفتگو کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ حکومت آئی ٹی اور مصنوعی ذہانت کو فروغ دینے کے لیے ترجیحی بنیادوں پر کام کر رہی ہے،مصنوعی ذہانت کو ملکی معیشت کی ترقی کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں،ڈیجیٹل معیشت کے نفاذ کو مصنوعی ذہانت کے ذریعے مزید موثر بنایا جائے گا،مصنوعی ذہانت کے حوالے سے قومی پالیسی کا نفاذ موثر طور پر کیا جائے گا۔وزیراعظم نے کہا کہ مصنوعی ذہانت کے استعمال کے حوالے سے ڈیٹا پروٹیکشن اور ڈیٹا ساورنٹی اور مصنوعی ذہانت کو مدنظر رکھا جائے اور مصنوعی ذہانت کے ذمہ دارانہ استعمال کو یقینی بنایا جائے۔وزیراعظم نے مصنوعی ذہانت کے فروغ اور نفاذ کے حوالے سے سٹیرنگ کمیٹی تشکیل دینے کی ہدایت کی۔اجلاس کو مصنوعی ذہانت کے حوالے سے حکومتی سطح پر اقدامات سے آگاہ کیا گیا۔وزیراعظم کو بریفنگ میں بتایا گیا کہ اے آئی کے نفاذ کے حوالے سے ماہرین پرمبنی اے آئی ایڈوائزری پینل تشکیل دیا جارہا ہے۔اجلاس میں وفاقی وزیر اقتصادی امور احد خان چیمہ، وفاقی وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی و ٹیلی کام شزا فاطمہ، وزیر مملکت برائے خزانہ و ریلوے بلال اظہر کیانی، وزیراعظم کے معاون خصوصی بلال بن ثاقب سمیت متعلقہ اعلیٰ سرکاری افسران اور ماہرین نے شرکت کی۔

بقیہ 13 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ری بس پر بھی حملہ کر دیا۔ٹی ایل پی کی جانب سے امریکی ایمبیسی کے سامنے احتجاج اور اسلام آباد کی جانب مارچ کے اعلان کے بعد سے پنجاب، خصوصاً لاہور میں کشیدگی بڑھ گئی ہے۔پولیس کی جانب سے مارچ کو روکنے کے لیے رکاوٹیں کھڑی کی گئیں، تاہم تحریک لبیک کے کارکنان نے جوابی طور پر پولیس پر حملے شروع کر دیے۔سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والی ویڈیوز میں ٹی ایل پی کے سربراہ سعد رضوی کو مبینہ طور پر کارکنان کو گھیرا کرنے کی ہدایت دیتے سنا جا سکتا ہے۔ایک اور ویڈیو میں تحریک لبیک کے کارکنان پولیس وین پر قبضہ کیے سڑکوں پر گشت کرتے دکھائی دے رہے ہیں، جبکہ ایک علیحدہ ویڈیو میں ڈنڈا بردار مظاہرین کو سرکاری بس پر حملہ کرتے دیکھا جاسکتا ہے۔تحریک لبیک کی احتجاجی کال کے باعث اسلام آباد اور راولپنڈی میں بھی صورت حال معمول سے ہٹ چکی ہے۔دارالحکومت کے اہم داخلی راستے سیل ہیں، دفاتر میں حاضری نہ ہونے کے برابر ہے اور انٹرنیٹ سروس بھی متاثر ہو رہی ہے، جبکہ شہریوں نے حکام سے امن وامان کی فوری بحالی کا مطالبہ کیا ہے۔

بقیہ 14 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

عظیم جان دومڑ نے اپنے خصوصی پیغام میں کہا کہ تعلیم کسی بھی معاشرے کی ترقی اور استحکام کی بنیاد ہے۔ہمارا مقصد ہے کہ کوہلو کے ہر بچے کو تعلیم کے مساوی مواقع فراہم کیے جائیں۔غیر فعال اسکولوں کی بحالی اسی مشن کا حصہ ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ کلسٹر بجٹ کے شفاف استعمال کے لیے ایک جامع نظام متعارف کرایا گیا ہے۔تمام کلسٹر ہیڈز سے پروفارمہ کے تحت سامان اور فنڈز کے استعمال کا ریکارڈ طلب کیا گیا ہے تاکہ فنڈز کی تقسیم اور خرچ میں مکمل شفافیت یقینی بنائی جا سکے۔ڈپٹی کمشنر کے مطابق ضلعی انتظامیہ اور محکمہ تعلیم کلسٹر بجٹ کے حوالے سے جامع تحقیقات کریں گے جبکہ مانیٹرنگ کمیٹی کے ذریعے اسکولوں میں سہولیات اور تدریسی عمل کی باقاعدہ نگرانی کی جائے گی۔شہری و سماجی حلقوں نے ڈپٹی کمشنر کوہلو اور محکمہ تعلیم کے اقدامات کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہ اقدامات تعلیمی بحالی کی سمت ایک مضبوط قدم ہیں، جن سے نہ صرف تعلیمی معیار بہتر ہوگا بلکہ عوام کا اعتماد بھی سرکاری تعلیمی اداروں پر بحال ہوگا۔ڈپٹی کمشنر اور محکمہ تعلیم کے افسران نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ تعلیمی معیار کی بہتری میں اپنا کردار ادا کریں اور اپنے قریبی اسکولوں میں تدریسی عمل کا جائزہ لیں، کیونکہ عوامی شمولیت ہی پائیدار ترقی کی ضامن ہے۔

بقیہ 15 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

اور گنز کا دورہ کیا، جہاں تحصیل انتظامیہ نے انہیں آبی بحران کی موجودہ صورتحال پر تفصیلی بریفنگ دی۔اس موقع پر پی ڈی ایم اے بحران ڈویژن کے ڈپٹی ڈائریکٹر ریحان دشتی، اسسٹنٹ کمشنر جیوانی سعد کلیم ظفر اور تحصیلدار اعظم نگچی بھی ان کے ہمراہ تھے۔واضح رہے کہ ضلع گوادر حالیہ شدید خشک سالی کے باعث بدترین آبی بحران کا سامنا کر رہا ہے، جہاں شہر اور گردونواح کے بیشتر آبی ذرائع مکمل طور پر خشک ہو چکے ہیں۔اس سنگین صورتحال سے نمٹنے کے لیے وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کی ذاتی دلچسپی اور خصوصی احکامات کی روشنی میں ضلعی انتظامیہ ہنگامی بنیادوں پر چوبیس گھنٹے متحرک ہے۔جیوانی اور نواحی علاقوں میں پانی کی ترسیل واٹر باؤزرز کے ذریعے ضلعی انتظامیہ اور محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی مشترکہ نگرانی میں جاری ہے۔وزیراعلیٰ بلوچستان کی واضح ہدایت ہے کہ پانی کی فراہمی ہر شہری تک شفاف، منصفانہ اور بروقت یقینی بنائی جائے تاکہ کوئی بھی علاقہ اس بحران سے متاثر نہ ہو۔

بقیہ 16 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ال میں 88،اوکاڑہ 78،لاہور 75،شیخوپورہ 70 ننکانہ صاحب میں 60،بہاولنگر 58،وزیر آباد 55،منڈی بہاؤالدین 54،سرگودھا 46 اور حافظ آباد میں 39 فیصد سروے مکمل ہو چکا ہے۔سروے میں 2لاکھ 64ہزار متاثرین کی تفصیلات جمع کر لی گئی ہیں۔سروے ٹیموں نے 7 لاکھ 26ہزار ایکڑ متاثرہ اراضی کی نشاندہی کی گئی ہے۔سروے میں سیلاب سے متاثرہ 74,638 مکانات کا ڈیٹا جمع کر لیا گیا ہے۔سروے میں مکمل اور جزوی متاثر مکانات شامل ہیں۔ترجمان کے مطابق ٹیمیں گھر گھر جا کر سروے کر رہی ہیں۔فلڈ پلین میں بھی سروے ٹیمیں نقصانات کا ڈیٹا جمع کر رہی ہیں۔ڈی جی پی ڈی ایم اے نے کہا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے مطابق بروقت سروے اور امداد کا عمل مکمل کر لیا جائے گا۔ڈی جی نے کہا کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے مطابق 17 اکتوبر سے مالی معاونت کا عمل شروع کر دیا جائے گا۔

بقیہ 17 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

20 اکتوبر کو ہندو برادری کو عام تعطیل دی جائیگی،نوٹیفکیشن کیمطابق دیولی کے تہوار پر ہندو برادری کے لئے عام تعطیل کا اطلاق سرکاری و غیر سرکاری اداروں پر ہوگا۔

بقیہ 18 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ن نے وفاق اور پنجاب حکومت سے اپیل کی ہے کہ ٹی ایل پی کے احتجاجی معاملے کو تصادم کی بجائے افہام وتفہیم سے حل کیا جائے۔انہوں نے دونوں فریقین کو تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کی اور زور دیا کہ ملک موجودہ حالات میں کسی بھی قسم کے تصادم کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ذرائع کا مزید کہنا ہے کہ مولانا کی مداخلت کے بعد حکومت اور ٹی ایل پی کے درمیان ابتدائی سطح پر مذاکرات کا آغاز ہو گیا ہے، جن کا مقصد مسئلے کو خوش اسلوبی سے سلجھانا ہے۔مولانا فضل الرحمان نے حکومت کو پیغام دیا کہ اس معاملے کو بیٹھ کر حل کریں، اور ہر ممکن کوشش کریں کہ حالات پرامن رہیں۔حکومت اور مظاہرین دونوں صبر وتحمل سے کام لیں۔ذرائع کے مطابق، مولانا فضل الرحمان نے یہ بھی کہا کہ وقت کی ضرورت ہے کہ سیاسی قیادت حالات کو بگاڑنے کی بجائے ذمہ داری اور تدبر کا مظاہرہ کرے

بقیہ 19 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

نگ انجینئر نادر بلوچ، اور ایگزیکٹو انجینئر قاسم بلوچ بھی ان کے ہمراہ تھے۔دورے کے دوران ڈائریکٹر جنرل نے شادی کور سے سپلائی ہونے والے پانی کے نظام کا جائزہ لیا اور روزانہ پانی کی سطح میں بتدریج اضافے کو اطمینان بخش قرار دیا۔انہوں نے کہا کہ پانی کی فراہمی کا نظام بہتری کی جانب گامزن ہے اور آئندہ چند دنوں میں گوادر شہر میں جاری پانی بحران پر بڑی حد تک قابو پا لیا جائے گا۔ڈی جی جی ڈی اے نے گوادر ایئرپورٹ واٹر اسٹیشن پر میرانی ڈیم سے بذریعہ ٹینکرز آنے والے پانی کے معیار اور فراہمی کے نظام کا بھی معائنہ کیا۔انہوں نے متعلقہ عملے کو ہدایت کی کہ وزیراعلیٰ بلوچستان کے احکامات کے مطابق شہریوں کو صاف اور شفاف پانی کی فراہمی ہر صورت یقینی بنائی جائے۔انہوں نے کہا کہ جی ڈی اے شفافیت، معیار اور تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے پوری سنجیدگی اور عزم کے ساتھ کام کر رہی ہے، اور تمام انجینئرز و افسران کو عوامی خدمت کے لیے گلی محلوں کی سطح تک ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ڈائریکٹر جنرل معین الرحمٰن خان نے شہریوں سے اپیل کی کہ وہ حوصلہ اور تعاون برقرار رکھیں، کیونکہ پانی کی فراہمی کی صورتحال تیزی سے بہتری کی طرف جارہی ہے۔

بقیہ 20 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

بیان کے مطابق صدر مملکت نے کہا کہ بہادر اہلکاروں نے وطن کے تحفظ کے لیے اپنی جانیں قربان کرکے عظیم مثال قائم کی۔انہوں نے پولیس اور سیکیورٹی فورسز کی بروقت اور دلیرانہ کارروائی کو سراہتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کے مکمل خاتمے تک قوم اور سیکیورٹی فورسز متحد رہیں گی۔

بقیہ 21 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

پل کو دونوں اطراف سے ٹریفک کیلئے کھول دیا گیا، بابو صابو اور ٹھوکر نیاز بیگ سے موٹروے پر انٹری بند ہے، لاہور میں میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین بھی معطل ہے جس سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا ہے۔سیالکوٹ کے داخلی وخارجی راستوں پر پولیس کی نفری تعینات ہے، لاہور سیالکوٹ اور لاہور خانیوال موٹروے ہر قسم کی ٹریفک کے لیے غیر فعال ہے۔گوجرانوالہ میں دوسرے روز بھی جی ٹی روڈ ٹریفک کے لیے بند ہونے کے باعث شہریوں کو دشواری کا سامنا ہے، دریائے جہلم اور چناب کے پل پر بھی ٹریفک کی آمد ورفت معطل ہے۔گجرات، ٹوبہ ٹیک سنگھ، وزیر آباد میں راستوں کی بندش سے عوام کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔راولپنڈی شہر میں لا اینڈ آرڈر صورتحال کے پیش نظر ایمبولینسز کے لیے ایمرجنسی پورٹل اور ٹریفک پلان جاری کر دیا گیا۔ترجمان ٹریفک پولیس کے مطابق شہری کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں ایمرجنسی پورٹل 051.9293038 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ٹریفک پولیس کے ترجمان کے مطابق ایمبولینسز کو بینظیر بھٹو ہسپتال تک رسائی کے لیے بذریعہ راول روڈ سہولت میسر کی گئی ہے۔ترجمان ٹریفک پولیس نے بتایا کہ ایمبولینسز کی موومنٹ یا ایمرجنسی کی صورت میں شہری ایمرجنسی پورٹل پر بھی رابطہ کرسکتے ہیں۔

بقیہ 22 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

تنظیر ملک بنایا اورکزئی میں آپریشن کے دوران لیفٹیننٹ کرنل میجر سمیت 11 جوانوں کی شہادت ملک وقوم کے لئے المیہ سے کم نہیں دہشت گردی کے خاتمے کے لئے دی جانے والی قربانیوں کی قوم کے لئے مشعل راہ ہے جام شہادت نوش کرنے والوں کے لواحقین کے ساتھ پوری قوم کھڑی ہے ان خیالات کا اظہار انہوں نے اورکزئی میں دہشت گردوں سے مقابلے کے دوران ہونے والے سانحہ کی مذمت کرتے ہوئے کیا اس موقع پر پاکستان مسلم لیگ ن لیبر ونگ کے صوبائی صدر منیر احمد سوری بگٹی، صوبائی جنرل سیکرٹری خان موسیٰ خان تنگ، سینئر صحافی میر ظہور احمد مگسی بھی موجود تھے رکن قومی اسمبلی وڈیرہ میاں خان بگٹی کا کہنا تھا کہ ملک دشمن عناصر صرف چند ٹکوں کے لئے اپنے ایمان کا سودا کر چکا ہے ان دہشت گردی اور ان کے سہولت کاروں کے لئے اب دنیا کے کسی کونے میں چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی پاکستان کا دفاع مضبوط ہاتھوں میں ہے اور افواج پاکستان ملک وقوم کا فخر ہیں پاکستانی فوج پیشہ ورانہ مہارت میں دنیا کی نمبرون فوج ہے جس کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا ہماری فوج نے ہر دور میں دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہر دور میں دشمن کو اپنی چالبازیوں پر منہ کی کھانی پڑ ہمارے حوصلہ بلند ہے ہم دہشت گردوں کے ناپاک عزائم کسی صورت کامیاب نہیں ہونے دیں گے بلوچستان سمیت ملک بھر کی عوام ملک دشمن عناصر کے تمام عزائم کو خاک میں ملائیں گے انہوں نے اورکزئی میں آپریشن کے دوران لیفٹیننٹ کرنل جنید عارف میجر طیب نائب صوبیدار اعظم گل عدیل حسین گل میر شیر خان طائش فراز ارشاد حسین طفیل خان عاقب علی محمد زاہد کی شہادت پر دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دکھ اور غم کی اس گھڑی میں بلوچستان سمیت ملک بھر کی عوام شہداء کے لواحقین کے ساتھ برابر کی شریک ہے پاک سرزمین کے خاطر جام شہادت نوش کرنے والوں کی قربانیاں کسی صورت رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ شہیدوں کے درجات بلند فرماتے ہوئے لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائیں (آمین) وڈیرہ میاں خان بگٹی نے کہا کہ آپریشن کے دوران 19 دہشت گردوں کو جہنم واصل کرنے پر افواج پاکستان کے بہادر جوانوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

بقیہ 23 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

سکتا ہے اور اس حوالے سے ویڈیوز بھی سوشل میڈیا پر وائرل ہورہی ہیں۔

بقیہ 24 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

بقت کو بڑھانے، کیڑوں اور بیماریوں پر قابو، کٹائی اور کٹائی کے بعد کا انتظام اور موثر لاجسٹکس حل کے عنوان سے ایک تکنیکی ورکشاپ کا اہتمام کیا۔وفاقی وزیر تجارت نے کہا کہ سٹرس خصوصاً کینو پاکستان کی برآمدات میں اہم مقام رکھتا ہے اور عالمی منڈیوں میں اس کے مسابقتی مقام کو دوبارہ حاصل کرنا وزارت تجارت کی کلیدی ترجیح ہے۔انہوں نے کہا کہ ہماری توجہ پورے ویلیو چین کو مضبوط کرنے پر ہے، کھیت سے لے کر غیر ملکی منڈیوں تک جدید زرعی طریقوں کو فروغ دے کر بین الاقوامی معیارات کی تعمیل یقینی بناتے ہوئے اور لاجسٹکس انفراسٹرکچر کو بہتر کرکے ہم یہ مقام دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ورکشاپ میں سٹرس کے کاشتکاروں، برآمد کنندگان اور محققین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔سٹرس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (سی آر آئی) سرگودھا کے ماہرین نے کیڑوں اور بیماریوں پر قابو، کٹائی کے طریقوں اور کٹائی کے بعد کے انتظام پر تفصیلی رہنمائی فراہم کی جس کا مقصد پھلوں کے معیار کو بہتر بنانا اور برآمدی نقصانات کو کم کرنا تھا۔کمپنی نے کسانوں کو اچھے زرعی طریقوں اور جدید باغبانی تکنیکوں کو اپنانے میں مدد کے لیے اردو زبان میں سٹرس کے کتابچے بھی تقسیم کیے۔ہموار اور درجہ حرارت پر قابو پانے والی برآمدات کو آسان بنانے کے لیے نیشنل لاجسٹکس کارپوریشن (این ایل سی) نے اپنے ریفر کنٹینر ٹرانسپورٹ حل اور دسمبر سے شروع ہونے والے سٹرس سیزن کے لیے لاجسٹکس منصوبوں کو پیش کیا۔وزیر جام کمال خان نے تمام سٹیک ہولڈرز کے تعاون کی کوششوں کو سراہا اور کہا کہ کسانوں، برآمد کنندگان، اور سرکاری اداروں کے درمیان شراکت داری مضبوط، مسابقتی اور پائیدار باغبانی برآمدی بنیاد بنانے کے لیے ضروری ہے۔پاکستان میں قدرتی صلاحیت موجود ہے اور اب ہمیں معیار، تسلسل، اور عالمی مسابقت پر توجہ دینی چاہیے۔پی ایچ ڈی ای سی نے وزارت تجارت کے تحت پاکستان کے سٹرس ویلیو چین کو مضبوط کرنے اور اس بات کو یقینی بنانے کے عزم کی تجدید کی کہ ملک کی زرعی برآمدات بین الاقوامی معیار اور مارکیٹ کے تقاضوں کو پورا کریں۔

بقیہ 25 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

انسداد ڈینگی ٹیموں کی جانب سے شہر بھر میں 21 ہزار 37 مقامات کی چیکنگ مکمل کی، ڈینگی کے پھیلاؤ کی روک تھام کے لیے 361 گھروں میں اسپرے اور 270 مقامات پر فوگنگ کی گئی، گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران اسلام آباد میں ڈینگی کے 26 نئے کیسز رپورٹ ہوئے، دیہی علاقوں سے 14 اور شہری علاقوں سے 12 مریضوں کی تصدیق ہوئی۔متاثرہ افراد میں سے 17 مریضوں کو مختلف اسپتالوں میں داخل کیا گیا۔انسپکشن کے دوران 491 جگہوں پر لاروا پازیٹو اور 8 جگہوں پر نیگیٹو پایا گیا۔ضلعی انتظامیہ نے تمام یونین کونسلز میں روزانہ مانیٹرنگ اور انسداد ڈینگی کارروائیاں یقینی بنانے کی ہدایت کی ہے اور کہا ہے کہ ڈینگی کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے ہر سطح پر فوری اقدامات کیے جا رہے ہیں، تمام محکمے انسداد ڈینگی مہم میں ٹیم ورک کے تحت کام کریں۔ضلعی انتظامیہ نے کہا کہ ڈینگی ایس او پیز کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

بقیہ 26 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

امیش کمار چنانی سے الگ الگ ملاقاتوں کے دوران گفتگو کرتے ہوئے کہی۔کامریڈ امداد قاضی نے کہا کہ ملک میں جمہوریت کے نام پر حکمران اشرافیہ، طاقتور ادارے اور ان کے پروردہ عوامی وسائل کو لوٹ رہے ہیں جس کے نتیجے میں عوام مہنگائی، بیروزگاری اور قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔انہوں نے کہا کہ کیمونسٹ پارٹی ملک میں طبقاتی نظام کے خاتمے اور ایک حقیقی جمہوری و عوامی نظام کے قیام کے لیے عملی جدوجہد کر رہی ہے۔ان کا کہنا تھا کہ بلوچستان معدنی دولت سے مالا مال ہونے کے باوجود بھوک، بدحالی اور بیروزگاری کا شکار ہے، جبکہ حکمران طبقہ اور زمیندار اشرافیہ مزید مضبوط ہو رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ بینظیر کسان کارڈ کے اجرا میں بھی عام کسان کے بجائے زمیندار طبقے کو فائدہ پہنچایا جا رہا ہے، جو ناانصافی ہے۔کامریڈ امداد قاضی نے زور دیا کہ باشعور طبقہ، خصوصاً محنت کش، طلبہ، مزدور اور وکلا متحد ہو کر استحصالی نظام کے خاتمے اور عوامی خوشحالی کے لیے میدان عمل میں آئیں۔

بقیہ 27 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

رعوامی قوت کا عظیم الشان مظاہرہ ثابت ہوگی۔انہوں نے بتایا کہ کانفرنس کے مہمان خصوصی فرزند قائد جمعیت مفتی اسعد محمود ہوں گے جو بنفس نفیس شرکت کریں گے۔انہوں نے کہا کہ اس تاریخی اجتماع میں جمعیت علما اسلام کے مرکزی وصوبائی قائدین، سینیٹرز، قومی وصوبائی اسمبلی کے اراکین اور ہزاروں کارکنان شریک ہوں گے۔مفتی محمود کانفرنس اتحاد امت، تحفظ ناموس رسالت ﷺ، نفاذ شریعت اور استحکام پاکستان کے عزم کی تجدید ہوگی۔روی کمار پیھوجہ نے کارکنان سے اپیل کی کہ وہ 14 اکتوبر کو قلعہ سیف اللہ پہنچ کر اپنی بھرپور شرکت یقینی بنائیں تاکہ یہ تاریخی اجتماع کامیابی کی نئی مثال قائم کرے۔انہوں نے مزید کہا کہ یہ کانفرنس بلوچستان سمیت پورے ملک میں امن، اتحاد اور دینی بیداری کا پیغام پھیلائے گی اور عوامی شعور کے فروغ کا سنگ میل ثابت ہوگی۔

بقیہ 28 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

موقع پر اپنے پیغام میں انہوں نے کہا کہ بچیوں کے عالمی دن کے موقع پر ہم ان بچیوں کے حوصلے، عزم اور قیادت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو اپنے اور اپنے معاشرے کے روشن مستقبل کی تشکیل میں موثر کردار ادا کر رہی ہیں۔اس سال کا عنوان میں وہ لڑکی ہوں، جو تبدیلی کی قیادت کرتی ہے اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ بچیاں تبدیلی کی محض نگران نہیں بلکہ اس کی اصل محرک ہیں۔وزیراعظم محمد شہباز شریف کی قیادت میں حکومت پاکستان بچیوں کے حقوق کے تحفظ، ان کی تعلیم، صحت، تحفظ اور مساوی مواقع کی فراہمی کے لیے پرعزم ہے تاکہ وہ اپنی مکمل صلاحیتوں کے ساتھ ترقی کے عمل میں شریک ہوسکیں۔انہوں نے دعوت دی کہ آئیے، ہم اس دن اس عہد کی تجدید کریں کہ پاکستان کو ایسا ملک بنائیں جہاں ہر بچی محفوظ، معزز اور بااختیار ہو اور اپنے خوابوں کو حقیقت میں بدل کر قوم کی ترقی وخوشحالی میں موثر حصہ ڈال سکے۔

بقیہ 29 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کہا کہ ساحلی مسکنوں کے تحفظ کے لیے قومی اور علاقائی سطح پر مضبوط تعاون ناگزیر ہے، کیونکہ یہ علاقے براعظموں کے درمیان سفر کرنے والے پرندوں کے لیے اہم قیام گاہیں ہیں۔انہوں نے بتایا کہ پاکستان کے ساحلی اور سمندری علاقے انڈس فلائی وے کا حصہ ہیں، جو وسطی ایشیا اور سائبیریا کو بحیرہ عرب سے جوڑتا ہے۔ہر سال ہزاروں پرندے ہماری دلدلی زمینوں، مینگرووجنگلات، ندی کے دہانوں اور جزرومدی نہروں پر خوراک اور آرام کے لیے انحصار کرتے ہیں۔ایس ڈی پی آئی اور بینک آف پنجاب کی رپورٹس کا حوالہ دیتے ہوئے وفاقی وزیر نے بتایا کہ ملکی ساحلی سیاحت سے تقریباً 30 کروڑ ڈالر سالانہ آمدن حاصل ہوتی ہے، جو مجموعی قومی پیداوار کا تقریباً 0.1 فیصد ہے، ہم چاہتے ہیں کہ دلدلی ماحولیاتی نظام کو سیاحت کے ساتھ جوڑ کر معیشت کو مزید مضبوط کیا جائے۔جنید چوہدری نے خبردار کیا کہ غیر منصوبہ بند ساحلی ترقی، آلودگی اور قدرتی مسکنوں کے نقصان سے یہ نازک ماحولیاتی نظام خطرے سے دوچار ہیں۔انہوں نے کہا کہ ان کے تحفظ اور پائیدار انتظام کے لیے فوری اقدامات وقت کی ضرورت ہیں تاکہ آنے والی نسلوں کے لیے یہ علاقے محفوظ رہ سکیں۔عالمی یوم مہاجر پرندوں کا عالمی موضوع مشترکہ جگہیں: پرندوں کے لیے دوستانہ شہر اور کمیونٹیز کی تخلیق ہے، جس کا مقصد شہروں اور قدرتی ماحول میں انسان اور جنگلی حیات کے باہمی ہم آہنگ وجود کو فروغ دینا ہے۔وفاقی وزیر نے کہا کہ پاکستان کی شرکت بین الاقوامی تحفظ کے معاہدوں کے لیے اس کی وابستگی کی عکاسی کرتی ہے، جس میں رامسر کنونشن آن ویٹ لینڈز اور کنونشن آن مائیگریٹری سپیشیز شامل ہیں۔انہوں نے انڈس ڈیلٹا کے اہم مسکنوں جیسے جزرومدی ندیوں، کیچڑ والے میدانوں اور گھنے مینگرووجنگلات کا ذکر کیا جو پانی کے پرندوں اور ساحلی اقسام کے لیے خوراک اور قیام کی جگہ فراہم کرتے ہیں۔ٹھٹھہ اور کیٹی بندر کے ساحلی علاقے فلیمنگوز، بگلے، بطخوں اور دیگر پرندوں کی بڑی تعداد کی میزبانی کرتے ہیں، جبکہ کورنگی کریک اور ہاکس بے کے علاقے بھی مہاجر پرندوں کے لیے اہم آرام گاہیں ہیں۔مغرب میں بلوچستان کے جنوبی ساحلی علاقے اپنی کیچڑ بھری زمینوں اور ریتیلی ساحلی پٹیوں کے ساتھ بڑی تعداد میں مہاجر پرندوں کو سہارا دیتے ہیں۔میانی ہور اور سونمیانی بے جیسے مقامات ہجرت کے موسم میں پرندوں اور سمندری حیات کے لیے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔آخر میں جنید انوار چوہدری نے کہا کہ ساحلی خطے نہ صرف جنگلی حیات کے لیے بلکہ ان مقامی برادریوں کے لیے بھی اہم ہیں جو ماہی گیری اور ماحولیاتی سیاحت پر انحصار کرتی ہیں۔انہوں نے کہا کہ مہاجر پرندوں کے مسکنوں کا تحفظ معاشی ترقی اور ماحولیاتی توازن کے درمیان ہم آہنگی سے ہی ممکن ہے۔انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ مینگرووز کے تحفظ، دلدلی علاقوں کی بحالی اور مقامی سطح پر ماحولیاتی منصوبوں کو فروغ دے کر پاکستان کے ساحلی علاقے ماحولیاتی طور پر مضبوط اور معاشی طور پر مستحکم بنائے جائیں گے۔

بقیہ 30 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

والی سربراہی کانفرنس سے قبل علاقائی سفارتی کوششوں اور رابطہ کاری پر بھی تبادلہ خیال کیا۔

بقیہ 31 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

لیے نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ہم پنجاب میں دستیاب سرمایہ کاری کے مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔شہزادہ منصور بن محمد نے مزید کہا کہ سعودی عرب پاکستان کے ساتھ آئی ٹی، صحت اور ہاؤسنگ کے شعبوں میں شراکت داری کا خواہاں ہے۔پنجاب میں 10 لاکھ گھروں کی تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے، جب کہ دونوں ممالک کے درمیان سیاحت کے شعبے میں بھی تعاون بڑھانے کی خواہش رکھتے ہیں۔اس موقع پر وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز نے کہا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہم سب کے لیے جان سے زیادہ مقدس ہیں، ان مقدس مقامات کی پاسبانی کی میزبانی پاکستان کے لیے ایک بڑے اعزاز کی بات ہے۔انہوں نے کہا کہ اپنے ایام جلاوطنی کے دوران میں نے کئی سال جدہ میں گزارے ہیں، اس لیے میں اعتماد سے کہہ سکتی ہوں کہ جدہ میرے لیے لاہور کی طرح ہی مانوس شہر ہے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان اور سعودی عرب کے برادرانہ تعلقات پوری مسلم دنیا کے لیے ایک مثال ہیں۔سعودی عرب مسلم امہ میں ایک نمایاں اور محترم مقام رکھتا ہے، جبکہ دونوں ممالک کے درمیان حالیہ دفاعی معاہدے کو عوام کی جانب سے بے حد سراہا گیا ہے۔مریم نواز نے مزید کہا کہ پنجاب حکومت ترقی کو جدید خطوط پر استوار کر رہی ہے اور خادم الحرمین شریفین کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کو نئی جہت دینے کے لیے پرعزم ہے۔انہوں نے کہا کہ صوبائی حکومت سرمایہ کاروں کو بہترین سہولیات فراہم کر رہی ہے اور سعودی قیادت کے پاکستان پر اعتماد کرنے پر ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ مکہ اور مدینہ کی حرمت ہر پاکستانی کے دل میں رچی بسی ہے، ان مقدس شہروں کی خدمت اور حفاظت کی ذمہ داری ہمارے لیے باعثِ فخر ہے۔پاکستان ہمیشہ سعودی عرب کے ساتھ کھڑا رہا ہے اور آئندہ بھی اس برادر ملک کے ساتھ تعاون جاری رکھے گا۔وزیراعلیٰ پنجاب نے کہا کہ پنجاب پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس کی ترقی میں سعودی سرمایہ کاروں کا کردار کلیدی ثابت ہوگا۔انہوں نے کہا کہ سعودی سرمایہ کاروں کو ون ونڈو کے نظام کے تحت سہولتیں فراہم کی جائیں گی، جب کہ صوبے میں زراعت، لائیو اسٹاک، صنعت کاری اور انفرا اسٹرکچر کے شعبوں میں سرمایہ کاری کے وسیع مواقع موجود ہیں۔

بقیہ 32 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ونگ کمانڈر میوند بریگیڈ لیفٹیننٹ کرنل طلحہ علی خان، ایف سی کے افسران، عسکری حکام، قبائلی عمائدین اور شہریوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔مرحوم کو فوجی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا، اس موقع پر ایف سی بلوچستان کے چاک و چوبند دستے نے سلامی پیش کی۔کمانڈر 12 کور لیفٹیننٹ جنرل راحت نسیم احمد خان، آئی جی ایف سی بلوچستان نارتھ میجر جنرل محمد عاطف اور کمانڈنٹ میوند بریگیڈ کرنل فاروق اشرف کی جانب سے پھولوں کے گلدستے مرحوم کی قبر پر رکھے گئے۔عسکری حکام نے کہا کہ حوالدار جمعہ خان مری جیسے بہادر اور فرض شناس جوان ایف سی بلوچستان کا فخر ہیں جنہوں نے اپنی زندگی ملک وقوم کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔مقامی قبائلی عمائدین اور شہریوں نے بھی مرحوم کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کی قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

بقیہ 33 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

۔انہیں رئیس فاؤنڈیشن کا عالمی سفیر کا بھی اعزاز حاصل ہے۔

بقیہ 34 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کنز شیر محمد سنجرانی، یوسف کے کمیونیکیشن آفیسر جلیل بلوچ، ای پی آئی کے سعید میر بلوچ، ڈی ایس وی ای پی آئی حاجی اکرم بزنجو، ڈاکٹر محمد اسماعیل، ڈاکٹر جلال نوتیزئی، سماجی شخصیات اور دیگر افسران نے شرکت کی۔ڈپٹی کمشنر عطاالمنعم نے اپنے خطاب میں کہا کہ فیلڈ ٹیموں اور تمام اداروں کو مہم کی کامیابی کے لیے بھرپور محنت کرنی ہوگی تاکہ چاغی کو پولیو سے مکمل طور پر پاک کیا جاسکے۔انہوں نے کہا کہ انسداد پولیو مہم کے دوران سیکورٹی کے فول پروف انتظامات کیے گئے ہیں اور ضلعی انتظامیہ وتمام متعلقہ ادارے مکمل تعاون فراہم کریں گے۔ڈپٹی ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ڈاکٹر جاوید حسن سیاہ پاد نے کہا کہ مہم کے دوران پانچ سال سے کم عمر کے بچوں کو پولیو ویکسین اور وٹامن اے کے قطرے پلائے جائیں گے۔تربیت یافتہ ٹیمیں گھر گھر جا کر بچوں کو قطرے پلائیں گی۔انہوں نے والدین سے اپیل کی کہ پولیو ویکسین کے بارے میں غلط فہمیاں دور کریں، کیونکہ یہ محفوظ، موثر اور بچوں کو عمر بھر کی معذوری سے بچانے کے لیے ضروری ہے۔انہوں نے علمائے کرام، اساتذہ، میڈیا اور سماجی رہنماؤں سے اپیل کی کہ وہ مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور عوام میں آگاہی پیدا کریں۔یاد رہے کہ این آئی ڈی پولیو مہم 13 اکتوبر سے 16 اکتوبر تک جاری رہے گی، جس کے دوران ضلع چاغی میں 51 ہزار 639 بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔اس مقصد کے لیے 268 ٹیمیں، 15 ٹرانزٹ پوائنٹس اور 33 فکسڈ مراکز قائم کیے گئے ہیں تاکہ ہر بچے تک باآسانی رسائی ممکن بنائی جاسکے۔

بقیہ 35 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

مشتبہ افراد کی چیکنگ کی گئی جبکہ 32 مشکوک افراد کو حراست میں لیا گیا۔مزید بتایا گیا کہ 25 سرچ اینڈ سویپ آپریشنز میں 2 ہزار 730 سے زائد افراد سے پوچھ گچھ کی گئی اور 2 مشتبہ افراد زیر حراست آئے۔پولیس کے مطابق ان کارروائیوں کے دوران سنگین جرائم میں ملوث 281 اشتہاری، 66 عدالتی مفرور اور 32 عادی مجرمان گرفتار کیے گئے۔ترجمان کے مطابق مجرمان کے قبضے سے بڑی تعداد میں ناجائز اسلحہ اور گولیاں برآمد کی گئیں۔جرائم پیشہ عناصر کے خلاف کارروائیوں میں 3 مجرمان ہلاک، 4 زخمی اور 3 گرفتار ہوئے۔آئی جی پنجاب نے ہدایت دی ہے کہ ملک دشمن وجرائم پیشہ عناصر کے خلاف سرچ، سویپ اور کومبنگ آپریشنز جاری رکھے جائیں۔دوسری جانب لاہور میں تحریک لبیک پاکستان (TLP) کے لبیک یا اقصیٰ مارچ کے دوران حالات کشیدہ ہوگئے۔اطلاعات کے مطابق شاہدرہ میں راوی پل کی جانب پولیس اور رینجرز کی جانب سے فائرنگ، شیلنگ اور تیزابی پانی کے استعمال کی اطلاعات ہیں۔رکن شوریٰ علامہ فاروق الحسن قادری کے مطابق فجر سے اب تک فائرنگ کے نتیجے میں 11 افراد جاں بحق اور 50 شدید زخمی ہوئے، جن میں سے 20 کی حالت تشویشناک ہے۔سربراہ تحریک لبیک پاکستان حافظ سعد حسین رضوی نے سوال کیا کہ گولی کیوں چلا رہے ہو؟ان کا کہنا تھا کہ کراچی سے خیبر تک کے مسلمان دیکھ لیں کہ ظلم کی انتہا ہوگئی ہے، سب باہر نکلیں اور پوچھیں گولی کیوں چلائی گئی۔تحریک لبیک پاکستان کے ترجمان نے حکومت پاکستان کی جانب سے خواتین اور کم سن بچیوں کی گرفتاری کی شدید مذمت کی ہے۔ترجمان کے مطابق بانی تحریک لبیک پاکستان علامہ خادم حسین رضوی کی اہلیہ و بیٹیوں اور موجودہ سربراہ حافظ سعد رضوی کی اہلیہ و دو کم سن بیٹیوں کو گرفتار کیا گیا۔ترجمان نے الزام لگایا کہ سرکاری اداروں نے مسجد اور گھر پر چڑھائی کر کے توڑ پھوڑ کی، جو آئین، قانون اور اسلامی اقدار کی خلاف ورزی ہے۔ترجمان نے واضح کیا کہ تحریک لبیک پاکستان آئین، قانون، اسلامی اقدار اور جمہوری روایات کے احترام کی قائل ہے اور فلسطین کے حق میں اپنی آواز بلند کرتی رہے گی۔

بقیہ 36 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کے دور میں دہشت گردی کا مکمل خاتمہ ہوا تھا۔نواز شریف نے پوری قوم کو دہشت گردی کے خلاف متحد کیا، نیشنل ایکشن پلان بنایا اور ایک حقیقی قومی بیانیہ تشکیل دیا۔صوبائی وزیر نے کہا کہ عمران خان نے نہ صرف نیشنل ایکشن پلان کی خلاف ورزی کی بلکہ 2018 کے بعد خیبر پختونخوا میں دہشت گردوں کو دوبارہ پناہ دی، رہائش دی، مالی مدد فراہم کی اور انہیں آباد کیا۔مریم اورنگزیب نے کہا کہ آج دہشت گردی سے شہید ہونے والے ہر پاکستانی کے لہو کا ذمہ دار عمران خان ہے۔ان کے بقول، دہشت گردی کی واپسی کا مجرم عمران خان ہے، اسے اس کا حساب دینا ہوگا۔انہوں نے مزید کہا کہ دہشت گردی کے خاتمے کا آغاز دہشت گردوں کے سہولت کاروں سے ہونا چاہیے، دہشت گردی کے خلاف پاکستان کی افواج، پولیس، رینجرز اور عوام کے ہر طبقے نے عظیم قربانیاں دی ہیں، لیکن عمران خان نے دہشت گردوں کا ساتھ دے کر ان قربانیوں کی توہین کی۔مریم اورنگزیب نے کہا کہ وزیراعظم نواز شریف نے اپنے عزم اور ہمت سے دہشت گردوں کے خلاف جامع اور موثر آپریشن شروع کیا تھا، جس سے پاکستان کو دہشت گردی سے محفوظ بنایا گیا۔

بقیہ 37 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

نس کی کامیابی کے لیے دینی مدارس کا دورہ کرنے کے لیے کمیٹی تشکیل دی گئی کانفرنس کی تشہیر کے لیے وال چاکنگ اور پرچم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے علاقے کو مزین کیا جائے گا 17 اکتوبر کو علاقائی سطح پر بھرپور قوت کا مظاہرہ کیا جائے گا اجلاس سے جمعیت علما اسلام ضلع کوئٹہ کے سیکرٹری اطلاعات نجم المدارس یونٹ گل چلتن، چلتن ریسانی ہزار گنجی کے امیر مولانا محمد طاہر توحیدی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر ظفر اللہ جنگ سیر نائب امیر مولانا محمد صادق نائب امیر مولانا حاجی عبدالستار سعادت سرپرست اعلیٰ مولانا شیخ عبدالحق مولانا مفتی عبدالوہاب سرپرست مولانا محمد نسیم مولانا حافظ محی الدین ڈپٹی جنرل سیکرٹری مولانا امین اللہ آمین ڈپٹی جنرل سیکرٹری سوئم مولانا عبدالرحیم ڈپٹی جنرل سیکرٹری چہارم مولانا مفتی عبدالستار ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات مولانا عبدالباقی مظہری مولانا فدا محمد معاون ناظم مالیات مولانا شیر محمد حقانی مولانا مفتی محمد سلیمان فاروقی مولانا قاری عبدالخالق مولانا مفتی عبداللہ سالار صلاح الدین معاون سالار نصراللہ جنگ مولانا حمید اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 17 اکتوبر کو جمعیت علما اسلام کلی چلتن، چلتن ریسانی ہزار گنجی کے زیراہتمام عظیم الشان پیغام آمن کانفرنس سے مثبت اور تاریخی نتائج برآمد ہوں گے پیغام آمن کانفرنس سے سینئر مولانا عبدالواسع سابق صوبائی وزرا مولانا حافظ حسین احمد شرودی مولانا محمد سرور ندیم خصوصی خطاب کریں گے انہوں نے کہا کہ جمعیت علما اسلام نے ہمیشہ ہر دور میں قیام آمن اور ملکی معیشت اور استحکام کے لیے کردار ادا کیا ہے 17 اکتوبر کو ہونے والے پیغام آمن کانفرنس سنگ میل ثابت ہوگا انہوں نے کہا کہ کلی چلتن، چلتن ریسانی ہزار کلی خزاں کے غیور عوام 17 اکتوبر کو ہونے والے پیغام آمن کانفرنس کو بھرپور کامیابی سے ہمکنار کرے گی اور جمعیت علما اسلام پر بھرپور اعتماد کا اظہار کریں گے۔

بقیہ 38 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

بعد صبح سویرے انٹرویو کے لیے پہنچے مگر افسوس کے ساتھ انہیں یہ کہہ کر واپس بھیج دیا گیا کہ ہم آج آپ سے انٹرویو نہیں لے رہے۔ریکوڈک پروجیکٹ جو کہ ضلع چاغی میں واقع ہے، اس کا مرکزی دفتر کراچی میں قائم ہے جبکہ بھرتیوں کے انٹرویوز کوئٹہ کے مہنگے ہوٹل سرینا میں منعقد کیے جاتے ہیں۔اس عمل نے چاغی کے نوجوانوں میں شدید مایوسی پیدا کردی ہے۔علاقے کے عوامی حلقوں اور سماجی تنظیموں نے ریکوڈک مائننگ کمپنی کے اس رویے پر سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ، چاغی کے بے روزگار نوجوانوں کو انٹرویو کے لیے بلانا اور پھر انٹرویو لیے بغیر واپس بھیج دینا ان کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔لوگوں کا کہنا ہے کہ جب ریکوڈک پروجیکٹ ضلع چاغی کی سرزمین پر واقع ہے، تو بھرتیوں اور انٹرویوز کے تمام مراحل بھی یہیں ہونے چاہئیں۔عوامی نمائندوں، صوبائی حکومت اور کمپنی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ چاغی کے مقامی نوجوانوں کو ترجیحی بنیادوں پر روزگار دیا جائے اور مستقبل میں اس طرح کی ناانصافی اور استحصال کا سلسلہ ختم کیا جائے، تاکہ سونے کی اس سرزمین کے بیٹے خود بھی روزی کما سکیں، نہ کہ صرف زمین کے نیچے موجود سونا دوسروں کے کام آئے

بقیہ 39 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

بہبود کے منصوبوں کے ذریعے عوام کو سہولیات فراہم کرنا اور نوجوانوں کو مثبت سرگرمیوں کی جانب راغب کرنا ہے۔صائقہ شفیق نے عزم ظاہر کیا کہ شہید شفیق احمد خان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عوامی خدمت کے اس مشن کو مزید وسعت دی جائے گی۔افتتاحی تقریب میں مختلف سیاسی، سماجی رہنماؤں اور معزز شہریوں نے شرکت کی اور صائقہ شفیق کے عزم وجذبے کو خراج تحسین پیش کیا۔

بقیہ 40 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ں میں نمایاں تجربات کو قومی ترقی کے عمل کا حصہ بنانا ہے تاکہ علم وجدت پر مبنی معیشت کو فروغ دیا جا سکے۔ٹراوس کالانک، جو اوبر کے شریک بانی ہیں، نے اس کمپنی کو ایک چھوٹے اسٹارٹ اپ سے عالمی سطح کی اربوں ڈالر مالیت کی کمپنی میں تبدیل کیا۔وہ اس وقت کلاوڈ کچن کے سی ای او ہیں، جو مشرق وسطیٰ میں کچن پارک کے نام سے کام کر رہی ہے۔کالانک نے نامی سرمایہ کاری فنڈ بھی قائم کیا ہے جو ریئل اسٹیٹ، ای کامرس اور اختراعات کے منصوبوں میں سرمایہ کاری کرتا ہے۔دوسری جانب، جون باگاٹو کو سیاحت اور بڑے ترقیاتی منصوبوں کے شعبے میں 40 سال سے زائد کا تجربہ حاصل ہے۔انہوں نے بہاماز میں باہامار ریزورٹ کے 3.6 ارب ڈالر کے منصوبے کی نگرانی کی جبکہ وہ اب ریڈ سی اور امالا منصوبوں کی قیادت کررہے ہیں۔انہیں فوربز مشرق وسطیٰ 2024 کی سفر وسیاحت کے قائدین کی فہرست میں بھی شامل کیا گیا ہے۔

بقیہ 41 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

سے ہوئی کو ایک کارروائی کے دوران گرفتار کیا گیا۔پولیس نے ان کے قبضے سے 140,000 روپے کی چوری شدہ نقدی کے ساتھ ساتھ ایک 30 بور پستول اور پانچ زندہ کارتوس بھی برآمد کیے۔گرفتار ملزمان کے خلاف مقدمات پہلے ہی درج ہیں اور مزید تفتیش جاری ہے۔پولیس ریکارڈ سے پتہ چلا کہ گرفتار ملزمان کا تعلق کم از کم سات مختلف ڈکیتی اور چوری کے مقدمات سے تھا جو پاکستان پینل کوڈ کے مختلف دفعات، بشمول 382 اور 392 کے تحت درج کیے گئے تھے۔ابتدائی تفتیش کے دوران ملزمان نے اسلام آباد کے مختلف علاقوں میں ڈکیتی اور چوری کے کئی واقعات میں اپنی شمولیت کا اعتراف کیا۔ڈی آئی جی محمد جواد طارق نے تمام پولیس ٹیموں کو ہدایت دی کہ وہ منظم گروہوں اور جرائم پیشہ افراد کے خلاف کریک ڈاؤن کو تیز کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ تمام مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔انہوں نے کہا کہ وفاقی دارالحکومت کے امن کو خراب کرنے والے کسی بھی مجرمانہ عنصر کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

بقیہ 42 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کہ دہشت گردوں کی ایسی بزدلانہ کارروائیاں دہشت گردی کے خلاف ہمارے عزم کو متزلزل نہیں کرسکتیں، ملک سے ہر قسم کی دہشت گردی کے مکمل خاتمے کے لئے پرعزم ہیں۔ہفتہ کو وزیراعظم آفس کے میڈیا ونگ سے جاری بیان کے مطابق وزیراعظم نے خوارجی دہشت گردوں کا بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہونے والے سات پولیس اہلکاروں کو خراج عقیدت پیش کیا۔اس موقع پر وزیراعظم نے شہدا کی بلندی درجات کی دعا کرتے ہوئے ان کے اہل خانہ سے تعزیت کا اظہار کیا۔وزیراعظم نے حملے میں زخمی ہونے والوں کی جلد صحت یابی کی دعا اور انہیں ہر ممکن طبی امداد فراہم کرنے کی بھی ہدایت کی۔وزیراعظم محمد شہباز شریف نے کہا کہ خیبر پختونخوا کی پولیس دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہمیشہ فرنٹ لائن پر رہی ہے، پوری قوم شہدا کو سلام پیش کرتی ہے، دہشت گردوں کی ایسی بزدلانہ کارروائیاں دہشت گردی کے خلاف ہمارے عزم کو متزلزل نہیں کرسکتیں، ملک سے ہر قسم کی دہشت گردی کے مکمل خاتمے کے لئے پرعزم ہیں۔

بقیہ 43 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

جی ڈی اے پاک چائنہ فرینڈشپ ہسپتال کے شعبہ نرسنگ سروسز نے خصوصی تربیتی نشستیں منعقد کیں۔ان تربیتی سیشنز کا بنیادی ہدف ہنگامی صورت حال میں فیصلہ سازی کی صلاحیتوں کو بہتر بنانا، جدید ہنگامی طبی آلات کے موثر استعمال کو یقینی بنانا، مریضوں کے ساتھ موثر اور ہمدردانہ رابطے کی مہارتیں فروغ دینا، تناؤ کے انتظام اور خود کی دیکھ بھال کے طریقوں سے آگاہی فراہم کرنا تھا۔یہ تربیتی پروگرام پورے ہفتے پر محیط تھا، جس میں ڈاکٹر محمد جنید خان، رجسٹرار شعبہ ایمرجنسی، اور زاہد ایمانوئل، کلینیکل نرس انسٹرکٹر، نے بطور انسٹرکٹر فرائض سرانجام دیے۔تربیتی سیشنز میں ہنگامی مریضوں کی ابتدائی تشخیص اور درجہ بندی (ترایاج) پر خصوصی ورکشاپس کا انعقاد کیا گیا۔شرکا نے قلبی دورے اور سانس بند ہونے کی صورت میں بحالی کے طریقوں (بیسک لائف سپورٹ) پر عملی مشقوں کے ذریعے اپنی مہارتیں نکھاریں، جبکہ ٹراما کے جدید گائیڈ لائنز پر بھی تفصیلی بحث ہوئی۔شعبہ نرسنگ سروسز کی ڈپٹی میجر مس سائمہ علی شاہ کے مطابق اس اقدام کا مقصد ایمرجنسی وارڈز میں کام کرنے والے نرسوں کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں میں اضافہ کرنا تھا، تاکہ مریضوں کو بین الاقوامی معیار کا طبی تحفظ فراہم کیا جا سکے۔انہوں نے زور دے کر کہا کہ ایسے تربیتی پروگراموں کا تسلسل برقرار رکھنا ہسپتال انتظامیہ کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔

بقیہ 44 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

جمہوریت اور شہداء وطن کو ان کی تاریخی قربانیوں اور قومی تحریک میں عظیم قومی خدمات پر زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔انہوں نے کہا کہ جنرل ضیا کی بدترین آمریت میں پارٹی نے کوئٹہ میں تاریخی احتجاجی مظاہرہ کیا جس پر استعمار گروں نے وحشیانہ فائرنگ کرکے پارٹی کے سرباز کارکنوں کو شہید کیا۔کارکنوں کی اس تاریخی قربانی سے ملک کے جمہوری تحریک کو زبردست تقویت ملی۔اسی طرح شہداء وطن نے جنوبی پشتونخوا کے عوام کی قومی حقوق واختیارات کی دفاع میں اپنے سروں کا نذرانہ پیش کیا۔پارٹی کے شہید رہنماں کارکنوں کی عظیم قربانیوں کی بدولت پشتون قومی تحریک نے پرافتخار کامیابی حاصل کی۔پارٹی اپنے شہدا کی برسی ایسے حالات میں منا رہی ہے کہ پشتون غیور ملت کو اپنے تاریخ کے بدترین صورتحال کا سامنا ہے پشتون اپنے تاریخی سرزمین پشتونخوا میں آج تمام بنیادی قومی سیاسی اور جمہوری حقوق و اختیارات سے یکسر محروم ہے ان کی قومی وجود کو سنگین خطرات لاحق ہوئے ہیں ان کے جان ومال اور عزت وناموس کی تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ آج پاکستان میں بدترین آمریت مسلط ہے اور ہائبرڈ نظام کے تحت 71 سال کی جدوجہد میں حاصل جمہوری آزادیوں اور اختیارات کا مکمل خاتمہ ہوا ہے۔پاکستان کی طویل فوجی آمریتوں میں سب سے زیادہ نقصان پشتونوں کو ہوا ہے۔آج پشتونوں کا نہ کوئی متحدہ اور خود مختیار قومی صوبہ قائم ہے اور نہ ہی پشتونوں کو قومی برابری، آزادی اور جمہوری اقتدار کا حق حاصل ہے۔گزشتہ دو صدیوں کے دوران پشتون افغان ملت کی تاریخی سرزمین عالمی سامراجی قوتوں کا میدان جنگ بنا رہا ہے اور گزشتہ 45 سالوں کے دوران اس غیور ملت کو ناقابل بیان تباہی اور بربادی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ہمارے قومی اکابرین بابائے افغان عبدالرحیم خان مندوخیل، شیر علی باچا، سائیں کمال خان شیرانی اور ملی شہید عثمان کاکڑ کے تعلیمات کا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ پشتون افغان ملت کو اس تباہ کن صورتحال سے نجات کا واحد وسیلہ علمی سائنسی نظریاتی بنیادوں پر قائم قومی سیاسی پارٹی ہے

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED بیباک صحافت کا علمبردار
Daily SAHAFAT Quetta
روزنامہ صحافت
چیف ایڈیٹر ملک عظیم خان کاکڑ
صفحات 8

عوام کو طبی سہولیات کی فراہمی اولین ترجیح ہے، کمشنر نصیر آباد ڈویژن

علاج معالجے اور ایمرجنسی کی صورت میں کسی بھی قسم کی غفلت برداشت نہیں کی جائے گی

کمشنر نے ایم ایس اسپتال سے جاں بحق بچے ذاکر ڈومکی کی میت کی منتقلی کے لیے ایمبولینس فراہم نہ کرنے اور زخمی سراج ڈومکی کو بروقت علاج نہ دینے پر وضاحت طلب کی

ڈیرہ اللہ یار (یو این اے) کمشنر نصیر آباد صلاح الدین نورزئی نے گزشتہ روز بم دھماکے میں جاں بحق بچے کی میت منتقلی کے لیے بروقت ایمبولینس فراہم نہ کرنے کا سخت نوٹس لیتے ہوئے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اسپتال انتظامیہ پر برہمی کا اظہار کیا اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سے رپورٹ طلب کر لی۔ ہفتہ کے روز کمشنر نصیر آباد صلاح الدین نورزئی نے ڈپٹی کمشنر جعفرآباد خالد خان کے ہمراہ ڈی ایچ کیو اسپتال ڈیرہ اللہ یار کا دورہ کیا۔ اس موقع پر ڈی ایچ او ڈاکٹر شوکت علی کھوسہ، ایم ایس ڈاکٹر رفیق احمد گھنیہ، ڈی ایس پی سرکل صدورا خان لاشاری اور ایس ایچ او جاوید کھوسہ بھی موجود تھے۔ کمشنر نے ایم ایس اسپتال سے جاں بحق بچے ذاکر ڈومکی کی میت کی منتقلی کے لیے ایمبولینس فراہم نہ کرنے اور زخمی سراج ڈومکی کو بروقت علاج نہ دینے پر وضاحت طلب کی۔ ایم ایس ڈاکٹر رفیق احمد نے بتایا کہ واقعے کی اطلاع ملتے ہی اسپتال سے ایمبولینس جائے وقوع پر روانہ کی (باقی صفحہ 5 نمبر 1)

کوئٹہ تحریک لبیک پاکستان کوئٹہ ڈویژن کے ناظم اعلیٰ حاجی ظریف رضوی، امیر کوئٹہ ڈویژن حاجی طارق محمود عباسی، سید حبیب اللہ شاہ چشتی، علامہ شہزاد عطاری اور دیگر پریس کانفرنس کر رہے ہیں

پولیو مہم کی کامیابی کیلئے ٹیمیں بھرپور محنت کریں، ڈی ایچ او بارکھان

زیرو سے پانچ سال تک کے تمام بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے جائیں، عبداللہ کھوسہ

بارکھان (خ ن) ڈپٹی کمشنر بارکھان جناب عبداللہ کھوسہ کی زیر صدارت پولیو مہم کے حوالے سے ریڈینس میٹنگ منعقد ہوئی۔ اجلاس میں ڈاکٹر مجیب بگٹی (ڈی ایچ او بارکھان)، خادم حسین ہنگر اسسٹنٹ کمشنر بارکھان، عبدالغنی کھیتران (سی سی او) اور یو سی ایم اوز نے شرکت کی۔ اجلاس کے دوران ڈی ایچ او بارکھان نے بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ 13 نومبر (باقی صفحہ 5 نمبر 4)

غیر قانونی افغان مہاجرین رضا کارانہ وطن واپس جائیں، اسسٹنٹ کمشنر امتیاز علی بلوچ

چمن (خ ن) اسسٹنٹ کمشنر چمن امتیاز علی بلوچ کی سربراہی میں لیویز فورس نے چمن شہر گلدارہ باغیچہ اور دیگر علاقوں میں غیر قانونی طور پر مقیم افغان مہاجرین کے خلاف کارروائی کے دوران غیر قانونی افغان مہاجرین کی شناخت اور (باقی صفحہ 5 نمبر 3)

امن دشمن عناصر بلوچستان کی ترقی و خوشحالی کے دشمن ہیں، فیصل جمالی

پاکستان پیپلز پارٹی غریب، مزدور اور کسان کی حقیقی جماعت ہے، پارٹی کے عوامی نمائندے عوام کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتے ہیں

عوام کو زندگی کی تمام بنیادی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا اور عام انتخابات میں عوام سے کیے گئے وعدے ہر صورت پورے کیے جائیں گے

اوستہ محمد (یو این اے) پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنما اور صوبائی وزیر لائیو اسٹاک بلوچستان سردار زادہ فیصل خان جمالی نے کہا ہے کہ حلقہ انتخاب کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے تمام دستیاب وسائل کو بروئے کار لایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلیک ٹاپ سڑکوں کی تعمیر سے علاقے میں خوشحالی آئے گی اور عوام کو بہتر سفری سہولیات فراہم ہوں گی۔ عوام کی بے لوث خدمت ہمارا وژن ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے یو این اے سے بات چیت کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر میونسپل کارپوریشن کے بلدیاتی کونسلر محمد بچل سومرو بھی موجود تھے۔ صوبائی وزیر سردار زادہ فیصل خان جمالی نے کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی غریب، مزدور اور کسان کی حقیقی جماعت ہے، پارٹی کے عوامی نمائندے عوام کی خد (باقی صفحہ 5 نمبر 2)

بنوں، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا حافظ حمد اللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

افغانستان کو دشمن نہیں برادر ملک سمجھا جائے، حافظ حمد اللہ

حکمران ہوش کے ناخن لیں، جنگ نہیں مذاکرات کا راستہ اپنائیں، امریکی جنگ نے پاکستان کو نقصان پہنچایا، معیشت تباہ ہوئی

بھارت سے بات چیت، مگر افغانستان سے صرف جنگ کی زبان کیوں؟ جے یو آئی: پاکستان و افغانستان کے بہتر تعلقات ہی خطے کے امن کی ضمانت

بنوں/پشاور/جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بنوں کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما سینیٹر حافظ حمد اللہ نے کہا کہ افغانستان ایک اسلامی اور برادر مسلم ملک ہونے کے ساتھ ہمارا پڑوسی ملک بھی ہے، مگر افسوس کہ ہماری پالیسیوں نے اسے دشمن ملک کے طور پر پیش کیا ہے۔ کیا ہم اپنی غلط پالیسیوں کے ذریعے افغانستان کو دوسرا بھارت بنانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بار بار بھارتی جارحیت اور حملوں کے باوجود ہم بھارت سے مذاکرات اور مثبت تعلقات کی بات کرتے ہیں، مگر افغانستان کے ساتھ صرف جنگ کی زبان استعمال کی جاتی ہے۔ آخر کیوں؟ یہ جنگ کس کی ضرورت ہے؟ پاکستان کی یا امریکہ کی؟ اگر یہ امریکہ کی ضرورت ہے تو یاد رکھنا چاہیے کہ ماضی میں بھی امریکہ کے کہنے پر ہم نے جنگیں لڑیں مگر قوم کو آج تک کوئی فائدہ نہیں پہنچا، بلکہ نقصان ہی نقصان ہوا۔ سابق سینیٹر حافظ حمد اللہ نے کہا کہ بیس سال تک پاکستان نے امریکی جنگ کا بوجھ اٹھایا، ہزاروں جانیں قربان ہوئیں، معیشت تباہ ہوئی، ملک عدم استحکام کا شکار ہوا، اور آخر میں امریکہ خود طالبان کے ساتھ مذاکرات کر کے شکست کھا کر افغانستان سے نکل گیا۔ انہوں نے کہا کہ حکمرانوں کو چاہیے کہ ہوش کے ناخن لیں، افغانستان کے ساتھ دشمنی کے بجائے مذاکرات کا راستہ اختیار کریں۔ جنگ خود ایک مسئلہ ہے، مسئلے کا حل نہیں۔ عقل مندی اسی میں ہے کہ ہم امن، بھائی چارے اور باہمی احترام کی پالیسی اپنائیں۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام ہمیشہ خطے میں امن، اسلامی اخوت اور خودمختار خارجہ پالیسی کی داعی رہی ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات میں بہتری ہی خطے کے امن و استحکام کی ضمانت ہے۔

اساتذہ کی غیر حاضری کسی صورت برداشت نہیں کی جائے گی، ڈپٹی کمشنر محمد نعیم خان

معیاری تعلیم کیلئے اسکولوں کی باقاعدہ نگرانی جاری رہے گی، آر ٹی ایس ایم ہیڈ محمد جمیل خان

دکی (خ ن) ڈپٹی کمشنر دکی محمد نعیم خان نے آج آر ٹی ایس ایم ہیڈ محمد جمیل خان ناصر کے ہمراہ مختلف سکولوں کا دورہ کیا، جس کا مقصد تعلیمی معیار، طلباء و اساتذہ کی حاضری، اور اسکولوں میں تعلیمی سرگرمیوں کا جائزہ لینا تھا۔ دورے کے دوران انہوں نے گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول نور الدین ترین، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کلی دکی، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کلی خشنی، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کلی محمد خان ترین، اور گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول ویالا دکی کا تفصیلی معائنہ کیا۔ ڈپٹی کمشنر نے ہر اسکول میں کلاسز کا دورہ کیا اور طلباء کی تعلیمی سرگرمیوں اور نصابی کارکردگی کا بغور جائزہ (باقی صفحہ 5 نمبر 20)

ایمرجنسی حالات میں نرسز کا کردار ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے، ڈاکٹر محمد جنید خان

گوادر (خ ن) ہنگامی حالات میں مریضوں کی جان بچانے اور انہیں فوری و مؤثر طبی امداد فراہم کرنے میں نرسنگ اسٹاف کا کردار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ نرسز کی انتھک لگن، پیشہ ورانہ مہارتوں اور بے لوث خدمات کے اعتراف میں دنیا بھر کی طرح جی ڈی اے پاک چائنہ فرینڈشپ ہسپتال زیر انتظام انڈس ہسپتال (باقی صفحہ 5 نمبر 19)

قومی سلامتی کو ذاتی و جماعتی مفادات کی بھینٹ چڑھانا ملک و قوم سے دشمنی ہے، علامہ حسین مقدی

نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کو مصلحتوں کی نذر نہ کیا جاتا تو دہشتگردی نابود ہو چکی ہوتی

راولپنڈی (پ ر) سربراہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ علامہ آغا سید حسین مقدی نے کہا ہے کہ انسداد دہشتگردی کے بارے ڈی جی آئی ایس پی آر کی پریس کانفرنس قومی امنگوں کی ترجمان اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے دیرینہ موقف کی تائید ہے۔ نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کو مصلحتوں کی نذر نہ کیا جاتا تو دہشتگردی نابود ہو چکی ہوتی۔ قومی سلامتی کو ذاتی و جماعتی مفادات کی بھینٹ چڑھانا ملک و قوم سے دشمنی ہے۔ نیشنل ایکشن پلان ۹۰ کی دہائی میں سپریم کورٹ آف پاکستان میں قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کی جانب سے پیش کردہ موسوی امن فارمولے کا عکس ہے (باقی صفحہ 5 نمبر 6)

ایریگیشن کی قیمتی مشینری کی فروخت قومی اثاثوں سے غداری ہے، ایاز علی جمالی

بااثر افسران نے ذاتی مفاد کیلئے محکمے کی مشینری اونے پونے بیچ ڈالی

گنداخہ (نامہ نگار فرید احمد) ایریگیشن ایمپلائز یونین بچی کینال کے چیئرمین ایاز علی جمالی نے ایک سخت گیر بیان میں کہا ہے کہ ایریگیشن ڈرلنگ ڈائریکٹری کی جانب سے محکمہ کی قیمتی اور نایاب مشینری کی فروخت محکمہ ایریگیشن کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مشینری کئی دہائیوں سے عوامی مفاد کے منصوبوں میں استعمال ہو رہی تھی، مگر چند بااثر افسران نے ذاتی مفاد کی خاطر قومی اثاثوں کو اونے پونے داموں بیچ ڈالا، جو سرکاری اختیارات کے ناجائز استعمال کی واضح مثال ہے۔ ایاز علی جمالی نے کہا کہ ہم اس غیر قانونی اقدام کی شدید مذمت کر (باقی صفحہ 5 نمبر 22)

پانی کی فراہمی بہتر بنانے کیلئے اقدامات جاری ہیں، کمشنر مکران قادر بخش پرکانی

گوادر (خ ن) کمشنر مکران قادر بخش پرکانی نے سربندن واٹر سپلائی پمپنگ اسٹیشن کا دورہ کیا، جہاں انہوں نے علاقے میں پانی کے بحران اور اس پر قابو پانے کے اقدامات کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر کمشنر مکران نے ایکسین پبلک ہیلتھ انجینئرنگ مومن بلوچ کو موقع پر طلب کر کے سربندن میں درپیش آبی مسائل اور موجودہ سپلائی (باقی صفحہ 5 نمبر 21)

ایرانی تیل اور بارڈر کی بندش عوام کے معاشی قتل کے مترادف، جے یو آئی نظریاتی

بارڈر بندش سے ڈیزل و پٹرول کی قلت، عوام شدید مشکلات میں مبتلا

کوئٹہ (پ ر) جمعیت علماء اسلام نظریاتی بلوچستان کے صوبائی کنوینر مولانا قاری مہر اللہ صوبائی ڈپٹی کنوینر مولانا محمود الحسن قاسمی سید حاجی عبدالستار شاہ چشتی مولانا نیاز محمد مولانا خدائے نظر میر مبارک محمد حسنی سرپرست مولانا نعمت اللہ مولانا شاہ محمد مولانا رحمت اللہ حقانی صوبائی مالیات سیکرٹری مولانا حافظ عبدالواحد ہاشمی کہا کہ ایرانی تیل کی سپلائی بندش، بارڈرز کی بندش عوام کی معاشی قتل کرنے کی مترادف ہے سرحدی علاقوں میں بسنے والے عوام نان شبینہ کے محتاج بن گئے ہیں کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گیا ہے انہوں نے کہا کہ ایرانی تیل کی سپلائی بندش سے ڈیزل اور پٹرو (باقی صفحہ 5 نمبر 23)

نوڈیرو کے گھاڑو واہ محلے میں بچوں کی معمولی بات پر جھگڑا خونریز شکل اختیار کر گیا

نوڈیرو (رپورٹ: عابد بھٹو) نوڈیرو کے گھاڑو واہ محلے میں بچوں کی معمولی بات پر جھگڑا خونریز شکل اختیار کر گیا، ملزمان زوہیب بھٹو، ناصر اور غنی میرانی نے مبینہ طور پر عطاء اللہ میرانی کے گھر میں گھس کر چاقوؤں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں خاتون سمیت چار افراد زخمی ہو گئے۔ زخمیوں کو اسپتال منتقل کر دیا گیا، پولیس نے واقعے کی ایف آئی آر درج کر لی ہے۔

ملک میں آئس اور ایکس ٹی سی کے استعمال میں خطرناک اضافہ، سردار منظور کاکڑ

تعلیمی ادارے منشیات کا شکار، حکومت گرینڈ آپریشن کرے

کوئٹہ (پ ر) سردار منظور احمد خان کاکڑ صدر آل کاکڑ قبائل فیڈریشن سیکرٹری جنرل بلوچستان یوتھ فرنٹ ممتاز قبائلی سیاسی و سماجی رہنما سندھ بلوچستان نے ارباب اختیار کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کراتے ہوئے اپنے ایک بیان میں کہا ملک میں آئس اور ایکس ٹی سی جیسے نشے کا استعمال کرنے والے افراد کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اس نشے کی جانب زیادہ تر طلبہ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ طبقے کے افراد راغب ہو رہے ہیں پاکستان کی انسداد منشیات فورس کے مطابق ملک میں تقریباً (باقی صفحہ 5 نمبر 5)

پنجگور میں ڈینگی وائرس پر قابو پانے کیلئے اقدامات کئے جائیں، نیشنل پارٹی

میر رحمت صالح بلوچ نے صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا کہ پنجگور کو ڈینگی سے متاثرہ ضلع قرار دے کر وہاں ہنگامی حالت نافذ کی جائے

جبکہ محکمہ صحت فوری طور پر اسپرے، صفائی، آگاہی مہم اور طبی سہولیات کی فراہمی یقینی بنائے

پنجگور (یو این اے) نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما اور بلوچستان اسمبلی میں ڈپٹی پارلیمانی لیڈر میر رحمت صالح بلوچ نے پنجگور میں ڈینگی وائرس کے تیزی سے پھیلاؤ پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومتِ بلوچستان، یونیسیف اور عالمی ادارہ صحت سے فوری طور پر طبی ٹیمیں روانہ کرنے اور ہنگامی بنیادوں پر اقدامات اٹھانے کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ ہفتوں میں پنجگور میں ڈینگی کے کیسز میں غیر معمولی اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، جبکہ کراچی، حب اور دیگر متاثرہ علاقوں سے آنے والے افراد کے ذریعے وائرس تیزی سے مقامی آبادی میں منتقل ہو رہا ہے۔ موسم کی تبدیلی نے بھی اس وبا کے پھیلاؤ میں اضافہ کیا ہے۔ میر رحمت صالح بلوچ نے کہا کہ ضلع کے سرکاری اسپتالوں میں نہ ڈینگی ٹیسٹ کی سہولت موجود ہے، نہ ا (باقی صفحہ 5 نمبر 18)

کوئٹہ بیکٹ کے زیر اہتمام ورکشاپ بی ایس فیکلٹی کے اختتام پر ڈائریکٹر بیکٹ شہزادا نور، اور ڈائریکٹر کالجز محمد حسین بلوچ شرکاء خواتین شرکاء میں اعزازی شیلڈ اور اسناد سے تقسیم کر رہے ہیں

پانی کی فراہمی کا نظام بہتری کی جانب گامزن ہے، ڈی جی جی ڈی اے معین الرحمن خان

گوادر (خ ن) ڈائریکٹر جنرل گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی معین الرحمن خان نے ہفتے کے دن جوڑ ڈگار پمپنگ اسٹیشن اور گوادر ایئرپورٹ واٹر اسٹیشن کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس موقع پر چیف انجینئر جی ڈی اے حاجی سید محمد، ڈائریکٹر واٹر میر جان بلوچ، سپرنٹنڈنگ انجینئر نادر (باقی صفحہ 5 نمبر 17)

سردار اقبال بجارانی کا علیم عادل شیخ کے بھائی کے انتقال پر اظہار افسوس

صحبت پور (بیورو چیف شاہد گولہ) پاکستان تحریک انصاف کسان ونگ سندھ کے صوبائی جنرل سیکرٹری سردار اقبال احمد خان بجارانی کی سندھ سے پاکستان تحریک انصاف صوبہ سندھ کے صدر اور رکن سندھ اسمبلی علیم عادل شیخ کے بڑے بھائی کریم عادل شیخ کی وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا، تحریک انصاف سوگوار خاندان کے غم میں برابر کی شریک ہے، دعا (باقی صفحہ 5 نمبر 9)

26ویں آئینی ترمیم کی سزا پوری قوم بھگت رہی ہے، مولانا عبدالقادر لونی

ذاتی مفادات کیلئے آئین کا جنازہ نکالا گیا، جے یو آئی نظریاتی

کوئٹہ (پ ر) جمعیت علماء اسلام نظریاتی پاکستان کے مرکزی امیر مولانا عبدالقادر لونی مرکزی کنوینر مفتی شفیع الدین نے کہا کہ 26 ویں ترمیم کی سزا آج پوری قوم بھگت رہی ہے بعض سیاسی جماعتوں نے اپنے ذاتی مفاد اور سودا بازی سے آئین کا جنازہ نکال کر آج چیخ و پکار رہی ہے 26 ویں آئینی ترمیم سے ملک کی سلامتی کو داؤ پر لگا دیا 17 ویں آئینی ترمیم کی طرح 26 ویں آئینی ترمیم پر بھی ندامت کا سامنا کریگا غیر آئینی عمل سے آزاد سوچ کو دفنا دیا انہوں نے کہا کہ سیاسی افراتفری، مداخلتیں اور سازشوں سے نظام منجمد ہے ملک تیزی سے سیاسی بحران کا شکار ہو رہا ہے (باقی صفحہ 5 نمبر 7)

جعفرآباد، کمشنر صلاح الدین نورزئی کو بم دھماکے کی جگہ آگاہی فراہم کی جا رہی ہے

بم دھماکے میں ملوث عناصر کو کسی صورت معاف نہیں کیا جائے گا، کمشنر صلاح الدین نورزئی

جعفرآباد (خ ن) کمشنر نصیرآباد ڈویژن صلاح الدین نورزئی نے ضلع جعفرآباد میں بم دھماکے میں شہید ہونے والے معصوم بچے کے لواحقین سے ان کے گھر جا کر تعزیت کی۔ اس موقع پر ڈپٹی کمشنر جعفرآباد خالد خان، ایس ایس پی جعفرآباد کامران نواز، ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ڈاکٹر شوکت علی کھوسہ سمیت دیگر افسران بھی مو (باقی صفحہ 5 نمبر 10)

یونیورسٹی کی ترقی کیلئے شفاف مالی نظم ناگزیر ہے، پروفیسر ڈاکٹر گل حسن

تعلیمی معیار میں بہتری کیلئے جامع منصوبہ بندی ضروری ہے، وائس چانسلر تربت یونیورسٹی

تربت (خ ن) یونیورسٹی آف تربت کی فنانس اینڈ پلاننگ کمیٹی کا سولہواں اجلاس یونیورسٹی میں منعقد ہوا، جس کی صدارت وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر گل حسن نے کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر گل حسن نے کہا کہ یونیورسٹی کی پائیدار ترقی اور تعلیمی معیار کے فروغ کے لیے مؤثر مالی نظم و نسق اور شفافیت بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ کمیٹی نے مالی سال 2024-25 کے اصل بجٹ اور 2025-26 کے مجوزہ بجٹ کی منظوری دی۔ اجلاس میں یونیورسٹی کی میڈیکل پالیسی اور نظر ثانی شدہ فیس اسٹرکچر کے علاوہ یونیورسٹی کی سامنے والی زمین کو تجارتی مقاصد کے (باقی صفحہ 5 نمبر 8)

کوئٹہ، پاکستان پیپلز پارٹی کی رہنما شہید شفیق احمد خان فاؤنڈیشن کی چیئرپرسن صائقہ شفیق احمد خان فاؤنڈیشن کے دفتر میں سابق کونسلر محمد حسین اور دیگر وفود سے ملاقات کر رہی ہیں

خالق آباد منگچر میں سٹی فیڈر پر تین روز سے بجلی کا طویل بریک ڈاؤن، کاروبار زندگی مفلوج

چوبیس گھنٹوں میں صرف تین گھنٹے بجلی، تاجروں کا کیسکو، ضلعی انتظامیہ اور حکومت بلوچستان سے فوری نوٹس کا مطالبہ

خالق آباد منگچر (یو این اے) خالق آباد منگچر میں سٹی فیڈر پر گزشتہ تین دنوں سے بجلی کی بندش نے کاروباری زندگی مفلوج کر کے رکھ دی۔ بازار مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوب گئے ہیں، تاجروں کا کہنا ہے کہ چوبیس گھنٹوں میں صرف تین گھنٹے بجلی فراہم کی جا رہی ہے، جس کے باعث کاروبار بند اور روزگار بری طرح متاثر ہو گیا ہے۔ تاجروں نے میڈیا سے گفتگو میں بتایا (باقی صفحہ 5 نمبر 13)

خاران میں تین روزہ عظیم الشان دینی اجتماع کا آغاز

خاران (یو این اے) خاران میں تین روزہ عظیم الشان دینی اجتماع ہفتے کے روز شروع ہو گیا جو 11، 12 اور 13 اکتوبر تک جاری رہے گا۔ ملک بھر سے علماء، دینی رہنما اور شرکاء کی بڑی تعداد اجتماع میں شرکت کے لیے خاران پہنچ چکی ہے۔ منتظمین کے مطابق اجتماع کا مقصد دینی تعلیمات کی ترویج، اصلاح معاشرہ اور دعو (باقی صفحہ 5 نمبر 11)

غیر قانونی پٹرول پمپس فوری بند کیے جائیں، اے ڈی سی عمر جمالی

خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف بھاری جرمانے اور گرفتاریاں ہوں گی، ضلعی انتظامیہ نوشکی

نوشکی (خ ن) ڈپٹی کمشنر نوشکی محمد حسین ہزارہ کی ہدایت پر اے ڈی سی نوشکی عمر جمالی کا مختلف غیر قانونی پمپس کے خلاف کارروائی غیر قانونی ڈیزل اور پٹرول فروخت کرنے والے 4 پمپس سیل کر دیے اور 10 غیر قانونی پٹرول پمپس کو سختی سے ہدایت دی کہ وہ اپنے غیر قانونی پٹرول پمپس 2 دن کے اندر اندر بند کر دیں بصورت دیگر انکے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی (باقی صفحہ 5 نمبر 12)

کوئٹہ، بلوچستان لیبر فیڈریشن کے اجلاس کی صدارت خان زمان کر رہے ہیں

سبی انسداد پولیو مہم کیلئے تیاریاں مکمل، 285 موبائل ٹیمیں تشکیل

13 سے 16 اکتوبر تک 3 روزہ پولیو مہم کے دوران تقریباً 37 ہزار بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے جائیں گے، ڈپٹی کمشنر

قومی پولیو مہم کو کامیاب بنانے کے لیے ضلعی افسران معتبرین، کونسلر، علماء کرام اور میڈیا بھی تعاون کریں، افتتاح کے موقع پر گفتگو

سبی (پ ر) ڈپٹی کمشنر سبی میجر (ر) الیاس کبزئی نے کہا ہے کہ پولیو ایک لاعلاج اور خطرناک مرض ہے اس کے خاتمے کے لیے قبائلی عمائدین، علاقہ کونسلر، سول سوسائٹی، علماء کرام، میڈیا اپنا کردار ادا کرے تاکہ سبی ڈسٹرکٹ سے پولیو کا خاتمہ ہو سکے ان خیالات کا اظہار انہوں نے ٹیچنگ ہسپتال سبی میں تین روزہ قومی پولیو مہم کا افتتاح کرتے ہوئے کیا اس موقع پر چیئرمین میونسپل کمیٹی سردار محمد خان تھجک، اسسٹنٹ کمشنر بختیار آباد میر بہادر ہنگوری، ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر اکبر سولنگی، ایم ایس ٹیچنگ ہسپتال ڈاکٹر عمیر حسین، ڈاکٹر احسان بلوچ، ڈاکٹر نصیر احمد کرد، ڈاکٹر قادر ہارون، مس شبانہ بلوچ، مس بانو ارباب، پی ایس ٹو ڈپٹی کمشنر تہیم قریشی، جہانزیب گہرامزئی کے علاوہ دیگر موجود تھے ڈپٹی کمشنر اور دیگر نے بچوں کو پولیو کے قطرے پلا کر (باقی صفحہ 5 نمبر 14)

پولیو ٹیمیں گھر گھر جا کر بچوں کو قطرے پلائیں، ڈپٹی کمشنر جمیل بلوچ

مہم کی کامیابی کیلئے والدین اور سماجی رہنما کردار ادا کریں، ڈاکٹر انجم بلوچ

قلات (خ ن) پولیو سے پاک معاشرے کی تشکیل میں ضلعی انتظامیہ نے متحرکانہ کردار ادا کرنا شروع کر دیا ہے حکومت بلوچستان کے وژن کے تحت بلوچستان کے تاریخی شہر قلات میں ڈپٹی کمشنر کیپٹن ریٹائرڈ جمیل بلوچ نے بچوں کو قطرے پلا کر چار روزہ انسداد پولیو مہم کا افتتاح کر دیا۔ اس موقع پر تقریب میں شریک ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر شاہنواز بلوچ ڈی ایچ او ڈاکٹر انجم بلوچ ڈپٹی ڈی ایچ او ڈاکٹر محمد اقبال نورزئی ڈبلیو ایچ او کے ڈیزیز سرویلنس آفیسر ڈاکٹر نوروز بلوچ یونیسیف کے کمیونیکیشن آفیسر ہمایوں لہڑی نے بھی بچوں کو پولیو اور وٹامن A کے قطرے بھی پلائے گئے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ڈاکٹر انجم بلوچ نے ڈپٹی کمشنر کو چار روزہ پولیو مہم (باقی صفحہ 5 نمبر 15)

پولیو کا خاتمہ ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے، ڈپٹی کمشنر منیر احمد سومرو

خاران (خ ن) ڈپٹی کمشنر خاران منیر احمد سومرو نے ایک بچی کو پولیو اور وٹامن اے کے قطرے پلا کر چار روزہ انسداد پولیو مہم کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر خاران ڈاکٹر شیر احمد بلوچ، اسسٹنٹ کمشنر خاران (باقی صفحہ 5 نمبر 16)

گوادر، کمشنر مکران قادر بخش پرکانی متعلقہ افسران کے ہمراہ سربندن واٹر سپلائی پمپنگ اسٹیشن کا دورہ کر رہے ہیں

پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی، اسلام آباد

PEMRA

صوبہ بلوچستان، سندھ، خیبر پختونخوا اور پنجاب کے اضلاع میں ایف ایم ریڈیو براڈ کاسٹ اسٹیشن کے لائسنس کے اجراء کیلئے درخواستوں کی وصولی

پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (پیمرا) کو پیمرا آرڈیننس 2002 ترمیم شدہ پیمرا (ترمیمی) ایکٹ 2023 کے سیکشن 19 کے تحت صوبہ بلوچستان، سندھ، خیبر پختونخوا اور پنجاب کے اضلاع میں ایف ایم ریڈیو براڈ کاسٹ اسٹیشن کے لائسنس کے اجراء کیلئے سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان کے ساتھ رجسٹرڈ کمپنیوں جو کہ اہلیت کے معیار پر پورا اترتی ہوں سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ درخواستیں مجوزہ فارم پر مع درخواست پراسیسنگ فیس (ناقابل واپسی) جو کہ ہر ضلع کے مقابل دی گئی ہے بصورت پے آرڈر/بینک ڈرافٹ بنام پیمرا جمع کرائیں۔

اضلاع کی فہرست، پراسیسنگ فیس، اہلیت کا معیار، درخواست فارم، بیس پرائس اور بولی طریقہ کار لنک:
https://www.pemra.gov.pk/fmlicensing/ سے ڈاؤن لوڈ یا کیو آر کوڈ سکین کر کے دیکھا جا سکتا ہے۔

پری کوالیفائیڈ / شارٹ لسٹ کردہ کمپنیوں کو زیر تحت پیمرا آرڈیننس 2002 ترمیم شدہ پیمرا (ترمیمی) ایکٹ 2023 کے سیکشن 19 کے تحت بولی میں شرکت کیلئے مدعو کیا جائے گا۔ ایف ایم ریڈیو براڈ کاسٹ اسٹیشن کے لائسنس کا اجراء کامیاب درخواست دہندگان کو پیمرا قوانین کے تحت تمام قانونی و رسمی کارروائی اور مطلوبہ فیس کی ادائیگی کے بعد کیا جائے گا۔

ہر لحاظ سے مکمل کردہ فارم مع مطلوبہ دستاویزات درج ذیل پتہ پر 14 نومبر 2025 شام 05:00 بجے تک یا اس سے قبل پہنچ جانے چاہئیں۔ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔

درخواستوں کا جمع کرانا، پری کوالیفائیڈ یا شارٹ لسٹ ہونے کا ہرگز مطلب نہیں کہ درخواست دہندہ کمپنی لائسنس کے اجراء کا حق رکھتی ہے۔ اتھارٹی کو زیر تحت پیمرا قوانین کسی ایک یا تمام درخواستوں کو تحریری طور پر وجوہات بیان کرنے کے بعد منظور یا مسترد کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

ڈائریکٹر جنرل لائسنسنگ (براڈ کاسٹ میڈیا۔ ایف ایم)
پیمرا ہیڈ کوارٹرز
4th فلور، ماؤ ایریا، G-8/1، اسلام آباد
فون نمبر: 051-9107161، 051-9107151 فیکس: 051-9107165

PID(I)3010/25

Daily SAHAFAT Quetta
روزنامہ صحافت

پبلشر ملک نعیم خان کاکڑ نے سعید پرنٹنگ پریس مشن روڈ کوئٹہ سے چھپوا کر دفتر روزنامہ صحافت کوئٹہ فلیٹ نمبر 8 دبئی پلازہ منان چوک کوئٹہ سے شائع کیا۔
فون نمبر: 081-2828822 فیکس نمبر: 03337887770 اسلام آباد بیورو: آفس نمبر: 712 فرسٹ فلور کشمیر کالاتھ ہاؤس آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد فون نمبر 051-2603196
E-Mail Address: dailysahafat.quetta@

کرپٹو مارکیٹ میں بڑا جھٹکا

عالمی کرپٹو مارکیٹس میں شدید مندی دیکھی گئی جہاں 24 گھنٹوں کے دوران 19 ارب ڈالر سے زائد کی لیوریج پوزیشنز ختم ہوگئیں، معروف مالیاتی ادارے بلومبرگ کے مطابق یہ حالیہ برسوں میں سب سے بڑی کرپٹو لیکویڈیشنز میں سے ایک ہے، ڈونلڈ ٹرمپ کے چین پر 100 فیصد درآمدی ٹیرف عائد کرنے کے اچانک اعلان کے صرف ایک گھنٹے بعد ہی 7 ارب ڈالر مالیت کی پوزیشنز ختم ہوگئیں، جس کے نتیجے میں مارکیٹ میں زبردست غیریقینی صورتحال پیدا ہوگئی۔ بیٹ کوائن کی قدر میں تیزی سے کمی دیکھی گئی، جس کے ساتھ ہی ایتھیریم، ایکس آر پی، بی این بی اور سولانا سمیت دیگر بڑے کرپٹو ٹوکنز بھی مندی کی لپیٹ میں آگئے۔ مجموعی طور پر 1.6 ملین سے زائد ٹریڈرز اپنی پوزیشنز سے محروم ہوگئے، جسے تجزیہ کار ''کرپٹو ہسٹری کے بڑے ماس سیل آف ایونٹس'' میں شمار کررہے ہیں۔ مارکیٹ ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ واضح کرتا ہے کہ عالمی سیاست اور معاشی پالیسیوں میں کسی بھی بڑے فیصلے سے ڈیجیٹل اثاثہ مارکیٹس کس حد تک متاثر ہوسکتی ہیں، امریکی پالیسی میں کسی بھی اچانک تبدیلی سے سرمایہ کاروں کا اعتماد متزلزل ہوسکتا ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق اگر غیریقینی صورتحال اور اتار چڑھاؤ جاری رہا تو نئے سرمایہ کاروں میں عدم اعتماد مزید بڑھ سکتا ہے جو مارکیٹ میں مزید مندی کا باعث بن سکتا ہے۔

مرشد، ٹرمپ کارڈ اور ظالم سماج

عبداللہ طارق سہیل

مرشداتی پارٹی کے مرشد نے صوبہ کے پی میں مرشداتی پارٹی کی سب سے بڑی وکٹ اڑا دی اور ماجرائے عجب یہ ہوا کہ اتنے بڑے نقصان پر ملک بھر میں مرشداتی پارٹی والے جشن منا رہے ہیں۔ کے پی میں تو کئی مقامات پر آتش بازی بھی کی گئی۔ اس خوشی میں کہ مرشد نے مرشداتی پارٹی کی سب سے بڑی، گنڈاپوری وکٹ اکھاڑ دی۔ سب تجزیہ کاروں کا اتفاق ہے کہ اتنی مضبوط وکٹ مرشد کی مرشداتی پارٹی کو دوبارہ نہیں ملنے والی۔ گنڈاپور کو ہٹا کر اب ایک پرجوش جواں سہیل افریدی کو لایا گیا ہے اور صاف لگ رہا ہے کہ یہ وکٹ چند دن بھی نہیں نکال پائے گی۔ سہیل افریدی پاکستان، ریاست پاکستان، افواج پاکستان کے بارے میں زبردست طوفانی تقریریں کرتے ہیں، ایسی زبردست کہ بھارت میں نریندرا مودی اور ادتیہ یوگی کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں لیکن کیا وہ وزیر اعلیٰ زیادہ دن رہ پائیں گے؟۔ باخبر لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ تھوتھا چنا ہیں، کچھ دن تو خوب بجیں گے، پھر بج نہیں پائیں گے، بے صدا اور بے نوا ہو کر رہ جائیں گے اور آخر میں کہیں نہ کہیں دھر لئے جائیں گے۔ ایک اور ''اعزاز'' اس تھوتھے چنے کا یہ ہے کہ بظاہر تو وہ مرشداتی پارٹی کے لیڈر ہیں، اسی کے ٹکٹ پر الیکشن جیتے لیکن ان کا ''الیکٹورل کالج'' ٹی ٹی پی ہے اور اصل میں انہی کو وہ جوابدہ ہیں۔ چنانچہ جب بھی، کے پی میں کسی مقام پر ٹی ٹی پی کیخلاف اپریشن ہوتا ہے تو مرشد کے بعد سب سے زیادہ ''پیڑ''...... انہی تھوتھے افریدی کو ہوتی ہے۔ کئی دن آہ و زاری کرتے، پھر چپ ہو رہتے ہیں کہ آخر صبر آ جاتا ہے۔ اپنی ہی وکٹیں اکھاڑنے یا اکھڑنے پر مرشداتی پارٹی کا یہ پہلا جشن نہیں ہے۔ 2022ء میں عدم اعتماد کی تحریک پاس ہوتے ہی مرشد نے قومی اسمبلی سے استعفوں کا اعلان کر دیا۔ یعنی اپنی وکٹ اکھاڑ دی۔ مرشداتی پارٹی نے اس وقت بھی زبردست جشن منایا تھا کہ مرشد نے دیکھو، کیسا ٹرمپ کارڈ چلا دیا۔ اب دیکھنا، کتنا مزہ آئے گا۔ پھر جب مزہ آیا تو آہ و زاری بھی غضب کی کی۔ پھر مرشد نے پنجاب اسمبلی توڑ دی۔ پنجاب میں چار دن کی محفوظ پناہ گاہ جو تھی، ختم کر دی۔ مرشداتی پارٹی نے اس پر بھی جشن منایا۔ ایسا جشن کہ جشنیات کی تاریخ لکھ ڈالی۔ کہا، اس بار تو مرشد نے وہ ٹرمپ کارڈ چلایا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ کی چیخیں نکل گئی ہیں۔ اب دیکھنا، کتنا مزہ آئے گا۔ تین سال ہو گئے، پنجاب بھر میں پھر انہیں ایسا مزا آیا کہ ابھی تک آتے چلا جا رہا ہے۔ کے پی والا یہ ماسٹر کارڈ صوبے میں ''محفوظ پناہ گاہ'' کو بالآخر منطقی انجام تک پہنچائے گا۔ مفروروں میں جو بھگدڑ مچی ہے، ٹھیک معنوں میں وہ اس کے بعد مچے گی، پنجاب کے بعد کے پی میں بھی لامتناہی مزوں کا دور آنے والا ہے۔ مرشداتی پارٹی والے اس بہت زیادہ مزے کیلئے تیار ہیں۔ کل جو کالم چھپا وہ پرسوں صبح لکھا تھا، یہ کہ گنڈاپور رخصت ہونے والا ہے جس کی اطلاع مولانا کو مل گئی ہے۔ کالم لکھنے کے چھ سات گھنٹے بعد گنڈاپور کو استعفیٰ دینے کا حکم مرشد کی طرف سے مل گیا۔ یوں کالم چھپا تو یہ پیرا بعد از وقت ہو گیا حالانکہ جب لکھا تھا تو قبل از وقت محسوس ہو رہا تھا۔ زندگی کے تماشوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قبل از وقت بات کبھی بعد از وقت نکلتی ہے اور بعد از وقت نکلنے والی بات کا پتہ چلتا ہے کہ یہ تو قبل از وقت تھی۔ مرشد نے جو وکٹ اکھاڑی ہے، چند دنوں بعد ہی پتہ چلے گا کہ ان کا یہ ''ٹرمپ کارڈ'' بعد از وقت تھا یا قبل از وقت ___ بروقت تو بہرحال نہیں لگتا۔ کے پی میں دہشت گردی عروج کے مینارے پر چڑھتی ہی جا رہی ہے اس جھڑپ میں 19 شیاطین بھی مارے گئے۔ عوام اس نقصان پر دل گرفتہ ہیں اور اعصابی تناؤ میں آ گئے ہیں کہ یہ سلسلہ کب رکے گا۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ خوشی کے لمحات میں ان لوگوں کو مت بھولیں جن کی قربانیوں سے ہمیں یہ خوشی دیکھنے کو ملی، اسی طرح پاک فوج کے جوانوں کی اس طرح سے شہادت پر دکھ اور غصے بھرے لمحات میں ان لوگوں کو، بلکہ اس ٹولے کو نہیں بھولنا چاہیے جو دہشت گردی کی اس نشاۃ ثانیہ کے ذمے دار ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حرفِ انکار
خواجہ جمشید امام
jamshed4butt@yahoo.com

خیبر پختون خوا: نیا وزیر اعلیٰ مراد سعید کا تواتر

پاکستان میں جاری دہشتگردی کی جنگ میں شہید ہونے والے 11 بیٹوں میں لیفٹیننٹ کرنل جنید طارق اور میجر راحت طیب بھی شامل ہیں۔ انتہائی دکھ دینے والی خبر ہے جس نے ہر محب وطن پاکستانی کو افسردہ کر دیا ہے لیکن عمران نیازی نے اُسی دن وزیر اعلیٰ کے پی کے علی امین گنڈاپور سے استعفا طلب کر لیا جو علی امین گنڈاپور نے اچھے بچوں کی طرح عمران نیازی کی امانت سمجھتے ہوئے دے بھی دیا۔ پاکستان بدترین دہشتگردی کی زد میں ہے۔ افواج پاکستان کی جوان شہید ہو رہے ہیں اور عمران نیازی چاہتا ہے کہ دہشتگردوں کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں اپنے بھائیوں کے ساتھ جنگ عمران نیازی کو قابل قبول نہیں ہے اور 36 سالہ سہیل آفریدی کو لانے کا واحد مقصد مخاصمت کی سیاست کو فروغ دینا ہے۔ خیبر پختون خوا دہشتگردی کی جنگ میں سلگ رہا ہے اور پی ٹی آئی اپنی ہی فوج کیلئے مقامی اور سیاسی حمایت ختم کرنے کے درپے ہے۔ کوئی بھی فوج مقامی آبادی کی حمایت کے بغیر کسی جنگ کو کیسے جیت سکتی ہے؟ اور اُس پر مستزاد یہ ہے کہ پی ٹی آئی اپنے تازہ دم قیادت طالبان کی حمایت کیلئے آگے کر رہی ہے کیوں کہ عمران نیازی کو فوجی آپریشن کے حوالے سے ملنے والی اطلاعات بھی متضاد تھیں۔ ایک گروہ جس کی قیادت علیمہ خان کر رہی تھی عمران نیازی کے پاس جا کر کہتا تھا کہ آپریشن ہو رہا ہے اور علی امین گنڈاپور فوج کو سہولت فراہم کر رہا ہے جبکہ دوسرا گروہ عمران نیازی کے حضور اپنی صفائیاں پیش کرتا رہا لیکن آخر کار عمران نیازی نے فیصلہ وہی کیا جو طالبان کے حق اور افواج پاکستان کے خلاف تھا۔ ایک ہفتہ پہلے علی امین گنڈاپور نے عمران نیازی سے ملنے کے بعد جب علیمہ خان بارے اپنی زبان کھلی تو اُسی دن یہ بات فائنل ہو چکی تھی کہ ''یہ تو گیا''۔ علی امین گنڈاپور کا حال تو پی ٹی آئی خود برا کر دے گی لیکن نومولود نامزد وزیر اعلیٰ کا انجام بھی عمران نیازی کے فیصلوں کے نتیجہ میں بُرا ہونے والا ہے۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ حالتِ جنگ میں کوئی صوبہ اپنے ہی ریاستی اداروں کی مخالفت کیسے کر سکتا ہے؟ عمران نیازی کھل کر طالبان کی حمایت میں نکل آیا ہے کیونکہ اب ٹرمپ اور کشمیریوں کے بعد پھر اُس کی امیدیں طالبان سے جڑ گئی ہیں۔ لیکن کیا کسی بھی سیاسی جماعت اور اُس کے سزا یافتہ قائد کو پاکستان میں خون کی ہولی کھیلنے کی کھلی اجازت دی جا سکتی ہے؟ کیا ہمارے بیٹوں کو قتل کرنے والے اس ریاست کی روٹیوں پر پلتے رہیں گے؟ کیا ابھی بھی عمران نیازی کا مکروہ چہرہ کھل کر سامنے نہیں آیا؟ کیا ابھی اس سے بھی زیادہ بُرے سیاسی اور ملک دشمن رویے کا انتظار ہے؟ سلمان راجہ نے سہیل آفریدی کو ''نئی شروعات'' سے تعبیر کیا ہے اور عمران نیازی کا یہ پیغام بھی پہنچایا ہے کہ خیبر پختون خوا کی صوبائی حکومت دہشتگردی کے حوالے سے وفاقی حکومت کی دہشتگردی کے خلاف پالیسیوں سے اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھے مگر سوال یہ ہے کہ ابھی تک تو پی ٹی آئی کی حکومت نے ایک دن کیلئے بھی کسی فوجی آپریشن کی حمایت نہیں کی۔ کیا واقعی یہ نئی شروعات اپنی ہی ریاست کے خلاف دشمنوں کی مدد کرنا کا اعلان ہے؟ سہیل آفریدی کی تربیت مراد سعید کے ہاتھوں ہوئی ہے اور یہ نوجوان اُسی کوٹے میں پہلی بار ایم پی اے بھی منتخب ہوا ہے یقیناً اُس سے وہ ساری توقعات وابستہ کی جا رہی ہیں جو کبھی مراد سعید سے تھیں۔ خیبر پختونخوا چلانے میں ایک بار پھر پنجاب میں بزدار حکومت کی طرز پر غیر منتخب عورتوں کی حکمرانی واضح نظر آئے گی اور عمران نیازی کا وہ بیانیہ جو کبھی ''موروثی سیاست کے حوالے سے تھا دم توڑتا نظر آئے گا۔ حماقت کی انتہا تو یہ ہے کہ آئی ایس ایف خیبر پختون خوا کے نوجوان اس کو نظام کی تبدیلی کہہ رہے ہیں۔ نئے وزیر اعلیٰ کیلئے بانی اور ننانی کو بیک وقت خوش رکھنا آسان کام نہیں ہوگا لیکن اس مراد سعید جونیئر سے پی ٹی آئی میں طالبان کی حمایت کرنے والے قومی اسمبلی کے اراکین کو بہت مدد ملے گی۔ آپ ایک سو وزیر اعلیٰ بدل لیں لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ دسویں یا بارویں صدی نہیں کہ کوئی سینٹرل ایشین یا افغانی گھوڑے کی پشت پر بیٹھ کر سارے علاقوں کو تاراج کرتا ہوا کہیں بھی پہنچ جائے گا۔ اکیسویں صدی کے پہلے ربع میں جو حال بھارت کا افواج پاکستان نے کیا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں لیکن ایک بات ہمیں بھی سمجھ لینی چاہیے کہ کسی بھی سیاسی یا غیر سیاسی جماعت کو پاکستان کے دشمنوں کی زبان بولنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔ ایک طرف خاک اور خون کا کھیل جاری ہے اور دوسری طرف پاکستان کی منتخب اتحادی حکومت کے بڑے اتحادی پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نون نے اپنی بیان بازی سے ملک میں بے یقینی کی نئی فضاء پیدا کر دی ہے۔ دنیا کے ایک بڑے فلاسفر نے کہا تھا کہ ہر اتحاد کی پہلی شرط یہ ہوتی ہے کہ اُس نے ٹوٹنا ہوتا ہے لیکن یہ بھی انتہائی درست بات ہے کہ مشترکہ خطرہ بدترین دشمنوں کو یکجا کر دیتا ہے۔ وفاقی وزیر برائے مواصلات و مرکزی صدر استحکام پاکستان پارٹی عبدالعلیم خان نے وفاقی حکومت کا پوری طاقت سے ساتھ دینے کے ساتھ دونوں سیاسی جماعتوں سے کہا ہے کہ دونوں بڑی جماعتوں کو اپنے اپنے صوبوں میں عوام کی فلاح کیلئے کام کرنا چاہیے۔ عبدالعلیم خان نے کھلے لفظوں میں دونوں سیاسی جماعتوں سے امید کی ہے کہ وہ سیاسی بیانات کے بجائے اپنے اپنے صوبوں کی ترقی پر توجہ دیں۔ موجودہ حالات میں صرف استحکام پاکستان پر توجہ دینا ہوگی۔ عبدالعلیم خان پنجاب اور سندھ میں استحکام کیلئے پُر امید ہیں۔ موجودہ حالات میں اس سے زیادہ بہتر مشورہ اپنے اتحادیوں کو نہیں دیا جا سکتا۔ عبدالعلیم خان اس حوالے سے موجود سیاسی قیادتوں سے کہیں بہتر ہے کہ وہ مثبت سیاست پر سب سے زیادہ توجہ دیتا ہے اور کبھی بھی پاکستان کے مفاد کے خلاف کوئی بات نہیں کرتا یہی اس کی سیاست ہے جس کا گزشتہ ڈیڑھ دہائی سے میں بھی چشم دید ہوں۔ دونوں بڑی سیاسی جماعتوں کے علم میں ہونا چاہیے کہ پاکستان کن حالات سے گزر رہا ہے اور کے پی کے میں نئے وزیر اعلیٰ کو لانے کا مقصد مخاصمت کی سیاست کا آغاز کرنے کا اشارہ عمران نیازی نے دے دیا ہے سو موجودہ حکومت کے علم میں ہونا چاہیے کہ وہ سمندری بلائیں جن کو فیض حمید اپنے عہد میں خشکی پر چھوڑ گیا تھا اب تک ان کا قلع قمع نہیں ہوا۔ ابھی صراط کے بہت سے پلوں کو عبور کرنا باقی ہے۔ وزیر داخلہ محسن نقوی نے منگل کی رات دیر گئے تک آصف علی زرداری سے بات چیت کی۔ امید ہے کہ موجودہ حالات میں پاکستان کو درپیش مسائل کو دیکھتے ہوئے اتحادی حکومت کے کرتا دھرتا اس بیان بازی کو رکوانے میں اہم کردار ادا کریں گے۔

پاکستان کی معاشی ترقی کا نیا سفر اور عوامی توقعات

فرحت عباس شاہ

پاکستان اس وقت اپنی معاشی تاریخ کے ایک نازک مگر امید افزا موڑ پر کھڑا ہے۔ ایک طرف عالمی مالیاتی دباؤ، مہنگائی، تجارتی خسارہ اور بیرونی قرضوں کا بوجھ ہے، تو دوسری طرف ترقی، استحکام اور علاقائی رابطوں کے نئے امکانات ابھر رہے ہیں۔ ایسے میں پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان چین کی طرز پر ''پاکستان۔سعودی اکنامک کوریڈور'' کے قیام کی پیش رفت ایک غیر معمولی سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ منصوبہ جنوبی ایشیا اور مشرق وسطیٰ کے درمیان تجارت، سرمایہ کاری اور رابطوں کے ایک نئے دور کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔ تجزیہ کار اسے پاکستان کی معاشی تاریخ کے لیے ''دوسرا سی پیک'' قرار دے رہے ہیں — ایک ایسا معاشی وژن جو پاکستان کو خلیجی دنیا سے جوڑ کر ترقی، صنعت اور ٹیکنالوجی کی نئی راہیں کھول سکتا ہے۔ ذرائع کے مطابق یہ اقتصادی راہداری چین۔پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) کی طرز پر قائم کی جا رہی ہے، جو سعودی عرب کے ویژن 2030ء اور پاکستان کی ترقیاتی ترجیحات سے ہم آہنگ ہے۔ سعودی عرب اس منصوبے میں نہ صرف سرمایہ کاری کرے گا بلکہ توانائی، معدنیات، زراعت، سیاحت، آئی ٹی، اور ہاؤسنگ جیسے شعبوں میں شراکت داری کو فروغ دے گا۔ دوسری جانب پاکستان اس منصوبے کے ذریعے اپنی برآمدات بڑھانے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو مستحکم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وفاقی حکومت نے وزیر اعظم شہباز شریف کی ہدایت پر ایک 18 رکنی اعلیٰ سطحی کمیٹی قائم کی ہے جو پاکستان۔سعودی اقتصادی فریم ورک کے تحت مذاکرات اور عملی اقدامات کی نگرانی کرے گی۔ اس کمیٹی کا دائرہ کار روایتی توانائی یا دفاعی شعبوں سے آگے بڑھ کر ماحولیات، تعلیم، صحت، ٹیکنالوجی، اور گرین انرجی جیسے نئے میدانوں کو شامل کرتا ہے — جو ایک جدید اور پائیدار معاشی وژن کی علامت ہے۔ پاکستان کی معیشت، جو گزشتہ کئی دہائیوں سے قرضوں، غیر مستحکم مالیاتی پالیسیوں اور سیاسی عدم استحکام کے باعث مشکلات کا شکار رہی، اب ایک ایسے مرحلے پر ہے جہاں علاقائی تعاون اور اسٹریٹجک پارٹنرشپ کے ذریعے استحکام حاصل کیا جا سکتا ہے۔ سی پیک نے پاکستان کو چین کے ساتھ صنعتی، تجارتی اور انفراسٹرکچر کے میدان میں نئی بنیادیں فراہم کیں، اور اب پاکستان۔سعودی اکنامک کوریڈور ان امکانات کو مشرق وسطیٰ تک وسعت دینے کا موقع فراہم کرے گا۔ یہ راہداری نہ صرف تجارت کا راستہ بنے گی بلکہ ثقافتی، تعلیمی اور انسانی وسائل کے تبادلے کا پلیٹ فارم بھی ثابت ہوگی۔ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ اگر یہ منصوبہ ویژن 2030ء کے اصولوں کے مطابق آگے بڑھتا ہے تو پاکستان میں بڑے پیمانے پر صنعتی زونز، جدید توانائی منصوبے، اور سرمایہ کاری کے مراکز قائم ہو سکتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف روزگار کے نئے دروازے کھلیں گے بلکہ پاکستان کے نوجوان طبقے کے لیے مہارت، تربیت اور ٹیکنالوجی تک رسائی کے مواقع بھی بڑھیں گے۔ یہ منصوبہ پاکستان کے لیے ایک نیا ''تعمیر و ترقی ماڈل'' فراہم کر سکتا ہے جس میں پائیدار ترقی، ماحولیاتی تحفظ، اور سمارٹ اکانومی کے اصول بنیادی کردار ادا کریں گے۔ تاہم اس ترقیاتی سفر کی اصل کامیابی کا انحصار صرف پالیسیوں یا معاہدوں پر نہیں بلکہ اس بات پر ہے کہ اس کے ثمرات عوام تک کتنی جلدی اور کتنے منصفانہ طور پر پہنچتے ہیں۔ پاکستان کے کروڑوں غریب عوام آج بھی بہتر زندگی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ تعلیم، صحت، روزگار، صاف پانی، رہائش اور انصاف جیسے بنیادی حقوق ان کے لیے آج بھی ایک خواب کی مانند ہیں۔ ہر بڑی اقتصادی پیش رفت اس وقت تک حقیقی ترقی نہیں بن سکتی جب تک اس کے فوائد عام شہری تک نہ پہنچیں۔ پاکستان کے کسان، مزدور، محنت کش، طالب علم، نرسیں، معمولی ملازمین اور چھوٹے کاروباری طبقے سب اس انتظار میں ہیں کہ ملکی ترقی کے یہ بڑے منصوبے ان کی روزمرہ زندگی میں آسانی اور خوشحالی کب لا رہے ہیں۔ حکمران مانیں یا نہ مانیں معیشت کی بحالی اور ترقی کے حقیقی اشاریے بین الاقوامی ریٹنگ ایجنسیوں کے پیش کردہ نہیں بلکہ عوام کی حالت سے عیاں ہوتے ہیں۔ بجلی کے بل، پٹرول کی قیمت اور ٹیکسز کی نوعیت سے بڑا کوئی اشاریہ کیا ہو سکتا ہے۔ پاکستان کی معیشت کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ بڑے منصوبوں کے ساتھ ساتھ نچلی سطح پر بھی سرمایہ کاری کی جائے۔ چھوٹی صنعتوں، زرعی اصلاحات، صحت عامہ، اور تعلیم کے میدان میں جدید نظام لائے

سیاسی عدم استحکام اور پاکستان

تحریر یاسر دانیال صابری

پاکستان کی سب سے بڑی کمزوری اس کا مستقل سیاسی عدم استحکام ہے۔ قیام پاکستان کے بعد سے آج تک ملک میں کوئی ایسا دور نہیں آیا جسے ہم حقیقی معنوں میں جمہوری تسلسل کا دور کہہ سکیں۔ کبھی مارشل لا نے اقتدار کو اپنی مٹھی میں لیا، کبھی سیاسی جوڑ توڑ نے عوامی مینڈیٹ کو پامال کیا، اور کبھی طاقتور طبقوں نے جمہوریت کو اپنی مرضی کے سانچے میں ڈھال دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عوامی نمائندگی ایک خواب بن کر رہ گئی، اور اقتدار کا کھیل چند ہاتھوں تک محدود ہو گیا۔ یہی سیاسی بے یقینی گلگت بلتستان میں بھی پوری شدت سے محسوس کی جاتی ہے۔ یہاں کے عوام ہمیشہ سے اپنی شناخت، اپنے حقوق، اور اپنی نمائندگی کے لیے کوشاں رہے ہیں، مگر ہر بار ان کے ووٹ کی طاقت کو پس پشت ڈال کر اقتدار کا فیصلہ وفاق کی پسند و ناپسند کے مطابق کر دیا جاتا ہے۔ جب بھی وفاق میں کسی پارٹی کی حکومت آتی ہے، گلگت بلتستان میں عموماً وہی پارٹی ''غالب اتفاق'' کے ساتھ اقتدار میں لائی جاتی ہے۔ عوامی مینڈیٹ اور مقامی سیاسی فضا کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ وفاقی اثر و رسوخ، سرکاری وسائل، اور طاقت کے زور پر انتخابات کا رخ موڑ دیا جاتا ہے۔ یوں عوام کے ووٹ کی حرمت ایک رسمی کارروائی بن کر رہ جاتی ہے۔ اگر حلقہ تین کی مثال لی جائے تو صورتحال بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اس حلقے میں کیپٹن ریٹائرڈ محمد شفیع ایک ایسا نام ہے جس نے برسوں سے عوام کی حقیقی نمائندگی کی ہے۔ وہ نہ صرف ایک ایماندار، بہادر، اور خدمت گزار شخصیت کے طور پر جانے جاتے ہیں بلکہ عوام کے دلوں میں ان کا مقام کسی سیاستدان سے بڑھ کر ایک رہنما کا ہے۔ ان کی کامیابیاں عوامی اعتماد کا مظہر ہیں، لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ جب بھی وفاق میں کسی دوسری پارٹی کی حکومت ہوتی ہے تو گلگت بلتستان میں اسی جماعت کے نمائندے کو ''انتظامی تعاون'' اور ''سیاسی ہتھکنڈوں'' کے ذریعے کامیاب قرار دیا جاتا ہے۔ یہ صرف ایک حلقے کا مسئلہ نہیں بلکہ تقریباً تمام حلقوں میں یہی طرز عمل اپنایا جاتا ہے۔ ووٹنگ کے دوران مختلف حربوں کے ذریعے عوام کے ووٹ ضائع کیے جاتے ہیں، نتائج میں تاخیر کر کے مطلوبہ امیدوار کو فائدہ پہنچایا جاتا ہے، اور پھر وفاقی حکومت کی پشت پناہی حاصل کرنے والے امیدواروں کو اقتدار کے قریب کر دیا جاتا ہے۔ نتیجتاً، ایک محنتی، تعلیم یافتہ، اور دیانتدار نمائندہ عوامی خدمت سے محروم رہ جاتا ہے، اور عوام کے اصل مسائل ایوانوں تک پہنچ ہی نہیں پاتے۔ گلگت بلتستان کے عوام کے لیے یہ صورتحال کسی بڑے المیے سے کم نہیں۔ یہاں کے لوگ پُر امن، باشعور، اور محب وطن ہیں۔ وہ بارہا اپنے ووٹ کے ذریعے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ وہ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ مگر جب ان کے فیصلے کو اقتدار کے ایوانوں میں نظرانداز کر دیا جاتا ہے، تو ان کے اندر مایوسی اور بے بسی بڑھتی ہے۔ یہی احساس محرومی وقت کے ساتھ ریاست سے اعتماد کے فاصلے کو بڑھاتا ہے۔ کیپٹن (ر) محمد شفیع جیسے عوامی نمائندے دراصل گلگت بلتستان کی سیاست میں امید کی علامت ہیں۔ وہ اپنے علاقے کی ترقی، نوجوانوں کے روزگار، اور تعلیمی اصلاحات کے لیے آواز بلند کرتے ہیں، مگر بدقسمتی سے ان کی یہ آواز اقتدار کے شور میں دب جاتی ہے۔ اگر وفاقی طاقت کے بجائے عوامی طاقت کو معیار بنایا جائے، تو گلگت بلتستان میں نہ صرف قیادت مضبوط ہوگی بلکہ پورے خطے کے مسائل بھی کم ہوں گے۔ وفاقی حکومتوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ عوامی مینڈیٹ کے احترام کے بغیر نہ جمہوریت مضبوط ہو سکتی ہے، نہ ریاست۔ گلگت بلتستان کوئی سیاسی تجربہ گاہ نہیں بلکہ ایک حساس، باعزت اور باشعور خطہ ہے۔ یہاں کے لوگوں کو اپنا نمائندہ خود چننے کا حق ہے، اور اس فیصلے کو کسی سیاسی مفاد یا پارٹی لائن کے تحت مسخ کرنا دراصل قومی اتحاد کے جذبے کو کمزور کرتا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم یہ تسلیم کریں کہ سیاسی استحکام صرف اسی صورت ممکن ہے جب عوامی رائے کا احترام کیا جائے۔ گلگت بلتستان کے عوام کے ووٹ پر کسی کا دباؤ نہ ہو، اور جو نمائندہ عوام کے ووٹ سے جیتے، اسے ہی ایوان میں ان کی آواز بننے دیا جائے۔ اگر ہم نے اس اصول کو مضبوط نہ کیا تو وفاق اور گلگت بلتستان کے درمیان بداعتمادی کی دیوار مزید بلند ہوتی جائے گی۔ سیاسی استحکام کا مطلب صرف حکومت کا تسلسل نہیں بلکہ عوام کا اعتماد ہے۔ اگر عوام کو یقین ہو کہ ان کا ووٹ ہی ان کی طاقت ہے، تو وہ کبھی قانون شکنی، انتشار، یا بیرونی مداخلت کا شکار نہیں ہوں گے۔ لیکن اگر ان کے ووٹ کی حرمت بار بار پامال کی گئی تو نہ صرف سیاست، بلکہ پورا نظام عوام سے بیگانہ ہو جائے گا۔ اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ گلگت بلتستان کے عوامی مینڈیٹ کا احترام کیا جائے۔ کیپٹن ریٹائرڈ محمد شفیع جیسے رہنماؤں کو ان کی کارکردگی اور عوامی خدمت کی بنیاد پر تسلیم کیا جائے، نہ کہ وفاقی پارٹیوں کی مرضی کے تابع رکھا جائے۔ یہی وہ راستہ ہے جو نہ صرف گلگت بلتستان بلکہ پورے پاکستان میں حقیقی جمہوریت، عوامی اعتماد اور سیاسی استحکام کی ضمانت بن سکتا ہے۔

''عالمی بھائی چارے'' کی منافقت

نصرت جاوید

دنیا یقیناً وہ نہیں رہی جیسی کم از کم دوسری جنگ عظیم کے بعد سرد جنگ کے خاتمے تک تھی۔ دیوار برلن گری تو دانشوروں نے اعلان کیا کہ دنیا سکڑ کر ''عالمی گاؤں'' تک محدود ہو گئی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام سے کمیونزم شکست کھا گیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی فتح مگر امریکہ جیسے ملکوں ہی کو مزید مالدار نہیں بنائے گی۔ اس کی ''برکات'' سے غریب ملک بھی فیض یاب ہوں گے۔ سستی مزدوری کے لالچ میں وہاں ملٹی نیشنل کمپنیاں نئے کارخانے لگائیں گی۔ کراچی، بنگلور یا حیدرآباد دکن میں قائم ہوئے کال سینٹر لندن سے مانچسٹر جانے کے خواہش مند مسافروں کے لئے ریل کے ٹکٹ بک کروائیں گے۔ معاشی محاذ پر مسلسل حرکت دنیا بھر میں امیر اور غریب کے درمیان فرق کو کم سے کم تر بنائے گی۔ مساوات اور انسانی بھائی چارے کا ایک نیا خوش گوار دور شروع ہو جائے گا۔ جو خواب دکھائے گئے تھے وہ مگر شرمندۂ تعبیر نہیں ہوئے۔ ''عالمی گاؤں'' کی وجہ سے ''بھائی چارے'' کے دعوے کو بلکہ سب سے پہلے سرمایہ دارانہ نظام کے بانیوں میں سے ایک - برطانیہ - ہی نے جھوٹا ثابت کیا۔ وہاں کی سفید فام اکثریت یہ سوچنے کو اکسائی گئی کہ یورپی یونین میں ضم ہو کر برطانیہ نے اپنی تاریخی شناخت کھو دی ہے۔ برطانوی راج کے دنوں میں اس کے زیر نگین ملکوں سے مزدوروں کے ایک سیلاب نے دوسری جنگ عظیم کے بعد برطانوی معیشت کی بحالی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ سخت موسموں میں گھربار چھوڑ کر پردیسی تنہائی سے اکتائے ''اوور ٹائم'' لگاتے رہے۔ بتدریج انہوں نے برطانیہ میں آباد ہونا شروع کر دیا۔ اب ان کی تیسری اور چوتھی نسلیں برطانوی اشرافیہ کا مقابلہ کر رہی ہے۔ یورپی یونین میں شمولیت کے بعد برطانیہ کو پولینڈ جیسے ملکوں سے تارکین وطن کے مزید سیلاب برداشت کرنا پڑے۔ کسی دور میں سوویت یونین کا حصہ ہوتے ہوئے یہ ملک یورپی یونین میں شمولیت کے بعد اپنے شہریوں کے لئے بغیر ویزا کے برطانیہ میں داخلے کا حق حاصل کر چکے تھے۔ برطانیہ آکر انہوں نے بھی سستی اجرت پر کام کرنا شروع کر دیا۔ برطانیہ اپنی تاریخی شناخت سے مسلسل محروم ہونے لگا۔ وہاں کے کئی بڑے شہروں میں سفید فام بلکہ اقلیت کی صورت نظر آنے لگے۔ اپنی ''شناخت'' کی بحالی کے لئے برطانیہ یورپی یونین سے الگ تو ہو گیا مگر اس کے معاشی اور سماجی مسائل اپنی جگہ برقرار رہے۔ ''فلاحی ریاست'' کے نظام کو برقرار رکھنا مشکل سے مشکل تر ہو رہا ہے اور اشرافیہ کو سمجھ نہیں آ رہی کہ برطانیہ اپنی ''شناخت'' برقرار رکھتے ہوئے بھی معاشی خوش حالی یقینی بنانے کے لئے کونسی راہ اختیار کرے۔ امریکہ برطانیہ کے مقابلے میں کہیں بڑا ملک ہے۔ اس ملک میں بھی ''عالمی بھائی چارے'' کی منافقت تارکین وطن خصوصاً مسلمانوں سے نفرت کی بنیاد پر عیاں ہو گئی ہے۔ جے ڈی وینس جو ان دنوں امریکہ کا نائب صدر ہے اپنی تحریروں کی وجہ سے امریکہ کے بے پناہ افراد کو یہ سوچنے پر مجبور کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ امریکہ کے سیٹھ سستی مزدوری کے لالچ میں چین جیسے ملکوں میں سرمایہ کاری کرتے ہوئے ''مادر وطن'' میں لگی فیکٹریوں کو زنگ آلود کر رہے ہیں۔ نئی سرمایہ کاری نہ ہونے کی وجہ سے مسلسل پھیلتی بے روزگاری کا اصل نشانہ سفید فام امریکی گھرانے بن رہے ہیں۔ ان کا ''نوحہ'' لکھنے کی وجہ سے وہ امریکہ کو ''دوبارہ عظیم'' بنانے کے لئے ٹرمپ کا حمایتی ہو گیا اور اب اس کا نائب صدر ہے۔ لطیفہ اگرچہ یہ بھی ہے کہ کیتھولک مذہب کا یہ کٹر پیروکار تارکین وطن سے نفرت کے باوجود بھارت سے آئی ایک ہندو خاتون کا خاوند بھی ہے۔ دیوار برلن کے گرنے کی وجہ سے ''عالمی بھائی چارے'' کا وعدہ کرنے والا نظام دس برس بھی برقرار نہیں رہ سکا۔ دنیا بھر کے ممالک کی اکثریت اب اپنی ''تاریخی شناخت'' اجاگر کرنے کو ترجیح دے رہی ہے۔ اس کی وجہ سے قوم پرستی کے جذبات بھارت میں ہندوازم کے احیاء کے تصور کے ساتھ مل کر نریندر مودی جیسے سیاستدانوں کو بادشاہی اختیارات سونپ رہے ہیں۔ ایسے ممالک کی اکثریت ''دوسروں'' کو اپنے سے کہیں کم تر انسان سمجھتے ہوئے فسطائی رجحانات کو بڑھاوا دے رہی ہے۔ دنیا بھر کے انسان جس ہیجانی کیفیت میں گرفتار ہیں

خوش فہمیوں کا جشن اور حقیقت کا چہرہ

محمد اکرم چوہدری

اقبال کے یہ الفاظ محض شاعری نہیں، ایک آئینہ ہیں۔ آئینہ جس میں ایک قوم کو اپنی صورت دیکھنے کی ہمت چاہیے لیکن آج ہم ایسے ہیں کہ خوش فہمیوں کے غبارے میں بند ہو گئے ہیں ہم وہ ہیں جو شکست کو فتح کا نام دیتے ہیں، ہم وہ ہیں جو محرومی کو کامیابی کی صورت میں پیش کرتے ہیں اور جب کوئی بڑی ملٹی نیشنل کمپنی اپنا سرمایہ سمیٹ کر چلی جاتی ہے تو ہم اسے اپنی خود کفالت کا ثبوت بنا لیتے ہیں جب اسٹاک ایکسچینج کا انڈیکس اوپر جاتا ہے تو ہم ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے ہر مزدور کے گھر میں سکون اتر آیا ہو مگر دل پر ہاتھ رکھ کر پوچھیں: کیا واقعی ایسا ہے؟ Procter & Gamble جیسی کمپنی کا جانا ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ یہ صرف ایک دفتر کے دروازے پر لگا بورڈ اتارنے کی بات نہیں یہ ہزاروں گھروں کی سانسیں روکنے کی کہانی ہے یہ ان مزدوروں کی آنکھوں کا دھندلانا ہے جو کل تک مشین کے شور میں اپنی امیدیں سنتے تھے یہ ان والدین کا دل ٹوٹنا ہے جنہوں نے اپنے بچوں کی فیسیں اسی کمپنی کی تنخواہ سے جوڑ رکھی تھیں یہ اس ماں کے چولہے کا بجھ جانا ہے جس نے اپنی دواؤں کے لیے تنخواہ کی تاریخ یاد رکھی تھی پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ یہ ہماری فتح ہے؟ نہیں، یہ تو وہ خوشبو ہے جو لمحہ بھر کو مہکا کر کڑواہٹ چھوڑ جاتی ہے۔ پروین شاکر کے لہجے میں کہا جائے تو یہ خوشبو زہر میں لپٹی ہے، جو دل میں کسک پیدا کرتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ صرف حکومت قصوروار نہیں بڑی کمپنیوں نے بھی اپنی حکمت عملیوں میں غفلت برتی۔ برانڈ کے نشے میں ڈوب کر وہ یہ سمجھ بیٹھیں کہ صارف ہمیشہ نام دیکھ کر خریدے گا۔ انہوں نے اپنی تشہیر پر اربوں خرچ کیے مگر صارف کی جیب پر رحم نہ کیا۔ انہوں نے اپنے ڈھانچے اتنے بھاری کر لیے کہ اپنے ہی بوجھ تلے دبنے لگے۔ وقت بدل رہا تھا، صارف بدل رہا تھا، بازار بدل رہا تھا، مگر ان کی سوچ پرانی تھی یہی وجہ ہے کہ وہ مقابلہ نہ کر سکے۔ لیکن پھر بھی اصل سوال ریاست کے در پر جا ٹھہرتا ہے۔ اگر چینی بجلی گھروں کو بروقت ادائیگیاں نہ ہوں، جاپانی سرمایہ کار اپنے فیصلے بدلنے پر مجبور ہوں، امریکی بزنس کونسل اور او آئی سی سی آئی بار بار خبردار کریں کہ پاکستان کا کاروباری ماحول غیر دوستانہ ہے، تو یہ محض شکایتیں نہیں بلکہ خطرے کی گھنٹیاں ہیں۔ لیکن ہم ان آوازوں کو بھی سازش قرار دے کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کارپوریٹ ٹیکس کی شرح دنیا کی بلند ترین سطح پر، تنخواہ دار طبقے پر بھاری بوجھ، بجلی اور گیس کے نرخ خطے کے تمام ممالک سے زیادہ یہ سب وہ حقیقتیں ہیں جو سرمایہ کار کو ڈراتی ہیں بنگلہ دیش، ویتنام، ملائیشیا، انڈونیشیا، کمبوڈیا اور کینیا تک آج سرمایہ کاروں کے لیے زیادہ پرکشش ہیں۔ ہم سوچتے ہیں کہ سرمایہ کار یہاں کیوں نہیں آتا؟ مگر سوال یہ ہے کہ ایسی سختیوں اور غیر یقینی کے باوجود وہ کیوں آئے؟ اقبال نے کہا تھا: ''اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے'' لیکن ہم نے اپنی دنیا دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دی ہے۔ پاکستان اسٹاک ایکسچینج کی خوش خبریاں بھی دراصل کاغذی ہیں انڈیکس اوپر جاتا ہے، خبریں اور تجزیے خوشی سے بھر جاتے ہیں، مگر یہ سرمایہ کاری Portfolio Foreign Investment کی ہے۔ پیسہ آیا، کھیلا، منافع لیا اور نکل گیا یہ سرمایہ کاری نہ صنعت لگاتی ہے، نہ روزگار پیدا کرتی ہے، نہ برآمدات بڑھاتی ہے یہ تو محض ایک کھیل ہے۔ جالب کی تلخی یاد آتی ہے ظلمت کو ضیاء، صرصر کو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا یعنی اندھیروں کو روشنی کہنا اور شکست کو جیت بنانا۔ یہ حقیقت ہے کہ بڑے بینک اور کارپوریٹ اربوں کے منافع میں ہیں لیکن ان کے منافع چند ہاتھوں میں سمٹ جاتے ہیں۔ PSX پر درج کمپنیوں کے 55 سے 95 فیصد شیئرز اکثر مالکان کے پاس ہیں عام سرمایہ کار کو اس میں کچھ نہیں ملتا

(ادارے کا کالم نگاروں / مضمون نگاروں کی ذاتی رائے اور ان کے مندرجات سے متفق ہونا ضروری نہیں) ادارہ

سیّد ظہور شاہ ہاشمی: قیدِ بانس میں جشنِ صد سالہ کا انتظار

تحریر۔ بہرام بلوچ

میں سید ظہور شاہ ہاشمی ہوں، وہ شخص جس نے اپنی ساری زندگی بلوچی زبان کی ادبی، تاریخی ترویج اور ترقی کے لیے وقف کر دی۔ میرے لیے بلوچی زبان صرف ایک ذریعہ؟ ابلاغ نہیں بلکہ عشق اور جنون تھا۔ میں نے بے سروسامانی اور تنگ دستی کی حالت میں، ہر لفظ کو محفوظ کرنے کے لیے گاؤں گاؤں اور بستی بستی سفر کیا۔ اس کٹھن مشن کے دوران مجھے جتنی بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، میں نے انہیں کبھی 'مشکل' نہیں سمجھا، کیونکہ بلوچ اور بلوچی سے میرا والہانہ عشق ہر تکلیف کو ہیچ کر دیتا تھا۔ میرا مجسمہ اور شرپسندی میری وفات کے بعد، میرے مہربان دوستوں اور ادبی ساتھیوں نے میرے مشن کو زندہ رکھا۔ انہوں نے میرے نام پر اکیڈمیاں قائم کیں، میری کتابوں کی اشاعت کی اور میری سالگرہ اور برسی پر تقریبات منعقد کر کے میرے کام کو یاد رکھا۔ چند سال قبل، گوادر کے 'پدی زر' کے ساحل پر میر ارشد کلمتی کی سربراہی میں میرا ایک مجسمہ نصب کیا گیا، جو میرے کام کا ایک بڑا اعتراف تھا۔ لیکن گزشتہ سال، چند نامعلوم شرپسندوں نے اس اعتراف کو مٹانے کی کوشش کی اور میرے مجسمے کے ناک، آنکھ اور چہرے کو مسخ کر ڈالا۔ بے حسی، قید اور اہلِ اختیار کی خاموشی اس توہین آمیز واقعے پر، میرے نام پر قائم اکیڈمیوں اور دیگر اداروں کا ردِعمل انتہائی رسمی اور معمولی رہا۔ بعدازاں، مجسمے کی مرمت کے لیے کئی دعوے اور اعلانات تو سامنے آئے، مگر عمل ندارد۔ مرمت کی آڑ میں، میرے مجسمے کے گرد بانس کی لکڑیاں لگائی گئیں، جیسے میں کوئی مزاحمت کرنے والا ہوں۔ گزشتہ ایک سال سے میں ان چار ٹوٹی پھوٹی بانس کی لکڑیوں میں قید ہوں! روزانہ سینکڑوں، ہزاروں لوگ یہاں سے گزرتے ہیں، مجھے اس تذلیل آمیز اسیری میں دیکھتے ہیں۔ میں ہر روز انتظار کرتا ہوں کہ شائد کسی مہربان اور صاحب اختیار کی نظر ان بانسوں پر پڑے اور مجھے اس قید سے آزاد کرائے، مگر یہ انتظار طول پکڑتا جا رہا ہے۔ دل میں ایک کسک ہے کہ شاید علی عیسیٰ (صدر سید ظہور شاہ ہاشمی اکیڈمی) بھی اس راستے سے نہیں گزرے، یا پھر شاید اس منظر کو دیکھ کر بھی ان کی نظر سے اوجھل کر دیا گیا ہے۔ جشنِ صد سالہ: تضاد یا تکمیل؟ اب یہ سن کر میری روح کو اطمینان بھی ہو رہا ہے اور تشویش بھی کہ اگلے سال، یعنی 21 اپریل 2026 کو میری پیدائش کے سو سال مکمل ہونے پر 'جشنِ صد سالہ سید ظہور شاہ ہاشمی' منانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ مختلف ادبی تنظیمیں اس سلسلے میں میٹنگز اور مشاورت کر رہی ہیں۔ مگر میں سوچتا ہوں: کیا یہ جشنِ صد سالہ، بانس کی لکڑیوں سے مقید ایک مجسمے کی حالت میں منایا جائے گا؟ کیا زبان کا خادم، جس نے اپنی پوری زندگی روشنی پھیلائی، سو سال مکمل ہونے پر بھی بے حسی کے اندھیرے میں مقید رہے گا؟ میرا سوال ان تمام منتظمین اور حکام سے ہے: کیا آپ سو سالہ جشن کی منصوبہ بندی سے پہلے، مجھے اس عارضی مگر طویل قید سے آزادی دلائیں گے؟ میری تذلیل کا ازالہ کیے بغیر، یہ جشن نامکمل اور بے معنی رہے گا۔

نئی نسل کی جذباتی نشوونما

رابعہ رحمٰن

انسانی زندگی مختلف مسائل کا شکار ہے اس میں ایک اہم مسئلہ نئی نسل کی جذباتی نشوونما بھی ہے۔ اسی موضوع پہ معروف علمی وفکری مرکز CTN سی ٹی این فورم میں بامقصد راہنمائی اور ادبی رنگ سے مزین سیمینار ہوا۔ چیئرمین سی ٹی این فورم مسعود علی خان نے اہم نکات پہ بات کی اور ممتاز ماہر نفسیات فہیم نقوی نے عملی مثالوں اور پراثر انداز سے کردار اور تربیت پر بات کی۔ ہمارے عہد کا سب سے بڑا سوال ہے۔ "Generation Emotionally Raising Healthy" یہ صرف ایک فکر نہیں بلکہ ایک ذمہ داری ہے۔ یہ ایک عہد ہے اور ایک خواب ہے جس کی تعبیر پر ہماری ا؟ نے والی نسلوں کی بقا اور خوشحالی کا انحصار ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ دنیا تیزی سے بدل رہی ہے۔ ٹیکنالوجی، سوشل میڈیا اور معاشی دباو؟ نے ہمارے بچوں کو ایک ایسے دوراہے پر کھڑا کر دیا ہے جہاں ان کی ذہنی اور جذباتی سلامتی خطرے میں ہے۔ تعلیم، دولت اور کامیابی کے نام پر ہم نے شاید انہیں بہت کچھ دیا ہے لیکن ایک سوال ہمیں ہر لمحہ گھیرتا ہے کہ کیا ہم نے انہیں جذباتی سکون، اعتماد اور محبت بھی دی ہے؟ یاد رکھیے، تاریخ کا سب سے بڑا سبق یہی ہے کہ قومیں ہتھیاروں یا دولت سے نہیں بلکہ متوازن اور باکردار نسل سے زندہ رہتی ہیں۔ سقراط نے کہا تھا: "The secret of change is to focus all your energy not on fighting the old, but on building the new." اور نئی نسل سے بڑا نیا سرمایہ کسی قوم کے پاس نہیں ہوتا۔ ہم والدین اور اساتذہ کے طور پر اپنے کردار کا جائزہ لیں۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم اپنے بچوں کو کیسی دنیا دے رہے ہیں۔ کیا ہم انہیں صرف مقابلے اور نمبر کی دوڑ میں جھونک رہے ہیں یا پھر ہم انہیں وہ جذباتی استحکام بھی فراہم کر رہے ہیں جو ایک مکمل انسان کی پہچان ہے۔ ایک ماں کے طور پر میں جانتی ہوں کہ بچے محض نصاب سے نہیں سیکھتے۔ وہ ہماری ا؟ نکھوں سے، ہمارے لہجوں سے اور ہمارے رویوں سے سیکھتے ہیں۔ جب ایک بچہ اپنے والدین یا استاد کے چہرے پر قبولیت اور محبت دیکھتا ہے تو اس کا دل کھلتا ہے۔ اور جب وہ بار بار انکار، تنقید اور بے اعتنائی کا شکار ہوتا ہے تو اس کی روح پر ایسے زخم لگتے ہیں جو برسوں بھرے نہیں جاتے۔ اسی لیے میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب مل کر ایک ایسی نسل تیار کریں جو ذہانت کے ساتھ ساتھ جذباتی طور پر بھی صحت مند ہو۔ معاشرتی سطح پر ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ ہمارا اجتماعی رویہ نئی نسل کے ساتھ کیسا ہے۔ ا؟ ج کے دور میں کامیابی کو زیادہ تر دولت، عہدے اور شہرت سے ناپا جاتا ہے، جبکہ جذباتی توازن اور انسانیت کی قدریں پسِ پشت ڈال دی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جذباتی طور پر غیر متوازن معاشرے میں دولت اور شہرت سب بے معنی ہو جاتے ہیں۔ علامہ اقبال نے کہا تھا: "افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ" اگر ہم اپنی نسل کو جذباتی طور پر صحت مند نہیں بناتے تو دراصل ہم اپنی اجتماعی تقدیر کو کمزور کرتے ہیں۔ صحت مند نسل ہی ایک مضبوط اور مہذب معاشرہ تشکیل دے سکتی ہے۔ سماجی زندگی کا حسن انسان کے تعلقات اور باہمی رویوں سے جڑا ہوتا ہے۔ ایک جذباتی طور پر صحت مند نسل ہی وہ نسل ہے جو دوسروں کے دکھ درد کو محسوس کر سکے، ہمدردی اور تعاون کے جذبے سے معاشرے کو مضبوط بنا سکے۔ اگر بچوں کی جذباتی تربیت نظر انداز کر دی جائے تو سماجی رشتے کمزور ہو جاتے ہیں، تعلقات میں مفاد پرستی اور بے حسی غالب ا؟ جاتی ہے۔ ماہر نفسیات جان بولبی (Bowlby John) نے اپنی تحقیق میں کہا تھا کہ بچپن میں بننے والے ابتدائی سماجی تعلقات پوری زندگی کے رویوں پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ اگر بچہ محبت، قبولیت اور اعتماد کے ماحول میں پروان چڑھے تو وہ بالغ ہونے پر بھی معاشرتی رشتوں میں مثبت رویے اپناتا ہے۔ لیکن اگر بچہ مسلسل تنقید، بے اعتنائی یا عدم تحفظ کا شکار ہو تو وہ دوسروں کے ساتھ بھی بے اعتمادی اور سرد مہری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ سماجی ہم ا؟ ہنگی صرف اداروں اور قوانین سے قائم نہیں ہوتی بلکہ یہ تب پیدا ہوتی ہے جب ہر فرد دل سے دوسرے کے لیے جگہ رکھتا ہے۔ جذباتی طور پر متوازن بچے ہی کل کے ایسے افراد بنتے ہیں جو معاشرے میں برداشت، رواداری اور اخوت کو فروغ دیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

احساس مرتبت اور احساس کمتری

تحریر: روبینہ کاکڑ

ہماری زندگی میں بلب کو اگر اس کی اہمیت کا پتہ چلے، تو کیوں نہ وہ خود پر فخر کرے؟ بجلی اگر احساس رکھتی، تو محسوس کرتی، کہ وہ کتنی ضروری ہے۔ کیسے غرور نہ کرتی اپنی خاصیت پر؟ ہر بے جان اگر ذی روح ہوتا اسے اپنی خصائص کا اندازہ ہوتا، اور انسان کی طرح شیخیاں بگھارتا۔ بے جان اشیاء ؑ کی خصوصیات حیاتیات سے ہٹ کر بیان کروں تو، وہ شے جسے عمر کی کسی بھی حصے میں اپنے وجود کی اہمیت کا علم نہ ہو، یا خصوصیات کا اظہار نہ کر سکتے ہوں، انھوں نے انسانوں کو ان کے استعمال میں مطلق العنانی بخشی ہے۔ نیز یہ صفت صرف بے جانوں تک محدود نہیں، بلکہ ان تمام جانداروں میں ہے جن کی زندگی مکمل جبلت پر مشتمل ہوتی ہے، جن میں انسانوں سے ہٹ کر تمام جانور آجاتے ہیں۔ انقلاب کا ضمیمہ عقل ہے۔ عقل خود شناسائی کو ممکن بناتی ہے۔ ایک بوتل کو ہم کچرے، گندے پانی سے بھریں یا خالص وشفاف پانی سے، نہ تو اسے فرق پڑتا ہے، نہ زندگی کے کسی خاص حصے میں جا کر پڑے گا۔ نہ کبھی گدھا اپنے حق کے لیے آواز اٹھائے گا، نہ سڑکوں پر آوارہ کتے حکومت سے بنیادی حقوق کی ضمانت مانگیں گے۔ مگر ان بوتلوں کا کیا جو عمر کے خاص حد تک پہنچ کر کچھ مخصوص حالات کے تحت حرکت میں آنے، جواب دہی چاہیں گے، جو خود کو وہ پائیں گے جو انہیں ہونا نہیں چاہیے تھا۔ انسان جب ہوش سنبھالے گا، بوتل میں پانی والا قصہ تمام ہو چکا ہوگا۔ زندگی ایک الگ موڑ پر کھڑی ہو گی۔ خوش قسمتی سے کبھی معاشرہ آئینہ بن کر بوتل کی صورت منعکس کر کے اسے دکھا دیتا ہے۔ اکثر اوقات تو معاشرہ آئینے پر پردہ ڈال کر ڈھانپ دیتا ہے، جس کے سبب ہم کبھی اپنی شخصیت سے وہ کچھڑ نکالنے سے ہی قاصر رہتے ہیں۔ شخصیت کی بناوٹ میں انسان مکمل ذمہ دار نہیں۔ پچاس فیصد حصہ تو ہوش آنے سے پہلے ہی تعمیری مراحل سے گزر چکا ہوتا ہے۔ ہماری عمر کا ایک حصہ لاشعوری پر مشتمل ہوتا ہے۔ شعور کے آنے تک لاشعوری کئی نقوش ثبت کر چکی ہوتی ہے۔ ایڈلر (ماہر نفسیات) جس نے شخصیت کی تعمیر میں کردار ادا کرنے والی ایک حالت کا تصور پیش کیا۔ ایڈلر نے شخصیت سازی میں "نمبر ولادت" کو بھی اہمیت دی۔ یہ بات بظاہر اتنی پراثر دکھائی نہیں دے رہی، مگر کئی شخصیات اندھیر نگری میں اپنے ساتھ لڑنے پر مجبور اسی کی بدولت ہی ہے۔ ایڈلر نے پہلے بچے، دوسرے بچے، اکلوتے بچے اور مسترد بچے کے تصورات پیش کیے۔ جن کی شخصیت کی نشوونما میں نمبر پیدائش اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پہلا بچہ: پہلا بچہ جس کے پیدا ہونے کا بے صبری سے انتظار کیا جاتا ہے، اور پیدا ہوتے ہی اسے ہر طرف سے محبت، شفقت اور توجہ ملتی ہے۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی خواہش پوری کی جاتی ہے۔ ہر ضد پوری ہونے سے شخصیت بگڑ جاتی ہے۔ وہ بچہ ایک مطلق العنان حکمران ہوتا ہے۔ ہر بات آسانی سے منوالیتا ہے، اور وہ بچہ باہر سے بھی ہر کسی سے ایسی توجہ اور محبت کی توقع رکھنے لگتا ہے۔ دوسرا بچہ: دوسرا بچہ چونکہ بڑے سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کو والدہ کی مکمل نگرانی، خیال اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں سے پہلے بچے سے وہ توجہ اور محبت ختم نہیں، مگر کسی حد تک کم ضرور ہو جاتی ہے۔ جس سے بچے کی ضد پوری نہیں ہوتی، ویسے جیسے پہلے پوری کی جاتی رہی تھی۔ وہ بچہ جس کو باہر سے محبت کی توقع تھی، یہاں سے ہی ان توقعات پر پانی پھیرنے لگتا ہے۔ یہاں سے مقابلہ بازی کا دردناک سفر شروع ہوتا ہے۔ یہاں سے حسد کے خونخوار بیج بونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس سے دوسرے بچے کی نشوونما پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا مگر تباہ کر دینے والی جنگ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ دے کر تسخیر کائنات، دریافتوں اور ایجادات کا بڑا فریضہ سونپا۔ مگر خود انسان اپنے آپ سے لڑنے میں مصروف ہو، تو اس کے لیے باہر کی دنیا پر غور وفکر کرنا وقت کا ضیاع لگتا ہے۔ توجہ اپنے آپ پر ہو گی۔ ہر بات میں خود کا تقابل چھوٹے بھائی یا باہر کے دوسروں سے کرے گا، جو احساس کمتری کی گھٹا ٹوپ اندھیروں میں لے کر جاتا ہے۔ وہاں سے نکلنے کے لیے ایک نئی شخصیت تشکیل دینے کی قوت درکار ہوتی ہے۔ پہلے تو بڑا بچہ دوسرے بچے کی طرح حرکتیں کرتا ہے، بات بات پر روتا ہے۔ بعد میں تسلی بخش جواب نہ ملنے پر احتجاج ہی ختم کر دیتا ہے۔ اب وہ خود کو ہر جگہ ایسے مقابلے والی حالت میں ہی رکھے گا۔ یہ مقابلہ معمولی سی خطرناک حد تک چلا جاتا ہے۔ ہر انسان اپنے آپ کو ایک عقل کل اور اچھا تصور کرتا ہے۔ یہاں مقابلہ اسے تذبذب کا شکار کرتا ہے۔ مسترد بچہ: مسترد بچہ پہلے بچے سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ مسترد وہ بچہ ہے، جس کی خواہشات گھر والے نظر انداز کر دیں۔ خواہشات مادی اور غیر مادی دونوں ہو سکتی ہیں۔ ایسا بچہ معاشرے اور والدین کے لیے دشمنی اور نفرت کے جذبات اپنے اندر پال لیتا ہے۔ استرداد کی بھی وجہ کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ اس وقت چونکہ ہمارے پاس حاصل شدہ منصب میں کچھ بھی نہیں ہوتا، کیونکہ ہم حالتِ لاشعوری میں ہوتے ہیں۔ تو پاس جو بھی ہوتا ہے، وہ حیاتیاتی ہوتا ہے، جس میں شکل وصورت، جنس، دیگر جسمانی اعضاء ؑ کی ترتیب شامل ہوتی ہے۔ معاشرتی وجوہات میں ناجائز اولاد اہم ہے۔ یہاں استرداد کی وجوہات چونکہ قدرتی ہیں، تو انہیں بدلنے کی بھی تقریباً اس وقت صلاحیت نہیں ہوتی، کیونکہ اس حالت میں ہم خود دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں۔ ایک بچہ اگر ناجائز پیدا ہوا ہے، تو وہ اپنے جنم کو کبھی نہیں بدل سکتا۔ اور نہ اس کے اختیار میں ہے۔ اور نہ کوئی اپنی شکل وصورت یا جسمانی خدوخال بدل سکتا ہے۔ مگر اسی بنیاد پر اسے استرداد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یہاں پری زاد نامی ناول کا کردار پری زاد کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ جسے شکل وصورت کی بنا پر ہر جگہ طنز کا نشانہ بنایا گیا۔ یا مثلاً خواجہ سرا کو گھروں سے باہر نکالنا یا معاشرتی معیار پر مسترد کرنا یا کمتر سمجھنا۔ یہ منصب انہیں ماں کی کوکھ سے ملا ہے۔ جنہیں یہ بدل نہیں سکتے۔ بعض اوقات وہ مسترد بچہ یا مسترد شخص اپنے ساتھ ہونے والے منفی رویوں اور منفی جذبات واحساسات کی تسکین کے لیے ان چیزوں پر توجہ مرکوز کرتا ہے، جن کی وجہ سے وہ احساس کمتری کے دائرے سے نکل سکے۔ جیسے پڑھائی پر توجہ دینا۔ سکلز سیکھنا وغیرہ۔ کیوں کہ ان اعمال سے ان کے اندر وہ پوشیدہ طاقت ابھر آتی ہے جو اسکی حالت زار اور زبوں حالی نے اسے دبائے رکھا تھا۔ یہ طاقت اسے معاشرے میں جینے اور بڑھنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔ سکون قلب دیتا ہے اور وہ بھی باقی لوگوں کی طرح رہنے کا حوصلہ پاتا ہے۔ بعض اوقات استرداد کے نتائج اس کے برعکس نکل آتے ہیں۔ جس میں وہ شخصیت مثبت پہلو سے منفی پہلو کی طرف چل پڑتی ہے۔ انسانوں کو اذیت میں مبتلا کر کے سکون محسوس کرتا ہے۔ کرے تو کیا کرے؟ کسے کے کام میں ٹانگ اڑانا، کسی کو خرابے میں دیکھ کر خوشی محسوس کرنا، کسے بنائے ہوئے کام کو بگاڑ دینا، نیز گردنیں اڑانا، قتل و غارت کرنا چوری ڈاکہ ڈالنا وہ سکون اور کامیابی کے ذرائع سمجھتا ہے۔ کیوں کہ وہ اپنے استرداد کی دوسروں کے استرداد سے پوری کرتا ہے یا پھر اول الذکر سانچے میں خود کو ڈال کر نشونما پاتا ہے۔ ادب معاشرے کا آئینہ ہے۔ ہم اگر ایک نظر اپنے مشرقی ڈراموں پر ڈالیں، تو ان میں کہانی مقابلے اور حسد سے شروع ہوتی ہے اور انجام انسانیت یا جذبات اور خواہشات کی ہلاکت پر ہوتا ہے۔ خوبصورتی، نیک خصلت، نیز مختلف چیزوں کو بنیاد بنا کر تفریق پیدا ہو جاتی ہے۔ کینہ پروری جنم لیتی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں جان لینے والی دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایڈلر کے اس تصور ؑ نظریے کا اطلاق ان جگہوں پر کر سکتے ہیں۔ خاص کر جہاں ایک دم سے بڑے بچے سے توجہ ہٹا لی جائے، اور اس سے پیدا ہونے قابلے کو خوش آمدید کہا جائے۔ اسی طرح ہم گھر میں پہلی بہو سے توجہ ہٹا کر نئی آنے والی بہو کو ساری توجہ اور اختیار دے کر پہلی والی کو مقابلے کے میدان میں لے آتے ہیں۔ جس کا نتیجہ آخر کار گھریلو ناچاقی کی صورت میں نکل آتا ہے اور علیحدگی کی نوبت آ جاتی ہے۔ ایک استاد جو سب کا پسندیدہ ہوتا ہے۔ سکول کے اہم فیصلے کرنے میں مدد کرتا ہے۔ دوسرے اعلیٰ تعلیم یافتہ استاد کے آنے سے توجہ ایک دم اسی پر مرکوز ہو جاتی ہے، جو تعلیمی ادارے میں گروہ بندی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ مشہور قصہ ہے۔ کہ ایک شخص نے ایک گدھا اور ایک کتا پال رکھا تھا۔ کتا عجیب عجیب حرکتیں کرتا، اور مالک دیکھ کر خوش ہوتا۔ گدھے نے بھی وہی التفات اور توجہ حاصل کرنے کے لیے کتے کی طرح اچھلنا شروع کیا، تو محبت کے بجائے مالک نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ جو بھی ہو، توجہ کی تفریق شخص کو تقابل کے میدان میں کھڑا کر دیتا ہے۔ بچے اس قوم کے معمار ہیں۔ استاد معمار کی تربیت کا ذمہ دار، عورت خاندان کی کشش ثقل ہے۔ جو خاندان کو آپس میں جوڑے رکھتی ہے۔ بچوں کی تربیت، گھر کو سنبھالنا، ہر کسی کا معاشرے میں خاص کردار ہوتا ہے۔ اور شخصیت ہی سب کچھ ہے، جو شخص میں کچھ کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ اگر ہماری شخصیت کی نشوونما بہتر طریقے سے نہیں ہوگی، تو خاندان مفید شہریوں کے بجائے زہریلے اور ذہنی بیمار اشخاص معاشرے کو دے گا۔

بقیہ 1 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

گئی تھی اور زخمی کو دستیاب سہولیات کے مطابق طبی امداد فراہم کی گئی۔ کمشنر صلاح الدین نورزئی نے کہا کہ عوام کو معیاری طبی سہولیات کی فراہمی حکومت کی اولین ترجیح ہے، علاج معالجے اور ایمرجنسی کی صورت میں کسی بھی قسم کی غفلت برداشت نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے معاملے کی شفاف تحقیقات کر کے رپورٹ جلد پیش کرنے کی ہدایت کی۔

بقیہ 2 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

مت کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے دروازے عوام کے لیے ہر وقت کھلے رہیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اوستہ محمد اور تحصیل گنداخہ میں ترقیاتی منصوبوں کا جال بچھایا جا رہا ہے، اجتماعی اسکیمات کو ترجیح دی گئی ہے تاکہ عوام کو بہتر سہولیات فراہم کی جا سکیں۔ انہوں نے بتایا کہ حلقہ انتخاب کی تمام آمد و رفت کی سڑکوں کو بلیک ٹاپ کیا جا رہا ہے اور گلی محلوں میں ٹف ٹائل کی تعمیر کو یقینی بنایا گیا ہے۔ سردار زادہ فیصل خان جمالی نے کہا کہ خوشحال عوام اور ترقی یافتہ ضلع اوستہ محمد ہماری ترجیحات میں شامل ہے۔ عوام کو زندگی کی تمام بنیادی سہولیات کی فراہمی یقینی بنایا جائے گا اور عام انتخابات میں عوام سے کیے گئے وعدے ہر صورت پورے کیے جائیں گے۔ بلوچستان کی مجموعی صورتحال پر بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ چند مٹھی بھر عناصر کو بلوچستان کی ترقی ہضم نہیں ہو رہی، یہی وجہ ہے کہ وہ حالات خراب کرنے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں۔ صوبائی وزیر نے واضح کیا کہ کسی کو بھی صوبے کے حالات خراب کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور عوام کی جان و مال کے تحفظ کو ہر حال میں یقینی بنایا جائے گا۔

بقیہ 3 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

دیگر کاغذات کی تصدیق کا سلسلہ جاری رکھا گیا ہے۔ اے سی چمن نے اس موقع پر کہا کہ جن افغان باشندوں کے پاس پاکستان میں رہنے کیلئے قانونی دستاویزات نہ ہوں تو لہذا ان افراد اور خاندانوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے باہمی رضا مندی سے اپنے وطن واپس چلے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ انتظامیہ کی جانب سے افغان مہاجرین کو وارننگ دی گئی ہے کہ وہ قانونی کارروائی سے بچنے کے لیے رضا کارانہ اور باعزت طریقے سے اپنے وطن واپس چلے جائیں۔ اس موقع پر اسسٹنٹ کمشنر نے کہا کہ حکومت کی ہدایات پر غیر قانونی تارکین وطن کے خلاف کارروائیاں جاری رہیں گی۔

بقیہ 4 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

سے پولیو مہم کا آغاز کیا جائے گا۔ فیلڈ ٹیموں کی تربیت مکمل ہو چکی ہے جبکہ تمام لاجسٹک بھی موصول ہو چکا ہے۔ مہم کے دوران 52,798 بچوں کو پولیو کے قطرے اور وٹامن C کے کیپسول پلائے جائیں گے۔ ڈپٹی کمشنر بارکھان نے ہدایت جاری کی کہ پولیو ٹیمیں پچھلی مہمات کی طرح تندہی سے کام کریں اور اس مہم کو کامیاب بنائیں۔ انہوں نے کہا کہ زیرو سے پانچ سال کی عمر کے ہر بچے کو پولیو کے قطرے پلانے کو یقینی بنایا جائے۔

بقیہ 5 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

27 ملین افراد نشے کی لت میں مبتلا ہیں اس نشے کا مسلسل استعمال کرنے والے خطرناک پرتشدد اور جھگڑالو ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ قتل وغارت پر بھی امادہ ہو جاتے ہیں اس نشے کا استعمال زیادہ تر مڈل کلاس کر رہی ہے جبکہ پکڑے جانے والوں پر سزاؤں کی شرح انتہائی کم ہیں سردار منظور احمد کاکڑ نے کہا کم عمری میں منشیات کا استعمال اور اس کی رسائی پاکستان میں عام سی بات ہے ایک رپورٹ کے مطابق کراچی منشیات کی سمگلنگ کا سب سے بڑا ٹرانزٹ حب ہے جس کی وجہ سے کراچی دنیا کا دوسرا سب سے زیادہ منشیات استعمال کرنے والا شہر بن چکا ہے تعلیمی اداروں میں جہاں اس ملک کے مستقبل کے معمار تیار ہوتے ہیں وہاں منشیات نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں نئی نسل معاشرتی ردعمل اور درست رہنمائی نہ ملنے کی وجہ سے نشے کو اپنا رہی ہے ملک میں انسداد منشیات قوانین پولیس اور اینٹی نارکوٹکس فورس کی موجودگی کے باوجود بھی ملک کے عام شاہراؤں سے کر تعلیمی اداروں تک ہر قسم کی نشہ آور چیزیں باسانی دستیاب ہیں سردار منظور احمد کاکڑ نے کہا نوجوان نسل کو اس زہر سے بچانے کے لیے حکومت کو ایک گرینڈ اپریشن کرنا ہوگا نوجوانوں میں منشیات کے استعمال کو روکنے کے لیے سول سوسائٹی والدین اساتذہ اور حکومت کو مل کر اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا تاکہ آنے والے کل کے مستقبل کو محفوظ بنایا جا سکے ورنہ آنے والے برسوں میں اس پر قابو پانا بہت مشکل ہو جائے گا۔

بقیہ 6 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

بیرونی فنڈنگ کی پروردہ متعدد کالعدم جماعتیں نہ صرف ازاد بلکہ سرکاری کمیٹیوں میں داخل ہو چکی ہیں جس سے انہیں معاشرے میں اثر ورسوخ حاصل ہوتا ہے۔ دہشتگرد دہشتگرد اور کالعدم کالعدم ہے، گڈ اور بیڈ کی تخصیص ختم کی جائے۔ یہ بات انہوں نے ہفتہ کو تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی ورکنگ کمیٹی کے اہم اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ علامہ سید حسین مقدسی نے باور کرایا کہ قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے زندگی بھر عصبیت اور نفرت کے خلاف جدوجہد کی کیونکہ عصبیتیں اور عدم برداشت دہشتگردی کے خاتمے کی راہ میں حائل اہم رکاوٹوں میں شامل ہیں۔ دہشتگرد کا کوئی ملک، مذہب و مسلک، رنگ ونسل نہیں ہوتا لہذا ضروری ہے کہ ارباب اختیار کی جانب سے دہشتگردوں کو کسی بھی قسم کی عصبیت اور تعلق کی بنیاد پر کوئی ریلیف نہ دیا جائے اور ان کے خلاف بلا امتیاز کارروائی یقینی بنائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ پراکسی جنگوں کے الہ کار کا اہم مہروں تک نہ پہنچنا لمحہ فکریہ ہے۔ آغا مقدسی نے کہا کہ دہشتگردوں کی سہولتکاری کا خاتمہ خارجی نظریات کی ترویج روکنے سے مشروط ہے۔ انہوں نے اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کیا کہ انسداد دہشتگردی کے لیے تیار کیے گئے بیانیہ پیغام پاکستان پر قبولیت کے دستخط کرنے کے باوجود کالعدم گروپ نفرت، شدت پسندی اور عدم برداشت کی ترویج میں مصروف ہیں جو دہشتگردی کی آگ بھڑکانے کیلئے ایندھن کا کام کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دہشتگردی کے خلاف جنگ میں قربانیاں دینے والے افواج پاکستان اور سیکورٹی اداروں کے شہداء کا لہو ہم سے ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قومی سلامتی وملکی مفاد کے تمام تر اقدامات اٹھانے کا متقاضی ہے۔ انہوں نے قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کے اس موقف کو دہرایا کہ وطن عزیز پاکستان کو امن کا گہوارہ بنانے کیلئے نیشنل ایکشن پلان کی تمام شقوں پر مکمل عملدرآمد کیا جائے، ملک میں بسنے والی تمام اکائیوں کے آئینی حقوق کی بلا امتیاز ادائیگی یقینی بنائی جائے اور فتنہ خارجیت کے تدارک کیلئے پیغام حسینیت کو فروغ دیا جائے۔

بقیہ 7 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ملک میں طاقتور طبقات کی راج چل رہی ہے انہوں نے کہا کہ ملک آئینی، سیاسی اور معاشی بحران سے دوچار ہو رہی ہے ملک میں سیاسی جماعتوں کی انا اور غیر سنجیدہ رویہ سے ملک کی پارلیمنٹ وآئینی اساس کمزور ہو رہی ہے حکمران جماعتوں نے ملک کی خود مختاری کو داؤ پر لگا دیا آج ملک کو سیاسی ومعاشی محاذ پر چیلنجز کا سامنا ہے

بقیہ 8 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

لیے مختص کرنے سے متعلق بھی غور وخوض کیا گیا تاکہ یونیورسٹی کے آمدنی کے ذرائع میں اضافہ کیا جا سکے۔ اجلاس میں فیکلٹی آف لٹریچر اینڈ لینگویجز کے ڈین پروفیسر ڈاکٹر عبدالصبور (تمغہ امتیاز)، رجسٹرار گنگزار بلوچ، ڈائریکٹر فنانس شاہ بیگ سید، کوالٹی انہانسمنٹ سیل کے ڈائریکٹر ڈاکٹر ریاض احمد اور شعبہ کامرس کے لیکچرر رحمت اللہ نے شرکت کی۔ جبکہ تربت یونیورسٹی کے پرو وائس چانسلر ڈاکٹر منصور احمد، شعبہ ایجوکیشن کی فیکلٹی ممبر رقیہ میروانی، محکمہ خزانہ حکومت بلوچستان کے پبلک فنانس مینجمنٹ اسپیشلسٹ بشیر احمد، ہائر ایجوکیشن کمیشن کے نمائندے انچارج/ڈائریکٹر فنانس شمینہ درانی اور محکمہ ہائر ایجوکیشن حکومت بلوچستان کے نمائندے نے آن لائن، جبکہ تربت یونیورسٹی کے پروجیکٹ کوآرڈینیٹر ڈاکٹر کمال احمد نے خصوصی دعوت پر اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس نے ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنانے کی منظوری دی جو یونیورسٹی کے لئے ریونیو پیدا کرنے کے لئے مختلف تجاویز پر عمل درآمد کو یقینی بنائے گی۔ وائس چانسلر نے حکومت بلوچستان کے محکمہ خزانہ کے نمائندے سے درخواست کی تیزی سے ابھرتی ہوئی اس یونیورسٹی کو مطلوبہ فنڈز فراہم کیے جائیں تاکہ یونیورسٹی مالی بحران پر قابو پا سکے۔ محکمہ خزانہ کے نمائندے نے یونیورسٹی کے آپریشنل اخراجات کے لئے فنڈز فراہم کرانے کی یقین دہانی کرائی۔

بقیہ 9 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

۔ ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے اور سوگوار خاندان کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطاء

بقیہ 10 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

جو تھے۔ بعد ازاں کمشنر نصیر آباد نے ڈیرہ اللہ یار میں بم دھماکے کی جگہ کا معائنہ کیا، جہاں ایس ایچ او نے انہیں واقعے کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ دی۔ واضح رہے کہ یہ افسوسناک واقعہ اس وقت پیش آیا جب بچے کھیل رہے تھے، اسی دوران دھماکہ خیز مواد پھٹنے سے ایک معصوم بچہ ذاکر حسین موقع پر شہید جبکہ دوسرا بچہ سراج ڈوکی زخمی ہو گیا، جسے ابتدائی طبی امداد فراہم کی گئی۔ کمشنر نصیر آباد ڈویژن صلاح الدین نورزئی نے واقعے پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سماج دشمن عناصر نے ایک معصوم جان کو بے دردی سے چھین لیا اور دوسرا بچہ زخمی ہوا۔ قانون کے مطابق اس گھناؤنے عمل میں ملوث عناصر کو کسی صورت معاف نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے ہدایت کی کہ واقعے کی ہر پہلو سے باریک بینی کے ساتھ تحقیقات کی جائیں اور ملوث مجرموں کو گرفتار کر کے قانون کے مطابق سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ آئندہ ایسے سانحات کا سدباب ہو سکے۔ غفلت برتنے پر افسران کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

بقیہ 11 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ت دین کے پیغام کو عام کرنا ہے۔ اجتماع میں بیانات، اصلاحی نشستیں، تربیتی پروگرام اور خصوصی دعاؤں کے اہتمام کیے گئے ہیں۔ علمائے کرام نے قرآن وسنت کی روشنی میں اخلاص اور عمل کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مسلمان اپنے کردار اور طرز عمل سے معاشرے میں خیر اور اصلاح کا پیغام عام کریں۔ شرکا نے عزم ظاہر کیا کہ وہ اپنی زندگیوں میں دینی اصولوں پر عمل پیرا ہوں گے۔ منتظمین نے بتایا کہ جن احباب کے چار مہینے کی مدت ابھی نہیں لگی وہ اسی اجتماع سے تقاضا دو کریں، جبکہ جن کے چار مہینے مکمل ہو چکے ہیں وہ بیرون ملک سات ماہ یا اندرون ملک ایک سال کے لیے ارادہ کریں۔ دوسری جانب ضلعی انتظامیہ نے اجتماع کے شرکا کے لیے سیکیورٹی، ٹریفک اور قیام وطعام کے خصوصی انتظامات کیے ہیں۔ اجتماع 13 اکتوبر کی شام اجتماعی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوگا۔

بقیہ 12 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

جائے گی اے ڈی سی نوشکی عمر جمالی نے تمام غیر قانونی پٹرول پمپ مالکان کو سختی سے ہدایت کی کہ غیر قانونی پٹرول ڈیزل پمپس 2 دن میں بند کیے جائیں عمل نہ کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کرتے ہوئے انکی گرفتاری عمل میں لائی جائیگی اور بھاری جرمانہ بھی عائد ہوگا۔

بقیہ 13 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کہ مین بازار سمیت چکی، ٹیلر، خراد، ہوٹل، بیکرز اور دیگر کاروبار مکمل طور پر بند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کیسکو کی جانب سے بی فیڈر کو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے، جبکہ دیگر علاقوں میں معمول کے مطابق بجلی فراہم کی جا رہی ہے۔ تاجر برادری نے شکوہ کیا کہ الیکشن کے وقت امیدوار خالق آباد کے ووٹروں سے وعدے کرتے ہیں، لیکن عوامی مسائل پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ ان کا کہنا تھا کہ ایم پی اے اور این اے کے امیدوار کوئٹہ، کراچی اور اسلام آباد میں مصروف ہیں جبکہ خالق آباد کے عوام اندھیروں میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ تاجروں نے وزیر اعلیٰ بلوچستان، چیف کیسکو بلوچستان، ڈپٹی کمشنر قلات اور اسسٹنٹ کمشنر خالق آباد منگچر سے دردمندانہ اپیل کی ہے کہ بی فیڈر پر بجلی کی طویل بندش کا فوری نوٹس لیا جائے اور عوام کو اس ناروا ظلم سے نجات دلائی جائے۔

بقیہ 14 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

مہم کا آغاز کیا گیا ڈاکٹر احسان بلوچ نے بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ سبی ڈسٹرکٹ میں 13 سے 16 اکتوبر تک 3 روزہ پولیو مہم کے دوران تقریباً 37 ہزار بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے جائیں گے اس مقصد کے لیے 226 موبائل ٹیمیں تشکیل دی گئیں ہیں 40 فکسڈ سینٹر بھی قائم کیے گئے ہیں 25 یوسی سپر وائزر، 62 ایریا انچارج، 19 ٹرانزٹ پوائنٹ، 285 موبائل ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جو کہ گھر گھر جا کر پیدائش سے لیکر 5 سال تک کے بچوں کو پولیو کے قطرے پلائیں گیں ڈپٹی کمشنر سبی میجر (ر) الیاس کبزئی نے تمام پولیو ورکرز کو شاباش دیتے ہوئے کہا کہ پورے پاکستان میں سبی ڈسٹرکٹ دوسرے نمبر پر رہا یہ سب آپ لوگوں کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے کہ آپ لوگوں نے پولیو مہم کو کامیابی سے ہمکنار کیا مجھے امید ہے کہ اس مرتبہ بھی گزشتہ پولیو کی طرح ٹیم ورک کی صورت میں کام کرنا ہے تاکہ مہم کو کامیابی سے ہمکنار ہو انہوں نے کہا کہ قومی پولیو مہم کو کامیاب بنا نے کے لیے ضلعی افسران معتبرین، کونسلر، علماء کرام اور میڈیا پولیو ٹیموں کے ساتھ مل کر مہم کو کامیاب بنا ئیں انہوں نے کہا کہ سرد علاقوں سے لوگوں کی تعداد سبی اور گرد و نواح میں آباد ہو رہی ہے لہذا کوشش کریں کہ کوئی بچہ پولیو کے قطرے پینے سے نہ رہ جا ئے انہوں نے کہا کہ میں خود بھی پولیو ٹیموں کا جائزہ لوں گا

بقیہ 15 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

سے متعلق بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ پولیو مہم 13 اکتوبر 2025 سے شروع ہو کر 16 اکتوبر 2025 تک جاری رہیگا پورے ضلع کے 19 یونین کونسلز میں 36109 بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے جائیں گے ڈپٹی کمشنر جمیل بلوچ نے کہا کہ پولیو ٹیمیں گھر گھر جا کر پانچ سال تک کے تمام بچوں کو پولیو کے قطرے پلائیں ایریا سپروائزرز ٹیموں کی اچھی طرح نگرانی کریں پولیو مہم کو کامیاب بنانے کے لیے والدین سیاسی سماجی کارکنان علماء کرام شعراء ادباء اور صحافی برادری اپنا مثبت کردار ادا کریں

بقیہ 16 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

عبدالحمید بلوچ، ڈی ایس او ڈبلیو ایچ او ڈاکٹر عبدالصمد سنجرانی، ڈی ایس پی گل محمد گرگناڑی اور ڈی ڈی ایچ او ڈاکٹر جاکرانو سیاہ پاد نے بھی بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے۔ اس موقع پر ڈپٹی کمشنر خاران منیر احمد سومرو نے کہا کہ پولیو کا مکمل خاتمہ ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور ہر والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے لازمی طور پر پلوائیں۔ انہوں نے محکمہ صحت اور فیلڈ ٹیموں کی تیاریوں کو سراہتے ہوئے ہدایت کی کہ مہم کے دوران کوئی بچہ پولیو کے قطرے پینے سے محروم نہ رہ جائے۔ ڈپٹی کمشنر خاران نے امید ظاہر کی کہ اس مہم کے ذریعے ضلع خاران کو مکمل طور پر پولیو فری بنانے میں کامیابی حاصل ہوگی۔ ضلع خاران میں پولیو مہم ہو کر 13 اکتوبر سے 16 اکتوبر تک جاری رہے گا اس دوران پانچ سال کے کم عمر بچوں کو پولیو کے قطرے کے ساتھ ساتھ وٹامن اے کے قطرے بھی دی جائے گی اس مہم کے دوران 192 موبائل ٹیمیں تشکیل دی گئی ہے جس میں 10 ٹرانزٹ پوائنٹ اور 10 فکس سینٹرز میں ضلع خاران میں پانچ سال سے کم عمر کے کل 36265 بچوں کو پولیو اور وٹامن اے کے قطرے پلائیں جائیں گے تاہم اس مہم کے دوران انتظامیہ اور پولیس کی طرف سے سیکورٹی کے سخت انتظامات بھی کیے گئے ہیں۔

بقیہ 17 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

بلوچ، اور ایگزیکٹو انجینئر قاسم بلوچ بھی ہمراہ تھے۔ دورے کے دوران ڈائریکٹر جنرل نے شادی کور سے سپلائی ہونے والے پانی کے نظام کا معائنہ کیا اور روزانہ بنیاد پر پانی کی قلت میں ہونے والے بتدریج اضافے کو اطمینان بخش اور حوصلہ افزا قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ امر خوش آئند ہے کہ پانی کی فراہمی کا نظام بہتری کی جانب گامزن ہے اور ہمیں امید ہے کہ آئندہ چند دنوں میں شہر میں جاری پانی بحران پر بڑی حد تک قابو پا لیا جائے گا۔ قبل ازیں انہوں نے گوادر ایئرپورٹ واٹر اسٹیشن پر میرانی ڈیم سے بذریعہ ٹینکرز آنے والے پانی کی مقدار، معیار اور فراہمی کے نظام کا بھی تفصیلی جائزہ لیا۔ ڈائریکٹر جنرل نے متعلقہ عملے کو ہدایت کی کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان کے احکامات کی روشنی میں شہریوں کو صاف اور شفاف پانی کی فراہمی ہر صورت میں یقینی بنائی جائے۔ انہوں نے واضح کیا کہ پانی کی ترسیل کے تمام مراحل میں شفافیت، معیار اور تسلسل برقرار رکھنے کے لیے جی ڈی اے پوری سنجیدگی اور عزم کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ ادارہ دیگر متعلقہ اداروں کے ساتھ دن رات پانی کے نظام کو بہتر بنانے، سپلائی لائنز کی استعداد کار بڑھانے اور شہری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے متحرک ہیں جی ڈی اے کے تمام سنیئر وجونیئر انجینئرز اور افسران کو لوگوں کی خدمت اور انکے شنوائی کیلئے گلی محلوں کی سطح پر ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ ڈائریکٹر جنرل نے عوام سے اپیل کی کہ وہ حوصلہ اور تعاون برقرار رکھیں، کیونکہ گوادر میں پانی کی فراہمی کی صورتحال تیزی سے بہتری کی طرف جا رہی ہے۔

بقیہ 18 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

دویات اور نہ ہی تربیت یافتہ طبی عملہ دستیاب ہے، جس کے باعث عوام کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر فوری اقدامات نہ کیے گئے تو یہ وبا قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع کا سبب بن سکتی ہے۔ انہوں نے اقوام متحدہ کے ذیلی اداروں، بالخصوص یونیسف اور عالمی ادارہ صحت سے اپیل کی کہ وہ جھگجکری اس سنگین صورتحال کا فوری نوٹس لیں اور طبی ٹیمیں، ٹیسٹنگ کٹس، اسپرے مہمات اور ضروری امدادی فوری طور پر روانہ کریں۔ میر رحمت صالح بلوچ نے صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا کہ جھگجکو کو ڈینگی سے متاثرہ ضلع قرار دے کر وہاں ہنگامی حالت نافذ کی جائے، جبکہ محکمہ صحت فوری طور پر اسپرے، صفائی، آگاہی مہم اور طبی سہولیات کی فراہمی یقینی بنائے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ ڈینگی سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر پر سختی سے عمل کریں، گھروں میں صاف پانی جمع نہ ہونے دیں، مچھر دانیوں کا استعمال کریں اور بخار یا دیگر علامات کی صورت میں فوری طور پر علاج کرائیں۔

بقیہ 19 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ینڈ ہیلتھ نیٹ ورک میں بھی ایمرجنسی نرسز ڈے منایا گیا۔ اس موقع کو فروغ دینے اور نرسنگ اسٹاف کی صلاحیتوں میں اضافے کے لیے، جی ڈی اے پاک چائنہ فرینڈ شپ ہسپتال کے شعبہ نرسنگ سروسز نے خصوصی تربیتی نشستیں منعقد کیں۔ ان تربیتی سیشنز کا بنیادی ہدف ہنگامی صورتحال میں فیصلہ سازی کی صلاحیتوں کو بہتر بنانا، جدید ہنگامی طبی آلات کے مؤثر استعمال کو یقینی بنانا، مریضوں کے ساتھ مؤثر اور ہمدردانہ رابطے کی مہارتیں فروغ دینا، تناؤ کے انتظام اور خود کی دیکھ بھال کے طریقوں سے آگاہی فراہم کرنا تھا۔ یہ تربیتی پروگرام پورے ہفتے پر محیط تھا، جس میں ڈاکٹر محمد جنید خان، رجسٹرار شعبہ ایمرجنسی، اور زاہد ایمانوئل، کلینکل نرس انسٹرکٹر، نے بطور انسٹرکٹر فرائض سرانجام دیے۔ تربیتی سیشنز میں ہنگامی مریضوں کی ابتدائی تشخیص اور درجہ بندی (ٹرایاج) پر خصوصی ورکشاپس کا انعقاد کیا گیا۔ شرکا نے قلبی دورے اور سانس بند ہونے کی صورت میں بحالی کے طریقوں (بیسک لائف سپورٹ) پر عملی مشقوں کے ذریعے اپنی مہارتیں نکھاریں، جبکہ ٹراما کے جدید گائیڈ لائنز پر بھی تفصیلی بحث ہوئی۔ شعبہ نرسنگ سروسز کی ڈپٹی منیجر مس سائرہ علی شاہ کے مطابق اس اقدام کا مقصد ایمرجنسی وارڈز میں کام کرنے والے نرسوں کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں میں اضافہ کرنا تھا، تاکہ مریضوں کو بین الاقوامی معیار کا طبی تحفظ فراہم کیا جا سکے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ ایسے تربیتی پروگراموں کا تسلسل برقرار رکھنا ہسپتال انتظامیہ کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔

بقیہ 20 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

دلیا۔ انہوں نے اساتذہ کی حاضری چیک کی اور طلبہ کی تعداد اور کلاس میں موجودگی کے ریکارڈ کا معائنہ کیا تاکہ اسکولوں میں تعلیم کی معیار کو یقینی بنایا جا سکے۔ دورے کے دوران غیر حاضر اساتذہ پر سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر نے متعلقہ حکام کو ہدایت کی کہ غیر حاضر اساتذہ کے خلاف فوری کارروائی کی جائے، تاکہ طلبہ کی تعلیم متاثر نہ ہو اور اسکولوں میں نظم وضبط برقرار رہے۔ ڈپٹی کمشنر نے یہ بھی زور دیا کہ اساتذہ نہ صرف حاضری دیں بلکہ تعلیمی معیار بہتر بنانے میں فعال کردار ادا کریں۔ اس موقع پر آر ٹی ایس ایم ہیڈ محمد جمیل خان ناصر نے اسکولوں کی تعلیمی کارکردگی اور انتظامی صورتحال کے بارے میں تفصیلی بریفنگ دی، اور موجودہ چیلنجز اور بہتری کے لیے اقدامات پر بات کی گئی۔ دورے کے اختتام پر ڈپٹی کمشنر نے یقین دہانی کرائی کہ ضلع کی کے تمام تعلیمی اداروں میں معیاری تعلیم کو فروغ دینے کے لیے باقاعدہ نگرانی جاری رہے گی اور کسی بھی قسم کی غفلت برداشت نہیں کی جائے گی۔

بقیہ 21 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

نظام کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ دی۔ ایکسین پی ایچ ای مومن بلوچ نے بریفنگ میں بتایا کہ سربندن واٹر ٹینک کی گنجائش تین لاکھ گیلن پانی کی ہے جبکہ اس کے ساتھ 52 برانچز منسلک ہیں، جن میں روزانہ تین برانچز کو پانی فراہم کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سربندن میں اس وقت کسی حد تک پانی کی فراہمی جاری ہے، تاہم سپلائی نظام کو مزید مؤثر اور بہتر بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ جیسے ہی شادی کور ڈیم ٹرنک لائن سے پانی کی مقدار میں اضافہ ہوگا، سربندن میں فراہمی مزید بہتر ہو جائے گی۔ اس موقع پر ڈپٹی ڈائریکٹر جی ڈی ایم اے عمران ریحان دشتی اور ڈپٹی کنزرویٹر جنگلات یار محمد دشتی بھی موجود تھے۔

بقیہ 22 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

تے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت بلوچستان فوری طور پر ایک غیر جانب دارانہ انکوائری کمیٹی تشکیل دے تاکہ اصل حقائق عوام کے سامنے آئیں۔ انہوں نے کہا کہ اریگیشن کے محنت کش طبقے نے ہمیشہ محکمہ کی ترقی کے لیے اپنی محنت، پسینہ اور وقت قربان کیا ہے، مگر افسوس کہ بدعنوان عناصر ان کی محنت کے ثمرات کو ضائع کر رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم اپنے بہادر رہنما اور مزدور تحریک کے قائد پاکستان یونائٹڈ ورکرز فیڈریشن بلوچستان کے صوبائی صدر علی بخش خان جمالی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے پریس کانفرنس کے ذریعے ان سنگین حقائق کو بے نقاب کر کے عوامی مفاد کا دفاع کیا۔ ان کا یہ قدم محنت کشوں کے اتحاد اور سچائی کی جیت کی علامت ہے۔ ایاز علی جمالی نے کہا کہ ہم تمام سرکاری محنت کشوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ متحد رہیں اور کسی دباؤ میں نہ آئیں۔ حق کی آواز کو کبھی دبایا نہیں جا سکتا، کیونکہ سچائی ہمیشہ غالب آتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ذمہ داران کے خلاف کارروائی نہ کی گئی تو یونین اپنے آئینی و جمہوری حق کے مطابق احتجاجی تحریک شروع کرنے پر مجبور ہوگی۔ انہوں نے حکومت بلوچستان، محکمہ اریگیشن کے اعلیٰ حکام اور وزیر اعلیٰ بلوچستان سے مطالبہ کیا کہ محکمہ اریگیشن کی مشینری کی فروخت میں ملوث اہلکاروں کے خلاف فوری تحکمانہ کارروائی کی جائے، لوٹی گئی مشینری بازیاب کرائی جائے، اور محنت کشوں کو ان کا جائز حق دلایا جائے تاکہ ادارے کی ساکھ بحال ہو اور عوامی اعتماد دوبارہ قائم ہو۔

بقیہ 23 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ل کے کاروبار سے وابستہ ہزاروں افراد نان شبینہ کو محتاج ہوئے ہیں لوگوں کے ذریعہ معاش کا یا ایک ہی ذریعہ ڈیزل اور پٹرول سپلائی کا تھا ایرانی ڈیزل اور پٹرول کے بندش کی وجہ سے نہ صرف کاروبار کرنے والے لوگ متاثر ہوئے ہے بلکہ پٹرول اور ڈیزل کی قلت سے عوام مشکلات سے دوچار ہو رہے ہیں انہوں نے کہا کہ عوام غربت کی لکیر کے نیچے زندگی گزار رہے ہیں یہاں روزگار ہے نہ ہی زراعت ہے اور نہ ہی کوئی صنعتی شعبہ موجود ہے بلوچستان کے لوگوں کے روزگار کا دارومدار بارڈر پر ہے بارڈر پر مزدوری کر کے دو وقت کی روٹی مل رہی ہے ہزاروں لوگوں کے گھروں کے چولہے صرف بارڈر کی وجہ سے جلتے ہیں انہوں نے کہا کہ حکومت بارڈرز اور ایرانی تیل کی بندش کا ظالمانہ فیصلہ واپس لیا جائے حکومت اور اداروں کی بارڈرز بندش کا ظالمانہ فیصلے سے انسانی المیہ کا یقینی خدشہ اور خطرہ ہیں اگر یہی صورتحال برقرار رہی تو لاکھوں لوگ فاقہ کشی سے مجبور ہوگی انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے لاکھوں افراد کا ذریعہ روزگار ومعاش بارڈر اور ایرانی پیٹرول وڈیزل سے منسلک ہے اس سے ہزاروں خاندان متاثر ہوگی

بقیہ 24 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کے سبب موجودہ صورتحال نہایت حساس ہو چکی ہے۔ کسی بھی ممکنہ دہشت گردی کے خطرے کے پیش نظر کوئٹہ میں تھرڈ لیول تھریٹ الرٹ جاری کیا گیا ہے۔ حکام کے مطابق، دہشت گرد عناصر کی جانب سے اہم تنصیبات اور عوامی مقامات کو نشانہ بنانے کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں، جس کے پیش نظر سکیورٹی اداروں نے فوری اقدامات اٹھاتے ہوئے نگرانی مزید سخت کر دی ہے۔ پولیس اور ایف سی کی مشترکہ کارروائیوں کے تحت کوئٹہ کے مختلف علاقوں، خصوصاً پولیس لائن، جناح روڈ، کبیر بلڈنگ، سیٹلائٹ ٹاؤن، سریاب، اسپنی روڈ اور ہزارہ ٹاؤن میں سرچ آپریشنز کیے جا رہے ہیں۔ ان کارروائیوں کے دوران مشکوک افراد کی شناخت اور تلاشی کے عمل کو تیز کر دیا گیا ہے۔ سکیورٹی فورسز نے داخلی اور خارجی راستوں پر جدید اسکیننگ آلات نصب کر دیے ہیں، جبکہ گاڑیوں کی تفصیلی چیکنگ کا عمل بھی جاری ہے۔ ذرائع کے مطابق، چمن شہر میں بھی پاک افغان بارڈر پر سخت نگرانی کا نظام قائم کر دیا گیا ہے۔ دونوں اطراف آمد ورفت پر کڑی نظر رکھی جا رہی ہے۔ سکیورٹی حکام نے شہریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ سکیورٹی اداروں کے ساتھ مکمل تعاون کریں، شناختی دستاویزات ہمراہ رکھیں اور کسی بھی مشکوک شخص یا سرگرمی کی اطلاع فوری طور پر قریبی تھانے یا ہیلپ لائن پر دیں تاکہ ممکنہ خطرات کو بروقت ناکام بنایا جا سکے۔

بقیہ 25 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

بارہ مریض سامنے آئے۔ متاثرہ افراد میں سے 17 کو اسپتالوں میں داخل کیا گیا۔ شہر بھر میں ڈینگی کے پھیلاؤ پر قابو پانے کے لیے مؤثر کارروائیاں بھی جاری ہیں۔ اب تک انسداد ڈینگی ٹیمز کی جانب سے شہر بھر میں اکیس ہزار سینتیس مقامات کی چیکنگ مکمل ہو چکی۔

صحافت شوبز

اداکارہ زارا ترین اور پاکستانی نژاد امریکی بالی ووڈ اداکار فرحان طاہر 2021 میں شادی کے بندھن میں بندھے تھے

زارا ترین کے مطابق اگرچہ کسی کے ماضی کے حوالے سے سب کچھ معلوم ہو تب بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم اسے اچھی طرح جانتے ہیں

لاہور (آئی این پی) اداکارہ زارا ترین نے انکشاف کیا ہے کہ فرحان طاہر کے ساتھ شادی صرف 4 ماہ میں ہی ختم ہو گئی تھی لیکن باضابطہ معاملات طے ہونے میں وقت لگا۔ حال ہی میں زارا ترین نے ایک پوڈکاسٹ میں بطور مہمان شرکت کی، جہاں انہوں نے مختلف امور کے ساتھ ساتھ اپنی طلاق کے حوالے سے پہلی بار کھل کر گفتگو کی۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے انکشاف کیا کہ فرحان طاہر سے میری شادی سال بھر بھی نہیں چلی بلکہ صرف 4 ماہ میں ہی مسئلے مسائل شروع ہو گئے تھے جس کے بعد ہم نے علیحدگی اختیار کر لی تھی، لیکن قانونی طور پر طلاق میں وقت لگا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان تقریباً 20 برس کا فرق تھا، میں سمجھتی ہوں کہ ہر ایک کی زندگی الگ ہوتی ہے، ہر ایک کا ماضی ہوتا ہے۔ زارا ترین کے مطابق اگرچہ کسی کے ماضی کے حوالے سے سب کچھ معلوم ہو تب بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔

امر خان کی دیپیکا پڈوکون کے حق میں سوشل میڈیا پوسٹ

جہاں ایک تہائی آبادی مسلمان ہے اور وہ سب مذاہب کا احترام کر رہی ہے

لاہور (آئی این پی) پاکستانی اداکارہ امر خان نے بھارتی اداکارہ دیپیکا پڈوکون کے حق میں آواز اٹھاتے ہوئے بھارتی انتہا پسندوں کی جانب سے کی بتاتے ہوئے انہیں منافق قرار دیا، یہ کہتے ہوئے کہ وہ ایک طرف عورتوں کی آزادی کی بات کرتی ہیں اور دوسری طرف مذہبی لباس پہنتی ہیں۔ تاہم، امر

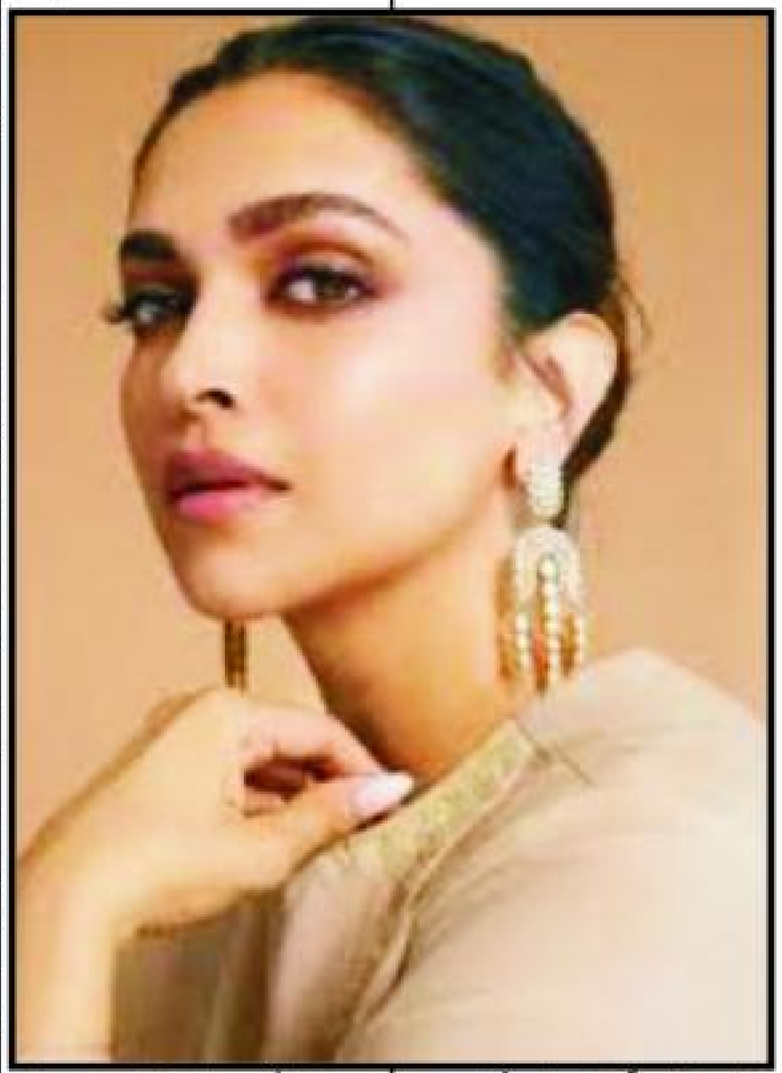

جانے والی نفرت انگیز مہم پر سخت ردعمل دیا ہے۔ دیپیکا پڈوکون ایک اشتہار میں اپنے شوہر رنویر سنگھ کے ہمراہ ابوظہبی کے شیخ زاید گرینڈ مسجد میں نظر آتی ہیں، جہاں وہ عبایا اور حجاب پہنے خوبصورت اسلامی طرز تعمیر کی تعریف کر رہی ہوتی ہیں۔ سوشل میڈیا پر ہندو قوم پرست عناصر نے دیپیکا کو تنقید کا نشانہ خان نے انسٹاگرام اسٹوری پر ایک طنزیہ پوسٹ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ یہ کوئی ووک فیمنسٹ نہیں بلکہ ایک انسان ہے جو ایسے ملک سے ہے جہاں ایک تہائی آبادی مسلمان ہے اور وہ سب مذاہب کا احترام کر رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ افسوس کہ بھارت کی موجودہ سیاست اس قدر گر چکی ہے۔

نادیہ میڈی سوئی سوائی، میڈی بگو سے وائرل ہونے والے جوڑے کی اصلیت سے سب حیران

لاہور (آئی این پی) شارٹ ویڈیو شیئرنگ ایپلی کیشن ٹک ٹاک پر میاں اور بیوی بن کر ویڈیوز شیئر کرنے والے جوڑے کی اصلیت سامنے آنے کے بعد سوشل میڈیا صارفین حیران رہ گئے۔ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے ٹک ٹاکر اچھوڈان ٹک ٹاک پر کافی عرصے سے اپنی اہلیہ نادیہ کے ساتھ ویڈیوز شیئر کرتے دکھائی دیتے تھے، ان کی ویڈیوز وائرل بھی ہوتی تھیں۔ ان کے اکاؤنٹ کے ایک لاکھ 21 ہزار فالوورز ہیں اور انہوں نے اہلیہ نادیہ کے ساتھ متعدد ویڈیوز شیئر کر رکھی ہیں، جن میں سے تقریباً تمام ویڈیوز میں وہ ایک ہی ڈائیلاگ بار بار بولتے نظر آتے ہیں۔ ان کی جانب سے شیئر کی جانے والی ویڈیوز میں وہ اپنی اہلیہ کو سرائیکی زبان میں بولتے دکھائی دیتے ہیں کہ نادیہ میڈی سوئی سوائی، میڈی بگو اور ان کے رومانوی ڈائیلاگز پر ان کی بیوی بنی صرف جی کا جواب دیتی دکھائی دیتی ہیں۔ پرانی ویڈیوز جو کہ دوسرے سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر اب بھی موجود ہیں، ان میں اچھوڈان اور نادیہ بنی لڑکی کو ایک ساتھ دیکھا جا سکتا ہے، تاہم پرانی ویڈیوز میں دونوں لڑکے ہیں۔ سوشل میڈیا صارفین کے مطابق ٹک ٹاک ویڈیوز میں شادی شدہ جوڑا کا ڈرامہ رچانے والے دونوں ٹک ٹاکرز لڑکے اور بھائی ہیں، انہوں نے شہرت حاصل کرنے کے لیے ایسی ویڈیوز بنائیں اور ایک لڑکے کو لڑکی بنایا گیا۔ دونوں ٹک ٹاکرز کی حقیقت سامنے آنے کے بعد سوشل میڈیا صارفین نہ صرف حیران رہ گئے

امریتا نہ ہوتی تو بالی ووڈ میں راستہ نہ ڈھونڈ پاتا، سیف علی خان کا سابقہ اہلیہ کو خراج تحسین

ممبئی (آئی این پی) بالی ووڈ اداکار سیف علی خان نے اعتراف کیا ہے کہ اگر امریتا نہ ہوتیں تو شاید میں بالی ووڈ میں راستہ ہی نہ ڈھونڈ پاتا۔ اس بات کا انکشاف بالی ووڈ کے نواب سیف علی خان نے اپنے ایک انٹرویو میں کیا۔ انہوں نے برسوں بعد پہلی بار اپنی سابقہ بیوی اور سینئر اداکارہ امریتا سنگھ کے بارے میں وہ باتیں کھول کر بتا دیں جن کا ذکر وہ پہلے کبھی نہ کر سکے تھے۔ سیف علی خان نے کہا کہ میں کم عمر اور ناتجربہ کار تھا۔ ہماری شادی چاہے نہیں چل سکی، لیکن میں پہلی بار کہہ رہا ہوں۔ امریتا نے مجھے انڈسٹری سمجھنے، لوگوں کو پہچاننے اور اپنے راستے بنانے میں بے پناہ مدد دی۔ بالی ووڈ اداکار سیف علی خان نے اعتراف کیا ہے کہ اگر امریتا نہ ہوتیں تو شاید میں بالی ووڈ میں راستہ ہی نہ ڈھونڈ پاتا۔ اس بات کا انکشاف بالی ووڈ کے نواب سیف علی خان نے اپنے ایک انٹرویو میں کیا۔ انہوں نے برسوں بعد پہلی بار اپنی سابقہ بیوی اور سینئر اداکارہ امریتا سنگھ کے بارے میں وہ باتیں کھول کر بتا دیں، جن کا ذکر وہ پہلے کبھی نہ کر سکے تھے۔ سیف علی خان نے کہا کہ میں کم عمر اور ناتجربہ کار تھا۔ ہماری شادی چاہے نہیں چل سکی، لیکن میں پہلی بار کہہ رہا ہوں۔

کراچی کی ابتر حالت پر اداکارہ ماہرہ خان بھی بول پڑیں

مشکلات کے باوجود شہر کے عوام میں امید اور محبت اب بھی موجود ہے

کراچی (آئی این پی) پاکستان کی سپر اسٹار ماہرہ خان نے روشنیوں کے شہر کراچی کی موجودہ حالت پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ ماہرہ خان نے فوٹو اینڈ ویڈیو جانے کا موقع ملا جہاں وہ پہلے کبھی نہیں گئیں۔ اداکارہ نے بتایا کہ شہر کے کئی حصوں میں لوگ شدید مشکلات میں زندگی گزار رہے ہیں۔

شیئرنگ پلیٹ فارم انسٹاگرام پر کراچی کے مختلف علاقوں کی تصاویر شیئر کرتے ہوئے لکھا کہ وہ اکثر شہر کی حالت دیکھ کر حیران رہ جاتی ہیں۔ ماہرہ کے مطابق ان کے کام کے باعث انہیں ایسے محلوں میں جہاں بجلی کی طویل بندش، کھانے پینے کی کمی اور ہفتوں سے جمع کچرے نے عوام کی زندگی مشکل بنا دی ہے۔ اداکارہ نے اپنی پوسٹ میں امیر اور غریب طبقے کے درمیان بڑھتے فرق پر بھی روشنی ڈالی۔

بیٹیاں رحمت، گھر میں محبت، سکون اور کامیابی لاتی ہیں، منیب بٹ

کراچی (آئی این پی) معروف اداکار منیب بٹ نے اپنی تینوں بیٹیوں کو زندگی کی سب سے بڑی نعمت قرار دے دیا۔ ایک حالیہ پوڈکاسٹ میں گفتگو کرتے ہوئے اداکارہ ایمن خان کے شوہر اداکار منیب بٹ کا کہنا تھا کہ بیٹیوں کی پیدائش کے بعد ان کی زندگی میں خوشیوں اور کامیابیوں کا سلسلہ بڑھ گیا ہے اور وہ اس کیلئے خدا کے شکر گزار ہیں۔ منیب بٹ کے مطابق ہر بیٹی کی پیدائش نے ان کی زندگی کو مزید روشن کیا۔ انہوں نے بتایا کہ جس سال ان کے گھر بیٹی پیدا ہوئی، اسی سال اللہ نے ان کے رزق اور کیریئر میں اضافہ کیا۔ اداکار کا کہنا تھا کہ ان کے ڈراموں کی کامیابی، نئے پروجیکٹس اور مالی استحکام کے اہم مواقع ہمیشہ ان ادوار میں آئے جب ان کی بیٹیاں امل، میرال اور نیمل پیدا ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کی سب سے چھوٹی بیٹی نیمل کی پیدائش کے بعد بھی زندگی میں خوشیوں اور برکتوں کی ایک نئی لہر آئی۔ منیب بٹ کا کہنا تھا کہ بیٹیاں واقعی اللہ کی رحمت ہیں جو گھر میں محبت، سکون اور کامیابی لاتی ہیں۔

بیٹے کی ویب سیریز کے مقدمے میں شاہ رخ خان اور اہلیہ کو نوٹسز جاری

ممبئی (آئی این پی) دہلی ہائی کورٹ نے نارکوٹکس کنٹرول بیورو کے سابق ممبئی زونل ڈائریکٹر سمیر وانکھیڑے کی طرف سے دائر کردہ ہتک عزت کے مقدمے میں شاہ رخ خان اور گوری خان کی پروڈکشن کمپنی ریڈ چلیز انٹرٹینمنٹ اور دیگر کو سمن جاری کر دیا۔ بھارتی نشریاتی ادارے کے مطابق سمیر وانکھیڑے کی درخواست پر عدالت نے ریڈ چلیز انٹرٹینمنٹ اور دیگر کو نوٹس جاری کرتے ہوئے ایک ہفتے کے اندر اپنے جوابات جمع کروانے کا حکم دے دیا۔ عدالت نے شاہ رخ خان اور گوری خان سمیت دیگر فریقین کو ایک ہفتے جب کہ درخواست گزار کو اس کے بعد 3 دن میں جوابی درخواست دینے کا حکم دے دیا۔ درخواست گزار کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ تمام مدعا علیہان کو درخواست کی کاپی فراہم کرے، فریقین کی جانب سے جوابات جمع کرائے جانے کے بعد کیس کی سماعت 30 اکتوبر کو ہوگی۔ دہلی ہائی کورٹ نے نارکوٹکس کنٹرول بیورو کے سابق ممبئی زونل ڈائریکٹر سمیر وانکھیڑے کی طرف سے دائر کردہ ہتک عزت کے مقدمے میں شاہ رخ خان اور گوری خان کی پروڈکشن کمپنی ریڈ چلیز انٹرٹینمنٹ اور دیگر کو سمن جاری کر دیا۔ بھارتی نشریاتی ادارے کے مطابق سمیر وانکھیڑے کی درخواست پر عدالت نے ریڈ چلیز انٹرٹینمنٹ اور دیگر کو نوٹس جاری کرتے ہوئے ایک ہفتے کے اندر اپنے جوابات جمع کروانے کا حکم دے دیا۔ عدالت نے شاہ رخ خان اور گوری خان سمیت دیگر فریقین کو ایک ہفتے جب کہ درخواست گزار کو اس کے بعد 3 دن میں جوابی درخواست دینے کا حکم دے دیا۔ درخواست گزار کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ تمام مدعا علیہان کو درخواست کی کاپی فراہم کرے، فریقین کی جانب سے جوابات جمع کرائے جانے کے بعد کیس کی سماعت 30 اکتوبر کو ہوگی۔

حبا بخاری پسند نہیں، ریشم کی اداکاری و مزاج سمجھ نہیں آتا، سلیم معراج

ریشم کے حوالے سے سمجھا جاتا تھا کہ وہ دیر تک اداکاری کریں گی لیکن انہوں نے کام چھوڑ دیا

کراچی (آئی این پی) معروف اداکار سلیم معراج کا کہنا ہے کہ مجھے ریشم کی اداکاری و مزاج سمجھ نہیں آتا جبکہ حبا بخاری اچھی اداکارہ ہیں لیکن مجھے پسند نہیں۔ نمبر دیے جبکہ اداکاراؤں کو نمبر دیتے ہوئے کہا کہ کبل علی، صبا قمر، صائمہ نور کو دس میں سے دس جبکہ حرا مانی کو 6، حبا بخاری کو 6 نمبر دیتے ہوئے کہا کہ وہ

ایک پروگرام کے دوران ایک سیگمنٹ میں اداکار سے ساتھی فنکاروں کو اداکاری کی بنیاد پر نمبر دینے کے لیے کہا۔ اس سیگمنٹ کے دوران انہوں نے ساتھی اداکار دانش تیمور، فواد خان، ہمایوں سعید، عدنان صدیقی اور عمران اشرف کو دس میں سے دس اداکارہ اچھی ہیں لیکن مجھے پسند نہیں۔ اس کے ساتھ ہی جب ان سے اداکارہ ریشم کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں انہیں 5 نمبر دوں گا کیونکہ مجھے ان کا مزاج سمجھ نہیں آتا، پہلے مجھے ریشم بہت پسند تھیں لیکن اب نہیں

معروف فلمی خاندان کا رکن ہونے کے باوجود سخت محنت بھی کرنی پڑی، رنبیر کپور

جیسے کامیابی سے سیکھنے کو ملتا ہے، ویسے ہی ناکامی سے بھی سیکھنے کو بہت کچھ ملتا ہے

ممبئی (آئی این پی) بالی ووڈ کے معروف اداکار رنبیر کپور نے اعتراف کیا ہے کہ وہ اقربا پروری کا نتیجہ ہیں، لیکن کامیاب اداکار بننے کے لیے انہیں سخت محنت بھی کرنی پڑی۔ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میرے والدین اور خاندان فلمی دنیا میں سرگرم تھا جس کے نتیجے میں بہت سی چیزیں مجھے آسانی سے مل گئیں، لیکن فلم انڈسٹری میں مجھے سخت محنت کرنا پڑی کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک معروف فلمی خاندان سے تعلق کے باوجود اگر میں اپنی الگ شناخت نہ بنا سکا، تو میں فلم انڈسٹری میں کامیاب نہیں ہو سکوں گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ آپ سب میرے خاندان کی کامیابیوں کا جشن مناتے ہیں، لیکن یہاں ناکامیاں بھی بہت ہیں اور جیسے کامیابی سے سیکھنے کو ملتا ہے، ویسے ہی ناکامی سے بھی سیکھنے کو بہت کچھ ملتا ہے۔

SPORTS صحافت سپورٹس

پیٹ کمنز نے اپنی ٹریننگ میں کچھ نئی ایکسرسائز شامل کی ہیں

واضح رہے کہ آسٹریلیا اور انگلینڈ کی کرکٹ ٹیموں کے درمیان ایشز سیریز کے 74 ویں ایڈیشن کا آغاز رواں سال نومبر میں آسٹریلیا میں ہوگا

سڈنی (سی ایم لنکس) آسٹریلیا کی مردوں کی کرکٹ ٹیم کے ہیڈ کوچ اینڈریو میکڈونلڈ کا کہنا ہے کہ فاسٹ بولر اور ٹیسٹ ٹیم کپتان پیٹ کمنز رواں موسم گرما میں ہونے والی ایشز سیریز کے کسی مرحلے میں ضرور شرکت کریں گے جبکہ ان کے پہلے ٹیسٹ میں شرکت کا فیصلہ 17 اکتوبر کو متوقع ہے۔ کرکٹ ویب سائٹ کے مطابق اینڈریو میکڈونلڈ نے ان رپورٹس کی تردید کی ہے جن میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ 32 سالہ پیٹ کمنز کمر کی تکلیف کے باعث ٹیسٹ سیزن کے بڑے حصے سے باہر ہو سکتے ہیں۔ ہیڈ کوچ کے مطابق پیٹ کمنز کی بحالی میں پیش رفت ہو رہی ہے اور رواں ہفتے ان کا ردعمل حوصلہ افزا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پیٹ کمنز نے اپنی ٹریننگ میں کچھ نئی ایکسرسائز شامل کی ہیں

جنوبی افریقا کیخلاف پہلے ٹیسٹ کیلئے ممکنہ پلیئنگ الیون کے نام سامنے آگئے

ممکنہ طور پر پہلے ٹیسٹ میں 2 ریگولر فاسٹ بولرز اور دو اسپنرز کے ساتھ جانے پر غور کیا جا رہا ہے: ذرائع

لاہور (یو این پی) جنوبی افریقا کے خلاف پہلے ٹیسٹ ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ عبوری ہیڈ کوچ اظہر محمود

کے لیے پاکستانی ٹیم کے ممکنہ کھلاڑیوں کے نام سامنے آگئے۔ پاکستان اور جنوبی افریقا کے درمیان پہلا ٹیسٹ 12 اکتوبر سے شروع ہوگا۔ ذرائع کا بتانا ہے کہ پاکستان ٹیم مینجمنٹ کی جانب سے پہلے ٹیسٹ کی پلیئنگ الیون پر غور کیا جا رہا ہے۔ ذرائع کے مطابق ممکنہ طور پر پہلے ٹیسٹ میں 2 ریگولر فاسٹ بولرز اور 2 اسپنرز کے ساتھ جانے پر غور کیا جا رہا اسپنر آصف آفریدی کی بولنگ سے متاثر ہیں اور ان کے ڈیبیو کے حق میں ہیں۔ ذرائع کا بتانا ہے کہ ممکنہ پلیئنگ الیون کے لیے عبداللہ شفیق، امام الحق، شان مسعود اور بابر اعظم کے ناموں پر غور کیا جا رہا ہے، اس کے علاوہ سعود شکیل، محمد رضوان، سلمان علی آغا، ساجد خان کے نام بھی زیر غور ہیں۔ شاہین آفریدی، نعمان علی اور خرم شہزاد کے ناموں پر بھی غور جاری ہے۔

کرکٹ میں اے آئی کی انٹری، میچ رپورٹنگ میں نئے باب کا آغاز

دبئی (سی ایم لنکس) کرکٹ کے میدان میں اب مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) (AI-Intelligence) نے بھی اپنی جگہ بنالی، انٹرنیشنل کرکٹ کونسل (آئی سی سی) نے میچ رپورٹنگ کے لیے جدید اے آئی ٹیکنالوجی کا استعمال شروع کر دیا۔ آئی سی سی ویمنز کرکٹ ورلڈکپ کے دسویں میچ سے قبل بھارت کی سابق کپتان متھالی راج نے گوگل کے جیمنائی اے آئی ٹول کے ساتھ مل کر میچ رپورٹ پیش کی۔ متھالی راج نے اپنے موبائل پر Live Gemini فیچر استعمال کرتے ہوئے کیمرے کے ذریعے پچ دکھائی اور اے آئی سے سوال کیا کہ ہم وشاکھاپٹنم کے اے سی اے

پاکستان کرکٹ بورڈ نے اپنا لائیو سٹریمنگ پلیٹ فارم لانچ کر دیا

اسلام آباد (یو این پی) پاکستان کرکٹ بورڈ نے اپنا لائیو سٹریمنگ پلیٹ فارم لانچ کر دیا۔ مقصد کرکٹ شائقین کو لائیو میچز دیکھنے کی سہولت دینا ہے۔ پی سی بی لائیو کرکٹ بورڈ کی پہلی او ٹی ٹی سروس ہے۔ پی سی بی کے مطابق پہلے مرحلے میں برطانوی شائقین کو لائیو میچز کی سہولت دی جا رہی ہے۔ پی سی بی لائیو بتدریج دنیا کے تمام خطوں میں دستیاب ہو گا۔ برطانوی شائقین خود کو https://live.pcb.com.pk پر رجسٹر کروائیں۔ او ٹی ٹی پلیٹ فارم پر پہلی لائیو سیریز ساؤتھ افریقا اور پاکستان کی ہوگی۔ اکتوبر کے آخری ہفتے میں پی سی بی لائیو کی موبائل ایپلیکیشن بھی دستیاب ہوگی۔ یوں شائقین موبائل فون اور سمارٹ ڈیوائسز پر بھی میچز دیکھ سکیں گے۔ پاکستانی کرکٹ ٹیموں کے تمام میچز براہ راست نشر ہوں گے۔ ٹیسٹ، ون ڈے اور ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل میچز دیکھنے کی سہولت دستیاب ہوگی۔ پی ایس ایل سمیت منتخب ڈومیسٹک مقابلے بھی نشر کیے جائیں گے۔ صارفین پی سی بی کے آرکائیو مواد تک بھی رسائی حاصل کر سکیں گے۔ کھلاڑیوں کے انٹرویوز، دستاویزی فلمیں اور تازہ اپڈیٹس بھی دستیاب ہوں گی۔

انڈر 20 فٹ بال ورلڈکپ، امریکا اور مراکش کی ٹیمیں کوارٹر فائنل میں پہنچ گئیں

سانتیاگو (سی ایم لنکس) امریکا اور مراکش کی ٹیمیں فیفا کے زیر اہتمام چلی میں جاری 24 ویں انڈر 20 ورلڈکپ فٹ بال ٹورنامنٹ کے کوارٹر فائنل راؤنڈ میں پہنچ گئیں جبکہ اٹلی اور جنوبی کوریا کی ٹیمیں پری کوارٹر فائنل راؤنڈ میں ہار کر میگا ایونٹ سے باہر ہو گئی ہیں۔

مائیک ہیسن کی کوچنگ کا عہدہ سنبھالنے سے قبل رکھی گئی شرائط سامنے آگئیں

میں ہر ایک دو سیریز کے بعد پلیئرز کو تبدیل کرنے پر یقین نہیں رکھتا: مائیک ہیسن

لاہور (یو این پی) قومی کرکٹ ٹیم کے وائٹ بال فارمیٹ کے ہیڈ کوچ مائیک ہیسن کی کوچنگ کا عہدہ سنبھالنے سے قبل رکھی گئی شرائط سامنے آگئیں۔ گفتگو ایک دو سیریز کے بعد پلیئرز کو تبدیل کرنے پر یقین نہیں رکھتا۔ کپتان اور ٹیم مینجمنٹ میری مرضی کی ہوگی۔ عبدالماجد بھٹی کے مطابق مائیک ہیسن نے پی

کرتے ہوئے سینئر اسپورٹس تجزیہ کار عبدالماجد بھٹی نے بتایا کہ مائیک ہیسن نے کوچنگ سنبھالنے سے پہلے پی سی بی کے سامنے یہ شرط رکھی تھی کہ میں اپنی شرائط پر آؤں گا۔ مائیک ہیسن کا کہنا تھا کہ میں ہر سی بی کے سامنے شرط رکھی تھی کہ آئندہ برس ٹی ٹوئنٹی ورلڈکپ تک کپتانی اور ٹیم کمبی نیشن کو نہیں چھیڑا جائے جس پر پی سی بی نے حامی بھر لی تھی۔ واضح رہے کہ گزشتہ چند دنوں سے سلمان علی آغا کو کپتانی سے

جنوبی افریقا کیخلاف پہلے ٹیسٹ میچ کیلئے پاکستان ٹیم کے ممکنہ کھلاڑیوں کے نام سامنے آگئے

لاہور (سی ایم لنکس) جنوبی افریقا کے خلاف پہلے ٹیسٹ میچ کے لیے پاکستان ٹیم کے ممکنہ کھلاڑیوں کے نام سامنے آگئے۔ دونوں ٹیموں کے درمیان پہلا ٹیسٹ 12 اکتوبر سے لاہور اور دوسرا ٹیسٹ 20 اکتوبر سے پنڈی اسٹیڈیم میں کھیلا جائے گا۔ ذرائع کے مطابق ممکنہ طور پر پہلے ٹیسٹ میچ میں 2 ریگولر فاسٹ بولرز اور 2 اسپنرز کو کھلانے پر غور کیا جا رہا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ ممکنہ پلیئنگ الیون کے لیے عبداللہ شفیق، امام الحق، شان مسعود، بابر اعظم، سعود شکیل، محمد رضوان، سلمان علی آغا، ساجد خان، شاہین آفریدی، نعمان علی اور خرم شہزاد کے ناموں پر غور جاری ہے

ٹاپ سیڈ آریانا سبالینکا اور کوکو گف ڈبلیو ٹی اے ووہان اوپن ٹینس ویمنز سنگلز سیمی فائنل میں پہنچ گئیں

بیجنگ (سی ایم لنکس) بیلاروس کی شہرہ آفاق ٹینس سٹار اور عالمی نمبر ون آریانا سبالینکا اور امریکی نامور ٹینس سٹار کوکو گف اپنی فتوحات کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے ڈبلیو ٹی اے ووہان اوپن ٹینس ٹورنامنٹ میں خواتین کے سنگلز مقابلوں کے سیمی فائنل میں پہنچ گئیں جبکہ قازقستان کی ایلینا ریبا کینا کوارٹر فائنل راؤنڈ میں ہار کر ایونٹ سے باہر ہو گئیں۔ ای ایس پی این کے مطابق 27 سالہ بیلاروسی ٹینس کھلاڑی اور ایونٹ کی ٹاپ سیڈ آریانا سبالینکا ویمنز سنگلز کوارٹر فائنل میچ میں قازقستان کی ایلینا ریبا کینا کو سٹریٹ سیٹس میں 0-2 سے شکست دی جبکہ امریکی ٹینس سٹار کوکو گف نے ٹاپ ایٹ میچ میں جرمنی کی ٹینس کھلاڑی لورا سیگمنڈ کو شکست دے کر اپ فور راؤنڈ کے لئے کوالیفائی کیا۔ چین کے شہر ووہان کے وینیو آپٹکس ویلی انٹرنیشنل ٹینس سینٹر میں کھیلے گئے ڈبلیو ٹی اے ایونٹ کے کوارٹر فائنل میچ میں 27 سالہ بیلاروسی ٹینس کھلاڑی اور ایونٹ کی ٹاپ سیڈ آریانا سبالینکا انتہائی شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حریف قازقستان کی ایلینا ریبا کینا کو سٹریٹ سیٹس میں 3-6 اور 3-6 سے شکست دے کر نہ صرف سیمی فائنل کے لئے کوالیفائی کیا بلکہ ووہان اوپن میں مسلسل 20 ویں فتح سمیٹی۔ سیمی فائنل میچ میں آریانا سبالینکا کا مقابلہ امریکی ٹینس کھلاڑی جیسیکا پیگولا سے ہوگا۔

پاکستان میں کھیلوں کے ٹیلنٹ کی کمی نہیں بلکہ کھلاڑیوں کو مزید تیار کرنے کی ضرورت ہے، عماد شوکت مرزا

برمنگھم / برطانیہ (یو این پی) راولپنڈی سٹوڈنٹس اولمپک ایسوسی ایشن کے چیئرمین عماد شوکت مرزا نے کہا ہے کہ پاکستان میں کھیلوں کے ٹیلنٹ کی کمی نہیں بلکہ کھلاڑیوں کو مزید تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔

ابرار احمد کے ساتھ دلہن کی تصاویر سامنے آگئیں

تصاویر میں ابرار اور ان کی دلہن آمنہ کو سٹیج پر خوشگوار موڈ میں بیٹھے دکھایا گیا ہے

کراچی (یو این پی) مسٹری سپنر ابرار احمد گزشتہ دنوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ ان کی دلہنیا اور شادی کی مختلف رسومات کی تصاویر بھی سامنے آگئیں۔ پاکستان کرکٹ ٹیم کے نوجوان باصلاحیت کرکٹر ابرار احمد جو اپنی گھومتی گیندوں کے باعث مسٹری اسپنر کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ وہ گزشتہ دنوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ ابرار احمد کے نئی زندگی شروع کرنے کے چند تصاویر میڈیا پر آئیں تاہم ان کے مداحوں کے لیے اچھی خبر ہے کہ قومی کرکٹر کی شادی کی مختلف رسومات کے دلہنیا کی جھلک بھی دکھا دی گئی ہے۔ فوٹو اینڈ ویڈیو شیئرنگ ایپ انسٹاگرام پر شیئر کی گئی

آسٹریلوی فاسٹ باؤلر سپنسر جانسن کی بی بی ایل اور ٹی 20 ورلڈکپ میں شرکت فٹنس سے مشروط

اپنی بحالی کے دوران جانسن ایڈیلیڈ میں فیزیوتھراپی، پیلاٹیس اور تیراکی کے ذریعے اپنی فٹنس پر کام کر رہے ہیں

میلبورن (سی ایم لنکس) آسٹریلیا کیفاسٹ باؤلر سپنسر جانسن کی کرکٹ کیریئر کی اگلی بڑی پیش رفت ان کی ریڑھ کی ہڈی کی سکین رپورٹ پر منحصر ہے، جو ان کی حالیہ انگوٹھے کی ہڈی کی فریکچر سے متعلق ہے۔ جانسن کی صحت کے بارے میں یہ ہونے والے ٹی 20 ورلڈکپ کے لئے آسٹریلیا کی ٹیم میں جگہ بنا سکیں گے۔ کرکٹ ویب سائٹ کے مطابق سپنسر جانسن کو حال ہی میں انڈین پریمیئر لیگ (آئی پی ایل) کے دوران ایک بیک سٹریس فریکچر ہوا تھا، جس کے باعث وہ گزشتہ کچھ مہینوں میں

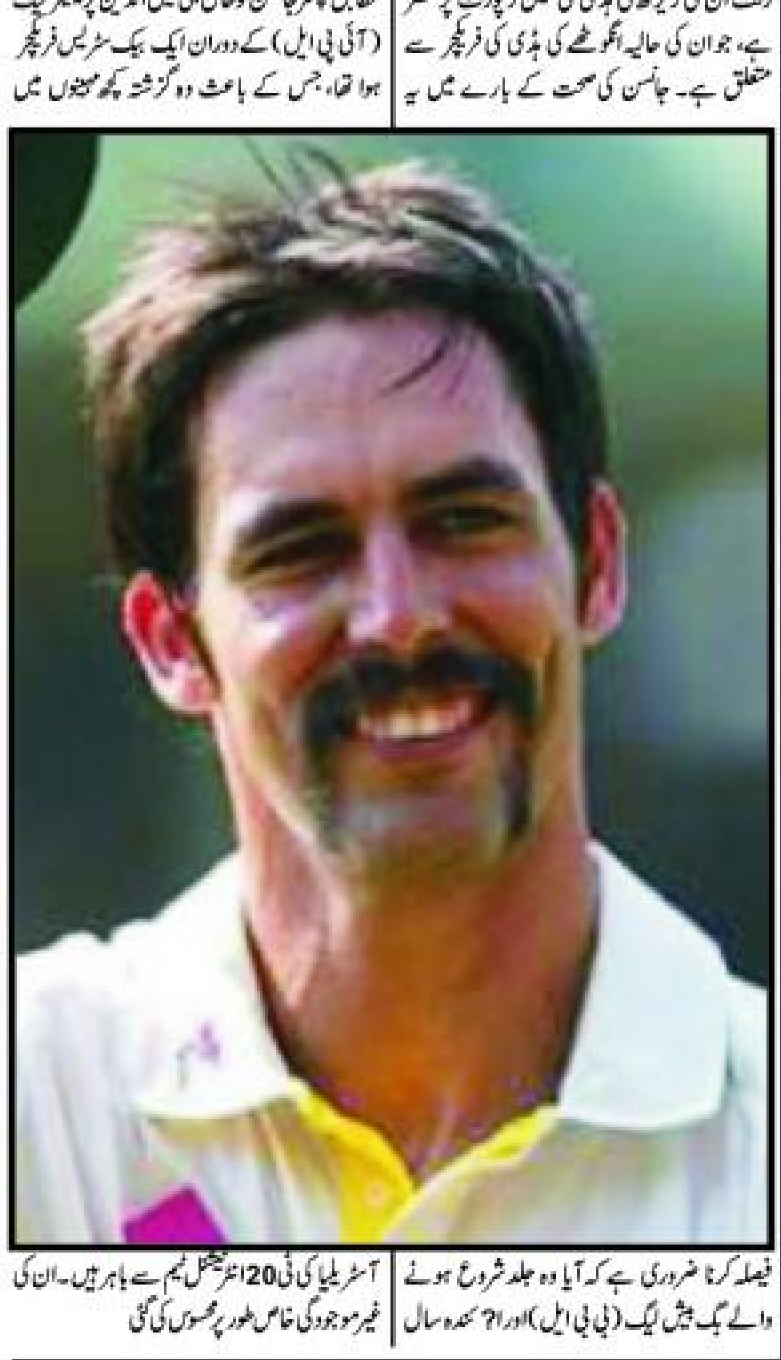

فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ آیا وہ جلد شروع ہونے والے بگ بیش لیگ (بی بی ایل) اور اگلے سال آسٹریلیا کی ٹی 20 انٹرنیشنل ٹیم سے باہر ہیں۔ ان کی غیر موجودگی خاص طور پر محسوس کی گئی

بقیہ 1 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

مفاد میں نہیں، ہمیں اچھے ہمسائے کے طور پر باوقار تعلقات قائم رکھنے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ان علاقوں میں جہاں دہشتگرد چھپتے ہیں مقامی لوگوں کو اس کا علم ہوتا ہے اور اگر وہ خاموش رہیں تو یہ نیم رضامندی سمجھی جائے گی، پاکستان کسی محب وطن شہری کو نقصان نہیں ہونے دے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ بھارت کو جو غلط فہمی یا خوش فہمی تھی وہ دور کردی گئی ہے اور اگر بھارت نے دوبارہ کوئی حرکت کی تو اسے پہلے سے زیادہ منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کے بیانات اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ دوبارہ کوئی ایڈونچر کرسکتا ہے اور اپنی کھوئی ہوئی عزت بحال کرنے کے لیے خطرہ مول لے گا۔ یاد رہے کہ حالیہ دنوں میں بھارت کی عسکری قیادت اور وزیر دفاع کی جانب سے پاکستان کے خلاف سخت بیانات سامنے آئے تھے جن میں پاکستان سے دہشتگردی کی حمایت بند کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا تھا۔ دوسری جانب بھارت نے افغانستان میں اپنا سفارتخانہ دوبارہ کھولنے کا بھی اعلان کیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ افغان طالبان کا جھکاؤ بھارت کی جانب بڑھتا چلا جارہا ہے۔

بقیہ 2 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

سامنے آگیا۔ بشریٰ بی بی کا کہنا ہے کہ بلغاری جیولری سیٹ رولز کے مطابق ادائیگی کرکے اپنے پاس رکھا، انعام اللہ شاہ کو کم قیمت لگانے کا نہیں کہا، پردہ نشین خاتون ہوں کبھی کسی سیاسی سرگرمی میں حصہ نہیں لیا۔ انہوں نے کہا کہ ہائیکورٹ نے آرڈر میں لکھا ایف آئی اے کے پاس کیس کرنے کا کوئی اختیار نہیں، ایک ہی جرم پر بار بار سزا نہیں دی جا سکتی۔ بانی پی ٹی آئی نے کہا ایف آئی اے کو ممنوعہ فنڈنگ کیس، سائفر سے کچھ نہیں ملا تو اب یہ کیس بنا دیا

بقیہ 3 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ہوئے کہا کہ ماضی میں ایسے لوگوں کو یہ انعام دیا گیا جنہوں نے امن کے لیے کوئی ٹھوس کام نہیں کیا جس سے اس باوقار انعام کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ ایک ویڈیو بیان میں پیوٹن نے موجودہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی پیچیدہ بین الاقوامی بحرانوں کو حل کرنے کی "مخلصانہ کوششوں" کو سراہا۔ صدر پیوٹن نے کہا کہ یہ فیصلہ کرنا میرا کام نہیں کہ نوبل انعام کسے ملنا چاہیے۔ لیکن میرے خیال میں ماضی میں ایسے واقعات ہوئے ہیں جب کمیٹی نے یہ انعام ایسے لوگوں کو دیا جنہوں نے امن کے لیے کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان فیصلوں نے نوبل انعام کی اہمیت کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ انہوں نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ ایک شخص آیا، اچھا یا برا، اور ایک یا دو مہینے کے اندر ہی اسے انعام دے دیا گیا، آخر کس لیے؟ اس نے تو حقیقت میں کچھ کیا ہی نہیں تھا۔ صدر پیوٹن کے مطابق ان فیصلوں کی وجہ سے نوبل انعام کی اتھارٹی بڑی حد تک ختم ہوگئی ہے۔ امریکی صدر کو انعام نہ دیے جانے کے حوالے سے صدر پیوٹن نے محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس بات کا فیصلہ نہیں کرسکتے کہ امریکی صدر اس کے مستحق ہیں یا نہیں۔ تاہم انہوں نے امریکی صدر کی امن کوششوں کی تعریف کی۔ صدر پیوٹن نے کہا کہ وہ (صدر ٹرمپ) واقعی دہائیوں پرانے پیچیدہ بحرانوں کو حل کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے خاص طور پر یوکرین بحران کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یوکرین کے بحران کے حوالے سے وہ مخلصانہ طور پر اس کے حل کے لیے کوشاں ہیں۔ روسی صدر نے مزید کہا کہ کچھ معاملات میں کامیابی ملی ہے اور کچھ میں نہیں لیکن امریکی صدر یقینی طور پر امن کے حصول اور پیچیدہ بین الاقوامی مسائل کو حل کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں۔

بقیہ 4 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

دہشت گردوں اور ان کے سہولت کاروں کا خاتمہ ملکی سلامتی اور استحکام کے لیے ناگزیر ہے۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے ڈیرہ اسماعیل خان پولیس ٹریننگ کالج پر فتنہ الہندوستان خوارج کے دہشت گرد حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے یہاں جاری ایک مذمتی بیان میں انہوں نے کہا کہ دہشت گردوں نے ایک بار پھر اپنی بزدلانہ کارروائی سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ انسانیت، امن اور ملک دشمن ایجنڈے کے پیروکار ہیں وزیر اعلیٰ بلوچستان نے پولیس فورس کی بہادری اور جرات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ پولیس کے جوانوں نے دلیری سے دہشت گردوں کا مقابلہ کرتے ہوئے انہیں جہنم واصل کیا ان کے اس جرات مندانہ اقدام سے ایک بڑے سانحے کو ٹال دیا گیا انہوں نے کہا کہ بہادر پولیس اہلکاروں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے اپنے دیگر ساتھیوں کو محفوظ بنایا، جوان کی بہادری، عزم اور وطن سے وفاداری کی روشن مثال ہے وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے شہید اہلکاروں کے لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پوری قوم اپنے ان غیور سپوتوں کی قربانیوں پر فخر کرتی ہے انہوں نے زخمی اہلکاروں کی جلد صحت یابی کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار بھی کیا وزیر اعلیٰ نے واضح کیا کہ دہشت گردوں اور ان کے سہولت کاروں کا خاتمہ ملکی سلامتی کے لیے ناگزیر ہے۔ پاکستان کے دشمنوں کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں قوم اور سیکیورٹی فورسز کا عزم پہلے سے زیادہ مضبوط ہے اور دہشت گردی کے مکمل خاتمے تک یہ جنگ جاری رہے گی۔

بقیہ 5 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ملاقات کی۔ ملاقات میں ملکی سیاسی صورتحال کے ساتھ ساتھ فلسطین کے مسئلے اور مسلم امہ کے مشترکہ موقف پر بھی تفصیلی گفتگو کی گئی۔ ہفتہ کو گورنر آفس سے جاری بیان کے مطابق گورنر فیصل کریم کنڈی نے مظلوم فلسطینیوں کے حق اور اسرائیلی جارحیت کے خلاف سابق سینیٹر مشتاق احمد خان کے موثر اور بھرپور آواز اٹھانے کے کردار کو سراہا اور کہا کہ وہ بین الاقوامی فورمز پر امت مسلمہ کے جذبات کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینی عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی پوری قوم کا متفقہ موقف ہے اور پاکستان کے عوام فلسطین کے ساتھ کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل کا کردار انتہائی ظالمانہ اور ناقابل برداشت ہے۔ ملاقات میں خطے کی مجموعی صورتحال اور عالمی سطح پر مسلم امہ کے اتحاد و یکجہتی کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا۔

بقیہ 6 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

مری نے کہا ہے کہ پاکستان کو بڑھتی ہوئی شدت پسندی کے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے قومی اتحاد اور سیاسی عزم کی ضرورت ہے۔ جاری بیان میں شازیہ مری نے کہا کہ ہم نے شہید محترمہ بینظیر بھٹو کو دہشت گردی کے ہاتھوں کھو دیا، چیئرمین پی پی پی بلاول بھٹو زرداری نے ہمیشہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف واضح اور جرت مندانہ موقف اپنایا ہے، کوئی ملک اپنے علاقے کو اپنے ہمسایوں کے خلاف تشدد کے لیے استعمال نہیں ہونے دے سکتا۔ شازیہ مری نے کہا کہ چیئرمین بلاول بھٹو نے

ہمیشہ نیشنل ایکشن پلان پر مکمل عمل درآمد کو یقینی بنانے پر زور دیا، افسوس کہ خیبرپختونخوا میں غفلت اور ناقص حکمرانی نے شدت پسند اور مجرمانہ نیٹ ورک کو دوبارہ ابھارنے کی اجازت دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ادارے بروقت کارروائی نہیں کرتے، تو انتہا پسند ان خلا کا فائدہ اٹھا کر خوف اور افراتفری پھیلاتے ہیں، پاکستان کو اپنے شہریوں کے تحفظ اور سرحدوں میں امن قائم رکھنے کا ہر حق حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کو بڑھتی ہوئی شدت پسندی کے خطرے کا مقابلہ کرنے کیلئے قومی اتحاد اور سیاسی عزم کی ضرورت ہے۔

بقیہ 7 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کہا کہ جمہوری نظام میں ایک دوسرے کے مینڈیٹ کو تسلیم کرنا ہی بہترین راستہ ہے۔ 2018 میں ہمارے مینڈیٹ کو چرایا گیا۔ جبکہ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ پی ٹی آئی پارٹی کے اندر کون سا فیصلہ کرتی ہے۔ اختیار ولی خان نے کہا کہ علی امین گنڈاپور کو 3 خواتین کی سفارش پر ہٹایا گیا۔ اور اس کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے جس کو 3 خواتین کی سفارش پر وزیراعلیٰ کے عہدے سے ہٹایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بانی پی ٹی آئی سہیل آفریدی کو جانتے تک نہیں ہیں

بقیہ 8 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

دل کا پرانا والو ناکارہ ہو چکا ہے اور وہ فوری آئی سی یو علاج کے منتظر ہیں مگر بھارتی حکام انہیں علاج کی سہولت نہیں دے رہے۔ ان کے مطابق یاسین ملک کے میٹلک ہارٹ والو جو 1990 میں لگایا گیا تھا اب مکمل طور پر ناکارہ ہو چکا ہے، خوراک میں زہر ملانے کی اطلاعات ہیں اور سب کچھ اس جانب اشارہ کر رہا ہے کہ اگر دنیا نے خاموشی اختیار کی تو بہت دیر ہو جائے گی۔ مشعال ملک کا کہنا تھا کہ یہ صرف ایک شخص کی نہیں بلکہ انسانیت اور انصاف کی جنگ ہے، عالمی ادارے، انسانی حقوق کے علمبردار اور میڈیکل تنظیمیں یاسین ملک کے فوری علاج کے لیے کردار ادا کریں۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر یاسین ملک کو کچھ ہوا تو پورا خطہ عدم استحکام کی لپیٹ میں آ سکتا ہے، کشمیر، پاکستان اور دنیا بھر میں احتجاج اور دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے لیکن وقت کم اور عمل فوری درکار ہے۔

بقیہ 9 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کا کراچی میں اجلاس ہوا، اجلاس میں فیصلہ کیا کہ پیپلزپارٹی دیگر جماعتوں کے ارکان سے مل کر وزارت عظمیٰ کیلئے اپنا امیدوار لائے گی، سردار یعقوب پیپلزپارٹی کی طرف سے امیدوار ہوں گے۔ ذرائع کے مطابق حتمی فیصلہ ن لیگ اور پیپلزپارٹی کی قیادت مل کر کرے گی، فریال تالپور کی زیرصدارت اجلاس میں پیپلزپارٹی آزاد کشمیر کے پارلیمانی ارکان شریک ہوئے۔

بقیہ 10 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

زائد کی لیوریج پوزیشنز ختم ہو گئیں، معروف مالیاتی ادارے بلومبرگ کے مطابق یہ حالیہ برسوں میں سب سے بڑی کرپٹو لیکویڈیشنز میں سے ایک ہے، ڈونلڈ ٹرمپ کے چین پر 100 فیصد درآمدی ٹیرف عائد کرنے کے اچانک اعلان کے صرف ایک گھنٹے بعد ہی 7 ارب ڈالر مالیت کی پوزیشنز ختم ہو گئیں، جس کے نتیجے میں مارکیٹ میں زبردست غیر یقینی صورتحال پیدا ہوگئی۔ بیٹ کوائن کی قدر میں تیزی سے کمی دیکھی گئی، جس کے ساتھ ہی ایتھریم، ایکس آر پی، بی این بی اور سولانا سمیت دیگر بڑے کرپٹو ٹوکنز بھی مندی کی لپیٹ میں آگئے۔ مجموعی طور پر 1.6 ملین سے زائد ٹریڈرز اپنی پوزیشنز سے محروم ہوگئے، جسے تجزیہ کار "کرپٹو ہسٹری کے بڑے ماس سیل آف ایونٹس" میں شمار کر رہے ہیں۔ مارکیٹ ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ واضح کرتا ہے کہ عالمی سیاست اور معاشی پالیسیوں میں کسی بھی بڑے فیصلے سے ڈیجیٹل اثاثہ مارکیٹس کس حد تک متاثر ہوسکتی ہیں، امریکی پالیسی میں کسی بھی اچانک تبدیلی سے سرمایہ کاروں کا اعتماد متزلزل ہو سکتا ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق اگر غیر یقینی صورتحال اور تجارتی تناؤ جاری رہا تو نئے سرمایہ کاروں میں عدم اعتماد مزید بڑھ سکتا ہے جو مارکیٹ میں مزید مندی کا باعث بن سکتا ہے۔

بقیہ 11 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

مطابق پاکستان میں 24 قیراط فی تولہ سونا 2100 روپے مہنگا ہوکر 422700 روپے کا ہو گیا۔ اس کے علاوہ دس گرام سونے کے بھاؤ 1800 روپے بڑھ کر 362397 روپے ہو گئے، چاندی کی فی تولہ قیمت 5100 روپے کی ریکارڈ سطح پر برقرار رہی دوسری جانب انٹرنیشنل گولڈ مارکیٹ میں فی اونس سونا 21 ڈالر مہنگا ہوکر 4016 ڈالر کا ہو گیا۔

بقیہ 12 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

لیے واقعات، خاص طور پر غزہ اور فلسطین کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا۔ ترجمان دفتر خارجہ کی جانب سے جاری بیان کے مطابق انہوں نے خطے میں امن و استحکام کو فروغ دینے کے لیے مسلم ممالک کی مشترکہ کوششوں کے ساتھ ساتھ مصر کے تفریحی مقام شرم الشیخ میں ہونے والے اگلے سربراہی اجلاس پر بھی خیالات کا تبادلہ کیا۔

بقیہ 13 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

استعفے میں دو واضح قانونی خامیاں موجود ہیں اور یہ آئینی تقاضوں کے مطابق نہیں ہیں۔ نجی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے سینیٹر کامران مرتضیٰ نے انکشاف کیا کہ علی امین گنڈاپور کا استعفیٰ دراصل غائب ہے اور جو استعفیٰ سامنے آیا ہے وہ قانونی معیار پر پورا نہیں اترتا۔ انہوں نے کہا کہ قانون کے مطابق استعفیٰ ہاتھ سے لکھا جانا ضروری ہے، جبکہ علی امین گنڈاپور کا استعفیٰ ٹائپ کیا گیا ہے، اس لیے اسے قانونی استعفیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جے یو آئی کے سینیٹر نے مزید کہا کہ استعفے میں بانی پی ٹی آئی کی ہدایت کا ذکر کیا گیا ہے، جبکہ بانی پی ٹی آئی اس وقت پارٹی کے سربراہ ہی نہیں ہیں، لہٰذا ان کی ہدایت کا کوئی آئینی جواز نہیں بنتا۔ انہوں نے کہا کہ علی امین گنڈاپور کو کم از کم خیبرپختونخوا کے عوام کو بے وقوف نہیں بنانا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے باضابطہ طور پر وزارت اعلیٰ سے استعفیٰ دیا ہی نہیں۔ سینیٹر کامران مرتضیٰ نے کہا کہ اب فیصلہ پی ٹی آئی کے آزاد ارکان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ صوبے اور ملک کے ساتھ کھڑے ہوں گے یا سہیل آفریدی کے ساتھ۔ اگر کرپشن کے خاتمے اور امن و امان کی بحالی میں کامیابی حاصل ہوئی تو جے یو آئی صوبے میں حکومت بنانے کے لیے تیار ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سہیل آفریدی گنڈاپور سے دو ہاتھ آگے ہیں، جبکہ علی امین گنڈاپور دوہری پالیسی پر عمل کر رہے تھے۔ کے پی میں حکومت بنانا مشکل نہیں، اسے چلانا اصل چیلنج ہے۔

بقیہ 14 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

پر خوارج دہشت گردوں کے حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ انہوں نے بہادری سے دہشت گردوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرنے والے سات پولیس اہلکاروں کو خراج عقیدت پیش کیا اور لواحقین سے دلی ہمدردی و

تعزیت کا اظہار کیا۔ صوبائی وزیر نے کہا کہ پولیس فورسز نے ملک میں قیام امن کے لیے جو قربانیاں دی ہیں، وہ ناقابل فراموش ہیں۔ حاجی نور محمد دمڑ نے کہا کہ خیبرپختونخوا پولیس نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر قوم کا سر فخر سے بلند کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردوں اور ان کے سہولت کاروں کا خاتمہ ملکی سلامتی کے لیے ناگزیر ہے، جبکہ پوری قوم، حکومت اور سیکیورٹی فورسز ایک پیج پر ہیں اور مل کر اندرونی و بیرونی دہشت گردوں کا صفایا کریں گے۔

بقیہ 15 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

میں منعقدہ تقریب سے خطاب کے دوران کہا کہ تعلیمی معیار کی بہتری کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے جائیں گے اس موقع پر انہوں نے کنٹریکٹ اساتذہ فیز 3 کے تحت بھرتی ہونے والے 75 نئے میل فیمیل اساتذہ میں تقرری کے آرڈر تقسیم کیے اس موقع پر ڈسٹرکٹ وائس چیئرمین میر اسفندیار خان یار محمد زئی، ڈی او ای جاگی صدر الدین بنگی سمیت دیگر معززین بھی موجود تھے سابقہ صوبائی مشیر میر اعجاز خان سنجرانی نے امید ظاہر کی کہ نئے اساتذہ کی تقرری سے ضلع چاغی میں اساتذہ کی کمی کا مسئلہ کسی حد تک حل ہو سکے گا اور بند اسکولز کو کھولنے میں مدد ملے گی ضلع چاغی میں 90 سے زائد بند پڑے ہوئے اسکولز کو کھولنے کے لیے اپنا کردار ادا کیا اور دور دراز کے علاقوں میں ٹیچرز تعینات کر دیئے گئے ہیں تعلیم اور صحت کے مسائل کا حل اولین ترجیحات میں شامل ہے انہوں نے کہا کہ سابقہ چیئرمین سینٹ و ایم پی اے چاغی حاجی محمد صادق سنجرانی کے وژن کے مطابق تعلیمی معیار کی بہتری کے لیے انقلابی اقدامات اٹھائے جارہے ہیں اور اپنی دور میں تین سو سے زیادہ لیچرز میرٹ پر بھرتی کیے گئے اساتذہ اپنے فرائض پوری ایمانداری اور لگن سے سرانجام دیں میر اعجاز خان سنجرانی نے کہا کہ قوموں کی ترقی و خوشحالی تعلیم و شعور سے وابستہ ہے ضلع چاغی سے تعلیمی پسماندگی کے خاتمے کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے جائیں گے تقریب سے ڈی او ای چاغی صدر الدین بنگی ہیڈ ماسٹر عمران خان سنجرانی سینئر ٹیچر عطاء اللہ حسنی شہریار خان بلوچ اور دیگر نے بھی خطاب کیا قبل ازیں سابقہ صوبائی مشیر میر اعجاز خان سنجرانی کا بوائز ہائی اسکول پہنچنے پر اسکول کے اسکاؤٹس نے ان کا پرتپاک استقبال کیا اور انھیں سلامی پیش کی چاغی کی علاقے کی سیاسی و قبائلی معتبرین خان پینل اور بلوچستان عوامی پارٹی کے عہدیداران اور بلدیاتی کونسلران بھی ان کے ہمراہ موجود تھے نئے بھرتی ہونے والے اساتذہ نے تقرری کے آرڈرز ملنے پر مسرت کا اظہار کیا اور سابقہ چیئرمین سینٹ و ایم پی اے چاغی حاجی محمد صادق سنجرانی سابقہ صوبائی مشیر میر اعجاز خان سنجرانی اور ضلعی محکمہ تعلیم کے آفیسران کا شکریہ ادا کیا۔

بقیہ 16 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

لرزنے لگے ضلع بھر میں محسوس کیے گئے، شہری کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے گھروں سے باہر نکل آئے۔ زلزلہ پیما مرکز کے مطابق زلزلے کی شدت 5 اعشاریہ صفر ریکارڈ کی گئی جب کہ گہرائی 20 کلومیٹر تھی۔ زلزلے کا مرکز لیہ کے مشرق میں 50 کلومیٹر دور بتایا جارہا ہے۔

بقیہ 17 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

نے جوہری ہتھیاروں کے لیس پڑوسیوں کے درمیان تعلقات کی بحالی میں رکاوٹوں اور ممکنہ راستوں پر روشنی ڈالی۔ تقریب میں دانشوروں اور ماہرین نے شرکت کی۔ ایک آزاد تھنک ٹینک کے طور پر، CASS قومی سلامتی میں دلچسپی رکھنے والے ماہرین اور پالیسی سازوں کے لیے تعلیمی تقریبات کا اہتمام کرتا رہتا ہے۔ CASS کے ڈائریکٹر ائیر کموڈور رضا حیدر (ریٹائرڈ) نے سیشن کے میزبان کی حیثیت سے CASS کی نئی سیریز "تعمیر مزید" "مصنف کی گفتگو" کو متعارف کرایا۔ اپنے ابتدائی کلمات میں انہوں نے دو اہم سوالات اٹھائے: قیادت کی کوششوں کے باوجود پاکستان اور بھارت کے تعلقات کیوں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور انکا مستقبل غیریقینی کیوں نظر آتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مصنف کا وسیع سفارتی تجربہ اور تحقیق ایک بصیرت انگیز بحث کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرے گی۔ تقریب کے کلیدی مقرر اور کتاب کے مصنف، سفیر اعزاز احمد چوہدری (ریٹائرڈ)، نے پاکستان اور بھارت کے درمیان خراب تعلقات کی پانچ بنیادی وجوہات کی نشاندہی کی: (1) تاریخی عدم اعتماد، (2) تقسیم کے بعد ابھرنے والے علاقائی تنازعات بشمول جموں و کشمیر وغیرہ، (3) پوسٹ 11/9 کے دور میں بھارت کی طرف سے سرحد پار دہشت گردی کے بیانیے کا استحصال اور اس کی تشہیر، اور (4) ہندو نظریے کے تحت بھارت کی بالادستی کی خواہشات۔ غیر یقینی مستقبل کے حوالے سے انہوں نے پاکستان کے لیے چار ضروری اقدامات پر زور دیا: (1) اسٹریٹجک سطح پر بغیر بات چیت کے لیے دروازہ کھلا رکھنا، (2) کسی بھی مہم جوئی کے خلاف فوجی تیاری کو برقرار رکھنا، (3) روایتی سے ایک جامع سلامتی کی حکمت عملی کی طرف منتقلی، اور (4) سفارتکاری کے ذریعے پاکستان کے نقطہ نظر کو فعال طور پر فروغ دینا۔ سیشن کے اختتام پر، صدر CASS ائیر مارشل جاوید احمد (ریٹائرڈ) نے روشنی ڈالی کہ زیر بحث کتاب نے پاکستان اور بھارت کے درمیان مئی 2025 کے فوجی تصادم کے نتیجے میں اور بھی زیادہ اہمیت حاصل کر لی ہے۔ انہوں نے پاکستان کے بیانیے کو زیادہ موثر اور یقین کے ساتھ بیان کرنے اور اسے فروغ دینے کی اہمیت پر زور دیا، خاص طور پر 2019 اور مئی 2025 دونوں تنازعات میں بھارت کے پروپیگنڈے کا مقابلہ کرنے کے لیے۔

بقیہ 18 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

انتظامی مسائل کی وجہ سے نجی ایئرلائن کی ملک بھر کی 6 پروازیں منسوخ اور 69 تاخیر کا شکار ہیں، نجی ایئرلائن کی کراچی سے گوادر، ملتان، سکردو کی 5 جبکہ اسلام آباد سے دبئی کی ایک پرواز منسوخ کردی گئی ہے۔ فلائٹ شیڈول کے مطابق نجی ایئر لائن کی اسلام آباد کی 28 پروازوں میں ایک سے 20 گھنٹے تک تاخیر ہوئی ہے، اسلام آباد سے ریاض کی نجی ایئرلائن کی پرواز 20 گھنٹے تاخیر سے روانہ ہوئی ہے، کوئٹہ سے اسلام آباد کی قومی ایئر لائن کی 2 پروازوں میں 7 گھنٹے کی تاخیر ہوئی ہے۔

بقیہ 19 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

، تین سو اکسٹھ گھروں میں اسپرے اور دو سو ستر مقامات پر فوگنگ کی گئی۔ ضلعی انتظامیہ کے مطابق گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران اسلام آباد کے دیہی علاقوں سے چودہ اور شہری علاقوں سے ڈینگی کے بارہ مریض سامنے آئے۔ متاثرہ افراد میں سے 17 کو اسپتالوں میں داخل کیا گیا۔ شہر بھر میں ڈینگی کے پھیلاؤ پر قابو پانے کے لیے مؤثر کارروائیاں بھی جاری ہیں۔ اب تک انسداد ڈینگی ٹیمز کی جانب سے شہر بھر میں اکیس ہزار سینتیس مقامات کی چیکنگ مکمل ہو چکی۔ تین سو اکسٹھ گھروں میں اسپرے اور دو سو ستر مقامات پر فوگنگ کی گئی۔ ضلعی انتظامیہ نے تمام یونین کونسلو میں انسداد ڈینگی

کارروائیاں یقینی بنانے کی ہدایت کی ہے۔ واضح کیا کہ ڈینگی ایس او پیز کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

بقیہ 20 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

سامنے آگیا۔ بشریٰ بی بی کا کہنا ہے کہ بلغاری جیولری سیٹ رولز کے مطابق ادائیگی کرکے اپنے پاس رکھا، انعام اللہ شاہ کو کم قیمت لگانے کا نہیں کہا، پردہ نشین خاتون ہوں کبھی کسی سیاسی سرگرمی میں حصہ نہیں لیا۔ انہوں نے کہا کہ ہائیکورٹ نے آرڈر میں لکھا ایف آئی اے کے پاس کیس کرنے کا کوئی اختیار نہیں، ایک ہی جرم پر بار بار سزا نہیں دی جا سکتی۔ بانی پی ٹی آئی نے کہا ایف آئی اے کو ممنوعہ فنڈنگ کیس، سائفر سے کچھ نہیں ملا تو اب یہ کیس بنا دیا

بقیہ 21 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ایس پی اوستہ محمد غلام حسین باجوئی کی ہدایات اور ڈی ایس پی سرکل اوستہ محمد داد کھو کی نگرانی میں انچارج 15 مددگار اوستہ محمد حاجی خان لاشاری، قائم مقام ایس ایچ او پولیس تھانہ سٹی اوستہ محمد صادق علی جھنگر اور اے ایس آئی شہزادہ خان جمالی نے کی گرفتار ملزم اعجاز ولد نظر حسین قوم قمبرانی ساکن امان اللہ کالونی اوستہ محمد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ پولیس نے کہا ہے کہ جرائم پیشہ عناصر کے خلاف بلاامتیاز کارروائیاں جاری رہیں گی اور عوام کو یقین دہانی کرائی کہ امن و امان کی صورتحال میں بہتری لانے کے لیے سخت اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

بقیہ 22 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

خونی پرچم کے نام پر دنیا کو دوزخ بنا دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ غزہ میں جاری تباہی و بربادی نے ثابت کر دیا کہ یورپی حکمرانوں کے باوجود ان کے عوام نے زبردست انسان دوستی کا مظاہرہ کیا۔ یورپ کے تقریباً ہر ملک میں لاکھوں افراد نے غزہ کے مظلوموں کے حق میں احتجاج کیا اور ظلم کے خلاف آواز بلند کی۔ سابق سینیٹر طاہر بزنجو نے کہا کہ سچ یہ ہے کہ علم، بصیرت اور حکمت کے ساتھ ساتھ یورپی عوام انسان دوستی اور اخلاقی اعتبار سے ہم سے بہت آگے ہیں۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ کیا کبھی ریاستوں کا چہرہ انسان دوست بنے گا؟ اور کہا کہ جب تک حکمران طبقے انسانیت کو اپنی ترجیح نہیں بناتے، دنیا میں امن اور انصاف کا قیام ممکن نہیں۔

بقیہ 23 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

دورہ کیا۔ بھارتی میڈیا کے مطابق افغان وزیر خارجہ کی آمد پر سکیورٹی کے سخت انتظامات کیے گئے تھے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق افغان وزیر خارجہ کے استقبال کے موقع پر طلبا سمیت لوگوں کی بڑی تعداد جمع ہوگئی جس کے باعث بدنظمی دیکھنے میں آئی اور افغان وزیر خارجہ کے حفاظتی حصار کی خلاف ورزی پر پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ افغان وزیر خارجہ نے دارالعلوم کے مہتمم مفتی ابوالقاسم نعمانی اور جمعیت علما ہند (الف) کے صدر مولانا ارشد مدنی سمیت دیگر علما سے ملاقاتیں کیں۔ امیر خان متقی کو مفتی ابوالقاسم نعمانی نے حدیث کی سند بھی عطا کی۔ بھارتی میڈیا کے مطابق دارالعلوم دیوبند میں اس وقت صرف 15 افغان طلبا زیر تعلیم ہیں۔

بقیہ 24 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ناظم الامور نتالی بیکر نے ملاقات کی جس میں دوطرفہ تعلقات، ڈیجیٹل میڈیا شراکت داری، دہشت گردی کے خلاف تعاون اور سیاحت کے فروغ سے متعلق امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ امریکی ناظم الامور نے کہا کہ پاکستان کی معیشت استحکام اور ترقی کی سمت بڑھ رہی ہے جبکہ دہشت گردی کے خلاف پاکستان کے صف اول کے کردار کی تعریف کرتے ہیں۔ وزیر اطلاعات عطا اللہ تارڑ نے کہا کہ پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف بے شمار قربانیاں دی ہیں جو دنیا کے امن کے لیے سنگ میل ثابت ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان قدرتی حسن، ثقافتی تنوع اور تاریخی ورثے سے مالا مال ملک ہے اور حکومت سیاحت کے فروغ کے لیے ٹھوس اقدامات کر رہی ہے تاکہ معاشی سرگرمیوں میں اضافہ ہو۔ عطا اللہ تارڑ نے بتایا کہ صحافیوں کی فلاح و بہبود کے لیے قانون سازی جاری ہے جس پر امریکی ناظم الامور نے صحافیوں کے تحفظ کے اقدامات کو سراہا۔

بقیہ 25 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ئشہ صدیقہ نے تاریخ رقم کر دی۔ وہ ایشیا و اوشیانا ریجن کی ٹرسٹی منتخب ہوئیں اور انہیں فیگو ویمن ایوارڈ 2025 سے بھی نوازا گیا یہ ایوارڈ ان خواتین کو دیا جاتا ہے جنہوں نے زچگی و امراض نسواں کے شعبے میں عالمی سطح پر نمایاں خدمات انجام دی ہوں پروفیسر ڈاکٹر عائشہ صدیقہ ماضی میں کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز پاکستان (CPSP) میں شعبہ زچگی و امراض نسواں کی سربراہ اور نائب صدر رہ چکی ہیں، اور اس وقت CPSP کی کونسلر اور سوسائٹی آف آبسٹیٹریشینز اینڈ گائناکولوجسٹس آف پاکستان (SOGP) کی صدر ہیں۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں صدر پاکستان انہیں صدارتی تمغۂ حسن کارکردگی (2022) سے نواز چکے ہیں، جبکہ رواں سال برطانیہ کے رائل کالج آف آبسٹیٹریشینز اینڈ گائناکولوجسٹس (RCOG) نے انہیں اعزازی فیلوشپ (FRCOG) عطا کی — جو اس شعبے کا ایک اعلیٰ ترین عالمی اعزاز ہے۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ کسی پاکستانی ماہر امراض نسواں کو فیگو جیسے عالمی ادارے میں اس بلند ترین عہدے کے لیے منتخب کیا گیا۔ ڈاکٹر عائشہ صدیقہ کا تعلق بلوچستان کے ضلع قلعہ عبداللہ کے بادیزئی قبیلے سے ہے اور ان کی یہ شاندار کامیابی نہ صرف بلوچستان بلکہ پورے پاکستان کے لیے باعث فخر ہے۔ اپنی علمی، پیشہ ورانہ اور عالمی خدمات کے ذریعے انہوں نے پاکستان کا نام بین الاقوامی سطح پر روشن کیا ہے۔

بقیہ 26 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

۔ سیکیورٹی فورسز نے دہشت گردوں کے عزائم ناکام بناتے ہوئے 5 حملہ آوروں کو واصل جہنم کر دیا، جن میں ایک خودکش بمبار بھی شامل تھا۔ جوابی کارروائی کے دوران پولیس کے 7 اہلکار شہید ہو گئے۔ پولیس حکام کے مطابق آپریشن رات گئے مکمل کیا گیا جس میں پولیس اور دیگر سیکیورٹی اداروں نے مشترکہ طور پر حصہ لیا۔ ڈی پی او ڈیرہ اسماعیل خان کے مطابق جوابی فائرنگ کے نتیجے میں فتنہ الخوارج سے تعلق رکھنے والے 5 دہشتگرد ہلاک ہوگئے جبکہ حملے کی کوشش ناکام بنا دی گئی۔ واقعے کے فوراً بعد علاقے کو گھیرے میں لے لیا گیا اور سرچ آپریشن شروع کر دیا گیا تاکہ کسی ممکنہ سہولت کار یا مزید دہشتگردوں کی موجودگی کا سراغ لگایا جاسکے۔ ڈی پی او کا کہنا ہے کہ ہلاک دہشتگردوں کے قبضے سے بھاری مقدار میں اسلحہ، گولہ بارود اور دستی بم برآمد ہوئے ہیں۔ سیکیورٹی فورسز نے ٹریننگ سینٹر اور اطراف کے علاقوں کو کلیئر قرار دے دیا ہے۔ پولیس حکام کے مطابق علاقے میں امن و امان کی صورتحال مکمل طور پر قابو میں ہے اعلیٰ حکام نے پولیس کی بروقت کارروائی کو سراہا ہے۔ ڈیرہ

اسماعیل خان پولیس ٹریننگ سینٹر پر حملے میں شہید ہونے والے اہلکاروں کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی، وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا علی امین گنڈاپور سمیت دیگر حکام نے نماز جنازہ میں شرکت کی، اس موقع پر وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا نے شہید اہلکاروں کیلواحقین کیلئے ایک کروڑ روپے مالی امداد کا اعلان کیا۔ وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا علی امین گنڈاپور نے زخمی اہلکاروں کیلئے 50 لاکھ روپے کے انعام اور آپریشن میں بہادری کا مظاہرہ کرنے والے جوانوں کیلئے 10،10 لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا، ان کا کہنا تھا کہ پولیس اہلکاروں کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔

بقیہ 27 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ہوتا ہے، ایسے شخص کو وزیر اعلیٰ بننے سے روکنا ہمارا فرض ہے، دہشتگردوں کے خاتمے کے لیے سیاسی حمایت کی ضرورت ہوتی ہے، صوبائی حکومت اگر دہشتگردوں کی سہولت کار ہو تو یہ مقدس فریضہ سرانجام نہیں دیا جاسکتا، وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز نے اپنی کارکردگی پر اٹھنے سوالوں کا جواب دے کر فرض ادا کیا ہے۔ نجی ٹی وی کے مطابق پرویز رشید نے کہا کہ پی ٹی آئی ایسا وزیر اعلیٰ چن کر لائی جو پاکستان پر حملہ آور ہوتا ہے، ایسے شخص کو وزیر اعلیٰ بننے سے روکنا ہمارا فرض ہے، اس شخص کو وزیر اعلیٰ بننے سے روکنے کے لیے سیاسی، جمہوری اور آئینی اختیارات کا استعمال کیا جائے، اس جیسے کسی شخص کو خیبر پختونخوا میں حکومت میں نہ آنے دیں جو دہشتگردی کے خلاف جنگ میں دہشت گردوں کا ساتھ دے۔ شہداء کی فیملیز کو کیا جواب دیں گے؟ تمام جمہوری جماعتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ اس فتنے کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں ایک انٹرویو میں پرویز رشید نے کہا کہ وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز نے اپنی کارکردگی پر اٹھنے سوالوں کا جواب دے کر فرض ادا کیا ہے، (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان کوئی تنازع نہیں، صرف کارکردگی کی بنیاد پر مکالمہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کے منصوبوں کی تشہیر عوامی آگاہی کے لیے ضروری ہوتی ہے تاکہ عوام کو معلوم ہو کہ ان کے فائدے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں۔ اگر حکومت عوام کی سہولت کے لیے کوئی منصوبہ بناتی ہے اور اس کی اطلاع عوام تک نہیں پہنچتی تو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ سینیٹر پرویز رشید نے کہا کہ مریم نواز نے بطور وزیر اعلیٰ پنجاب ایک نئی پالیسی متعارف کروائی کہ مریضوں کو دوائیاں گھروں تک پہنچائی جائیں گی جبکہ اس سے پہلے مریض اسپتالوں میں لائنوں میں لگ کر دوائیاں حاصل کرتے تھے اب اگر اس پالیسی کی تشہیر نہ ہوتی تو عوام کو کیسے معلوم ہوگا کہ انہیں یہ سہولت فراہم کردی گئی ہے؟ تشہیر صرف حکومت کی کارکردگی دکھانے کے لیے نہیں بلکہ عوامی فلاح کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس سے نہ صرف عوام کو فائدہ ہوتا ہے بلکہ اگر پالیسی پر عملدرآمد میں کوئی کمی یا خامی رہ جائے تو عوام اپنی شکایت حکومت تک پہنچا سکتے ہیں جس سے بہتری کا عمل ممکن ہوتا ہے۔ پرویز رشید نے مریم نواز اور پیپلز پارٹی رہنماؤں کے درمیان حالیہ بیان بازی سے سیاسی کشیدگی بڑھنے سے متعلق سوال پر کہا کہ یہ کوئی تنازع نہیں بلکہ ایک صحتمند مقابلہ ہے اور ہر جماعت کو اپنی کارکردگی بیان کرنے اور سوالات کے جواب دینے کا حق ہے، یہی جمہوریت کا حسن ہے لہٰذا اس سے پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کو حوصلہ افزائی دینی چاہیے۔ پرویز رشید نے کہا کہ نواز شریف ہماری جماعت کے رہنما اور رہبر ہیں اور ہم ان کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں اور دل سے قبول بھی کرتے ہیں۔

بقیہ 28 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کی ناک کے نیچے محکمہ صحت میں بدعنوانی کا جاری رہنا لمحہ فکریہ ہے، اس صورتحال کی شفاف تحقیقات کے لیے جوڈیشل کمیشن کا قیام ناگزیر ہے۔ سینیٹر منظور کاکڑ نے اپنے جاری کردہ بیان میں کہا کہ سرکاری اسپتالوں میں ادویات، سرجیکل آلات اور ضروری سامان ناپید ہو چکا ہے، غریب مریض علاج کے لیے دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ انکشافات کے مطابق خودکش دھماکوں میں شہید افراد کی میتیں وصول کرنے کے لیے لواحقین سے پیسے لینا انتہائی شرمناک اور قابل مذمت عمل ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ محکمہ صحت میں انسانی ہمدردی کے بجائے مفاد پرستی کا کلچر فروغ پاچکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان حکومت کی جانب سے صحت کی بہتری کے تمام دعوے محض دکھاوا ہیں، صوبے کے بیشتر اسپتالوں میں علاج کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں جبکہ ڈاکٹرز بھی تسلیم کرچکے ہیں کہ محکمہ صحت میں کروڑوں روپے کی کرپشن ہو چکی ہے۔ سینیٹر منظور کاکڑ نے کہا کہ محکمہ صحت میں من پسند بھرتیاں، کمیشن اور کنٹریکٹ کی بندربانٹ نے ادارے کو مفلوج کر دیا ہے۔ ماضی میں سی ایس پی سمیت نجی اداروں کے ذریعے کی جانے والی بھرتیوں میں کرپشن کے واضح ثبوت سامنے آچکے ہیں مگر کسی کے خلاف کارروائی نہیں کی گئی۔ انہوں نے وزیراعلیٰ بلوچستان سے مطالبہ کیا کہ وہ صحت کے شعبے میں بے ضابطگیوں پر فوری نوٹس لیں اور اس حوالے سے جوڈیشل کمیشن تشکیل دیں تاکہ ذمہ دار عناصر کو قانون کے کٹہرے میں لایا جاسکے۔ ساتھ ہی نیب، اینٹی کرپشن اور دیگر اداروں سے بھی اپیل کی کہ وہ محکمہ صحت بلوچستان میں کرپشن اور بدعنوانیوں کی اعلیٰ سطح پر تحقیقات کریں کیونکہ عوام کی جانوں سے کھیلنا ناقابل معافی جرم ہے۔

بقیہ 29 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

بنادی۔ ایف آئی اے حکام کے مطابق ملزم کلیم کمال نے ٹیمپرڈ پاسپورٹ پیش کیا، جس کے ویزہ صفحات میں ردوبدل کیا گیا تھا۔ دوران تلاشی، ملزم کے قبضے سے پولینڈ کا جعلی ویزا اسٹیکر بھی برآمد ہوا۔ حکام کے مطابق گرفتار شخص کا تعلق کراچی سے ہے۔ ایف آئی اے امیگریشن ونگ کوئٹہ نے ابتدائی تفتیش کے بعد ملزم کو مزید قانونی کارروائی کے لیے اینٹی ہیومن ٹریفکنگ سرکل کوئٹہ کے حوالے کر دیا۔ حکام نے واضح کیا کہ انسانی اسمگلنگ اور جعلی سفری دستاویزات تیار کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی جاری رہے گی۔

بقیہ 30 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

۔ اب سیکریٹری داخلہ کی اجازت کے بغیر سرکاری افسران (officergovernment) غیر ملکیوں سے رابطہ نہیں کرسکیں گے، وزارت داخلہ نے ہدایت نامہ جاری کر دیا ہے۔ اس کا اطلاق ماتحت تمام سرکاری اداروں پر ہوگا، مراسلے کے مطابق سرکاری یا نجی حیثیت سے غیرملکی دورے کی دعوت قبول کرنے پر بھی پابندی عائد ہوگی۔ غیر ملکیوں، بین الاقوامی نمائندوں اور فارن مشن سے ملاقات کیلئے اجازت لینا لازمی ہوگی، مراسلے میں کہا گیا ہے کہ تمام سرکاری افسران وزارت داخلہ کی جانب سے احکامات پر من وعن عمل کریں۔

بقیہ 31 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

وکتوں کے غول گھومتے نظر آتے ہیں جس کے باعث شہری خصوصاً خواتین اور بچے سخت خوف و ہراس میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صبح سویرے اور رات کے اوقات میں لوگ گھروں سے نکلتے سے گھبراتے ہیں کیونکہ ان کتوں میں سے اکثر پاگل بھی ہیں۔ رحیم کاکڑ نے میٹروپولیٹن کارپوریشن کے عملے کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہا کہ ڈاگ شوٹر اور متعلقہ حکام فوری طور پر آوارہ کتوں کو تلف کرنے کے اقدامات کریں۔ انہوں نے کہا کہ شہر کی اسٹریٹ لائٹس بھی مکمل طور پر ناکارہ ہو چکی ہیں اور انہیں درست کرنے والا کوئی نہیں، میٹروپولیٹن کا عملہ غیر فعال ہو چکا ہے۔ انہوں نے نیب، ایف آئی اے اور اینٹی کرپشن سے مطالبہ کیا کہ کوئٹہ میٹروپولیٹن کے معاملات اور ناقص کارکردگی کا فوری نوٹس لیتے ہوئے کارروائی کریں۔ رحیم کاکڑ نے کہا کہ تحریک انصاف عوام کے ساتھ کھڑی جماعت ہے اور شہری مسائل کے حل کے لیے ہر فورم پر آواز اٹھائے گی۔

بقیہ 32 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

ملک کا امن و امان برباد کرنا، عوام کیلئے مشکلات کھڑی کرنا اور پولیس اہلکاروں پر تشدد کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ غزہ کے مظلوم عوام کے کسی طور پر بھی اظہار یکجہتی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ غزہ میں امن معاہدہ ہو چکا ہے جس سے وہاں کے مسلمان نہ صرف مطمئن ہیں بلکہ امن قائم ہونے پر اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں جبکہ TLP پاکستان میں توڑ پھوڑ کرکے ایک ایسے بیرونی ایجنڈے کی تکمیل چاہتی ہے جو غزہ میں قائم ہونے والے امن کو سبوتاژ کرنے کے درپے ہے ایسے اقدامات سے واضح نظر آرہا ہے کہ TLP کو غزہ میں امن قائم ہونے سے کوئی سروکار نہیں اور یہ روش اسرائیلی انتہا پسند یہودیوں کے مشن کو تقویت دینے کے مترادف ہے۔ احتجاج میں موجود مسلح جتھے پولیس اہلکاروں پر شدید تشدد کر رہے ہیں اور ساتھ ہی سوشل میڈیا پر اپنی مظلومیت کا بیانیہ بنا کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ پولیس اہلکاروں کا اغواء اور ان پر کیا جانے والا تشدد کسی صورت فلسطین کے مسلمانوں کی ترجمانی نہیں کرتا بلکہ یہ سراسر ریاست کی رٹ کو چیلنج کرنے کے مترادف ہے جسکی کسی صورت اجازت نہیں دی جاسکتی۔ قانون ہاتھ میں لینے والوں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے گا اور ریاست کے وقار پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ عوام سے اپیل ہے کہ افواہوں سے دور رہیں، شرپسند عناصر کا ساتھ نہ دیں، اور امن و امان قائم رکھنے میں پولیس کا بھرپور ساتھ دیں

بقیہ 33 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

بات چیت کے حامی ہیں، بات چیت کے ذریعے ہی حل نکل سکتا ہے، یہ کوئی پنجاب نہیں، یہاں عوام کی بات سے ہی معاملات بڑھیں گے۔ پشاور میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جنید اکبر نے کہا کہ سہیل آفریدی پر پارٹی نے اعتماد کیا، پارٹی اسے کامیاب بنائے گی، سابق فاٹا سے چیف منسٹر کو لانے کا مقصد قبائلی عوام کی محرومیوں کو دور کرنا ہے، سی ایم کے انتخاب کے لیے روڑے اٹکائے جا رہے ہیں، ایسے اقدامات سے فاٹا کی عوام کو غلط میسج جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ صوفی محمد کی تحریک میں کس کا ہاتھ ہے، سب کو پتا ہے، نصیر اللہ بابر نے خود کہا تھا کہ ہم نے دہشتگردوں کو ٹریننگ دی، 22 بڑے آپریشنز کا کیا اثر ہوا؟ چودہ ہزار چھوٹے بڑے آپریشنز میں دہشتگردی بڑھ گئی یا کم ہوئی، ایسے واقعات سے اداروں اور عوام کے مابین فاصلے بڑھتے ہیں۔ جنید اکبر نے کہا کہ ہم طالبان سے بات چیت کے حامی ہیں، بات چیت کے ذریعے ہی حل نکل سکتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ میں پرو اسٹیبلشمنٹ بنوں، اسٹیبلشمنٹ اور عوام کے درمیان فاصلے کم کرنا چاہتے ہیں، یہ کوئی پنجاب نہیں، یہاں عوام کی بات سے ہی معاملات بڑھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ سیف ہاؤس کے مکینوں کو کے پی میں نہیں بٹھایا جاسکتا، کوئی غلط فہمی میں نہ رہے، ہم مفاہمت چاہتے ہیں، اگر پی ٹی آئی کو توڑا تو تب بھی پی ٹی آئی کا ووٹ کم نہیں ہوسکتا، جبر و ظلم سے بھٹو کا نام ختم نہیں ہوسکا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری پارلیمانی میٹنگ ہوئی ہے، 92 ممبران سہیل آفریدی کو ووٹ دیں گے، ہماری پارٹی تمام کارکنان سہیل آفریدی کے ساتھ کھڑے ہیں، وہ سہیل آفریدی کو وزیر اعلیٰ منتخب کروائیں گے۔

بقیہ 34 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

گی اور شام پانچ بجے امیدواروں کی حتمی فہرست جاری کردی جائے گی۔ شیڈول کے مطابق نئے وزیراعلیٰ کے انتخاب کے لیے شو آف ہینڈ کے ذریعے ووٹ پیر کے روز صبح دس بجے کی جائے گی۔ دوسری جانب گورنر خیبر پختونخوا نے علی امین گنڈاپور کا استعفیٰ موصول ہونے کی تصدیق کردی تاہم اُن کا کہنا ہے کہ تمام قانونی نکات اور آئینی معاملات کو دیکھنے کے بعد اس کی منظوری کا فیصلہ پیر کے روز کیا جائے گا۔ ادھر پاکستان تحریک انصاف نے اپنا وزیراعلیٰ لانے کیلئے سیاسی جماعتوں سے رابطے شروع کردیے ہیں، پی ٹی آئی کے وفد نے جے یو آئی کے مرکز پہنچ کر قائدین سے ملاقات کی اور سہیل آفریدی کی حمایت کا مطالبہ کیا۔

بقیہ 35 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

آمد کو مصلحتوں کی نذر نہ کیا جاتا تو دہشتگردی نابود ہو چکی ہوتی۔ قومی سلامتی کو ذاتی و جماعتی مفادات کی بھینٹ چڑھانا ملک و قوم سے دشمنی ہے۔ نیشنل ایکشن پلان 9 کی دہائی میں سپریم کورٹ آف پاکستان میں قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کی جانب سے پیش کردہ موسوی امن فارمولے کا عکس ہے۔ بیرونی فنڈنگ کی پروردہ متعدد کالعدم جماعتیں نہ صرف آزاد بلکہ سرکاری کمیٹیوں میں داخل ہو چکی ہیں جس سے انہیں معاشرے میں اثرورسوخ حاصل ہوتا ہے۔ دہشتگرد دہشتگرد اور کالعدم کالعدم ہے۔ گڈ اور بیڈ کی تخصیص ختم کی جائے۔ یہ بات انہوں نے ہفتہ کو تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی ورکنگ کمیٹی کے اہم اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ علامہ سید حسین مقدسی نے باور کرایا کہ قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے زندگی بھر عصبیت و نفرت کے خلاف جدوجہد کی کیونکہ عصبیتیں اور عدم برداشت دہشتگردی کے خاتمے کی راہ میں حائل اہم رکاوٹوں میں شامل ہیں۔ دہشتگرد کا کوئی ملک، مذہب و مسلک، رنگ و نسل نہیں ہوتا لہٰذا ضروری ہے کہ ارباب اختیار کی جانب سے دہشتگردوں کو کسی بھی قسم کی عصبیت اور تعلق کی بنیاد پر کوئی ریلیف نہ دیا جائے اور ان کے خلاف بلا امتیاز کارروائی یقینی بنائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ پراکسی جنگوں کے آلہ کار کا اہم عہدوں تک پہنچنا لمحہ فکریہ ہے۔ آغا مقدسی نے کہا کہ دہشتگردوں کی سہولتکاری کا خاتمہ خارجی نظریات کی ترویج روکنے سے مشروط ہے۔ انہوں نے اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کیا کہ انسداد دہشتگردی کے لیے تیار کیے گئے بیانیہ پیغام پاکستان پر قبولیت کے دستخط کرنے کے باوجود کالعدم گروپ نفرت، شدت پسندی اور عدم برداشت کی ترویج میں مصروف ہیں جو دہشتگردی کی آگ بھڑکانے کیلئے ایندھن کا کام کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دہشتگردی کے خلاف جنگ میں قربانیاں دینے والے افواج پاکستان اور سیکیورٹی اداروں کے شہدا کا لہو ہم سے ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قومی سلامتی و ملکی مفاد کے تمام تر اقدامات اٹھانے کا متقاضی ہے۔ انہوں نے قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی کے اس موقف کو دہرایا کہ وطن عزیز پاکستان کو امن کا گہوارہ بنانے کیلئے نیشنل ایکشن پلان کی تمام شقوں پر مکمل عملدرآمد کیا جائے، ملک میں بسنے والی تمام اکائیوں کے آئینی حقوق کی بلا امتیاز ادائیگی یقینی بنائی جائے اور فتنہ خارجیت کے تدارک کیلئے پیغام حسینیت کو فروغ دیا جائے۔

بقیہ 36 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

تبدیلی کو غیر آئینی طریقے سے روکنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ہمیں ہر طرح سے ڈرایا جارہا ہے، خیبر پختونخوا میں ناجائز طور پر حکومت بنائی گئی تو اسے چلنے نہیں دیں گے، دہشت گردی کا الزام کسی ایک جماعت یا فیصلہ کو نہیں دیا جاسکتا، وطن کی خاطر جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں کے ساتھ کھڑے ہیں، ملک کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے والوں کے خلاف ہیں، جنگ اور جدل کا سلسلہ ختم کرنا ہوگا۔ پریس کانفرنس کے دوران پی ٹی آئی رہنماؤں سلمان اکرم راجا، جنید اکبر اور اسد قیصر نے واضح کیا کہ پاکستان تحریک انصاف قوم کے شہداء، ریاست اور قانون کے ساتھ کھڑی ہے اور خیبر پختونخوا اور ملک میں ترقی اور استحکام چاہتی ہے۔ پی ٹی آئی کے سیکریٹری جنرل سلمان اکرم راجا نے کہا کہ خیبر پختونخوا میں آئینی تبدیلی کو غیر آئینی طریقے سے روکنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ہمیں ہر طرح سے ڈرایا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وطن کی خاطر جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں کے ساتھ کھڑے ہیں، ملک کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے والوں کے خلاف ہیں، جنگ اور جدل کا سلسلہ ختم کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ خیبر پختونخوا گزشتہ دہائی سے لہو لہان ہے، دہشت گردی کا الزام کسی ایک جماعت یا فیصلہ کو نہیں دیا جاسکتا، ہمیں بتایا جائے کس دہشتگرد کو ملک میں بسایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہر فیصلہ میں سب کو ساتھ لیکر چلا جائے، اسلحہ اور بارود سے دہشتگردی کا حل نہیں مل سکتا، 2021 میں ایک منصوبہ پیش ہوا جسے حکومت نے رد کیا تھا، نیشنل سیکیورٹی کونسل میں مذاکرات کا فیصلہ ہوا تھا۔ سلمان اکرم راجا نے کہا کہ پی ٹی آئی کی دور میں دہشتگردی کم ترین سطح پر تھی، ساڑھے 3 سال پہلے افغانستان کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم پر غداری کا الزام نہ لگایا جائے، ہم سب پاکستان کے خیر خواہ ہیں، صوبے میں وزارت اعلیٰ کی تبدیلی نئی شروعات ہے کسی سے مقابلہ نہیں ہے، ہمیں گورنر راج کا کہا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم صوبے میں گورننس کو مزید بہتر کریں گے، خلا پیدا کرنے کے بعد صورتحال مزید خراب ہوا ہے۔

بقیہ 37 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کی جائے گی۔ ذرائع کے مطابق اسمبلی اجلاس میں وزیراعلیٰ کے انتخاب کے دوران ایوان کی کارروائی براہ راست میڈیا کو دکھانے کی اجازت دی جائے گی۔ سیکیورٹی کے سخت انتظامات کیے جارہے ہیں جبکہ اسمبلی ہال اور اطراف میں پولیس کی اضافی نفری تعینات ہوگی۔ خیبر پختونخوا میں نئے وزیراعلیٰ کے انتخاب کو سیاسی لحاظ سے انتہائی اہم قرار دیا جارہا ہے کیونکہ یہ صوبے میں نئی حکومت کی سمت اور آئندہ پالیسیوں کے تعین کا فیصلہ کن مرحلہ سمجھا جارہا ہے۔

بقیہ 38 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کے ذریعے تنازعات کے پرامن حل، کاونٹر ٹیررزم اور شدت پسندی کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ایک پرامن ملک ہے جو ہمیشہ امن و آشتی کو فروغ دینے کی پالیسی پر کاربند رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور بالخصوص بلوچستان کئی دہائیوں سے دہشت گردی کا شکار رہا ہے، جس سے قیمتی انسانی جانوں کا نقصان اور انفراسٹرکچر کو شدید نقصان پہنچا، تاہم پاکستان نے ہمیشہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے لیکن اس صبر کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ کامن ویلتھ پارلیمنٹری ایسوسی ایشن کے ایگزیکٹو کمیٹی اجلاس میں فرح عظیم شاہ کی پیش کردہ تجاویز تنازعات کے پرامن حل، شدت پسندی اور دہشت گردی کے خلاف مشترکہ لائحہ عمل پر عملدرآمد کی منظوری دی گئی، جو پاکستان خصوصاً صوبہ بلوچستان کے لیے ایک بڑا اعزاز قرار دیا گیا

بقیہ 39 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

کے سبب موجودہ صورتحال نہایت حساس ہو چکی ہے۔ کسی بھی ممکنہ دہشت گردی کے خطرے کے پیش نظر کوئٹہ میں تھرڈ لیول تھریٹ الرٹ جاری کیا گیا ہے۔ حکام کے مطابق، دہشت گرد عناصر کی جانب سے اہم تنصیبات اور عوامی مقامات کو نشانہ بنانے کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں، جس کے پیش نظر سکیورٹی اداروں نے فوری اقدامات اٹھاتے ہوئے نگرانی مزید سخت کردی ہے۔ پولیس اور ایف سی کی مشترکہ کارروائیوں کے تحت کوئٹہ کے مختلف علاقوں، خصوصاً پولیس لائن، جناح روڈ، کیر بلڈنگ، سیٹلائٹ ٹاؤن، سریاب، اسپنی روڈ اور ہزارہ ٹاؤن میں سرچ آپریشنز کیے جارہے ہیں۔ ان کارروائیوں کے دوران مشکوک افراد کی شناخت اور تلاشی کے عمل کو تیز کر دیا گیا ہے۔ سکیورٹی فورسز نے داخلی اور خارجی راستوں پر جدید اسکینگ آلات نصب کر دیے ہیں، جبکہ گاڑیوں کی تفصیلی چیکنگ کا عمل بھی جاری ہے۔ ذرائع کے مطابق، چمن شہر میں بھی پاک افغان بارڈر پر سخت نگرانی کا نظام قائم کردیا گیا ہے۔ دونوں اطراف آمدورفت پر کڑی نظر رکھی جا رہی ہے۔ سیکورٹی حکام نے شہریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ سیکورٹی اداروں کے ساتھ مکمل تعاون کریں، شناختی دستاویزات ہمراہ رکھیں اور کسی بھی مشکوک شخص یا سرگرمی کی اطلاع فوری طور پر قریبی تھانے یا ہیلپ لائن پر دیں تاکہ ممکنہ خطرات کو بروقت ناکام بنایا جاسکے۔

بقیہ 40 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

بارہ مریض سامنے آئے۔ متاثرہ افراد میں سے 17 کو اسپتالوں میں داخل کیا گیا۔ شہر بھر میں ڈینگی کے پھیلاؤ پر قابو پانے کے لیے مؤثر کارروائیاں بھی جاری ہیں۔ اب تک انسداد ڈینگی ٹیمز کی جانب سے شہر بھر میں اکیس ہزار سینتیس مقامات کی چیکنگ مکمل ہو چکی۔ تین سو اکسٹھ گھروں میں اسپرے اور دو سو ستر مقامات پر فوگنگ کی گئی۔ ضلعی انتظامیہ نے تمام یونین کونسلو میں انسداد ڈینگی کارروائیاں یقینی بنانے کی ہدایت کی ہے۔ واضح کیا کہ ڈینگی ایس او پیز کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

بقیہ 41 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کی ہے۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ تحصیل مسلم باغ ماضی میں بھی جمعیت کا مضبوط قلعہ رہا ہے، آج بھی ہے اور ان شاء اللہ مستقبل میں بھی جمعیت کا ناقابل تسخیر قلعہ رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ کارکنوں کے جذبے اور نظم و ضبط نے ثابت کر دیا کہ جمعیت علما اسلام عوامی حمایت رکھنے والی ایک نظریاتی اور منظم جماعت ہے۔

بقیہ 42 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

23 نومبر مرکزی اجتماع میں بلوچستان سے ہزاروں لوگ شریک ہوں گے۔ جعفرآباد میں الفدمت ہوتوقابل انٹری ٹیسٹ 31 اکتوبر ہوں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے صوبائی سیکرٹریٹ میں صوبائی ذمہ داران ماہانہ جائزہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اجلاس میں صوبائی جنرل سیکرٹری مرتضیٰ خان کاکڑ، نائب امرا زاہد اختر بلوچ، مولانا عبدالکبیر شاکر، ڈاکٹر عطا الرحمان، بشیر احمد ماندائی، مولانا محمد ایوب منصور، حافظ مطیع الرحمان مینگل، ڈپٹی جنرل سیکرٹریز مولانا محمد اسلم گزگی، صابر صالح پانیزئی، پروفیسر سلطان محمد کاکڑ، محمد یوسف منگریو، ناظم مالیات سلطان محمد مختی، سیکرٹری اطلاعات عبدالولی خان شاکر، سوشل میڈیا انچارج اسامہ ہاشمی، ناظم شعبہ اطفال احمد شاہ غازی و دیگر شریک ہوئے۔ اجلاس میں سابقہ رپورٹ اور فیصلوں پر عمل درآمد کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں بلوچستان میں بدامنی شاہراہوں کی بندش بے روزگاری پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ بدامنی، لاپتہ افراد، بے روزگاری، بارڈر بندش کی وجہ سے حالات سے عوام مایوس اور پریشان ہیں۔ بلوچستان کے وسائل، بدعنوانی کی وجہ سے ضائع ہو رہے ہیں۔ حکمرانوں کے قول و فعل میں تضاد ہیں۔ حقوق بلوچستان لانگ مارچ کے دوران حکومت نے جو وعدے کیے ان پر عمل درآمد کی کوشش کریں گے۔ حقوق کے حصول کیلئے تحریک کو وسعت دیں گے۔ افغان مہاجرین کو زبردستی بے عزت کرکے تذلیل کرکے بھگانے سے نفرت تعصب میں اضافہ ہو رہا ہے حکمرانوں کو مہاجرین کو واپس بھجوانے کی پالیسی پر نظرثانی کرنی چاہیے۔ بوڑھے بزرگوں خواتین و مجبور لوگوں کی تذلیل قابل مذمت بدترین ظلم ہے۔ الخدمت ہوتوقابل پروگرام کے تحت بلوچستان کے نوجوانوں کو ہنرمند بنا کر باعزت روزگار کے قابل بنائیں گے۔ لاہور میں ہونے والے کل پاکستان اجتماع عام 21، 22، 23 نومبر میں بلوچستان سے بڑی تعداد میں لوگوں کو شریک کروائیں گے اجتماع کے حوالے سے عددی و مالی اہداف امرائے اضلاع کو دے دیا گیا ہے کمیٹیاں بھی بنائی گئی۔ جعفرآباد میں الخدمت ہوتوقابل انٹری ٹیسٹ 31 اکتوبر ہوں گے۔ اس کے بعد گوادر لورالائی اور ژوب میں بھی ہوتوقابل پروگرام کریں گے۔

بقیہ 43 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

آٹا، انڈے، گڑ اور مرغی مہنگا ہوا۔ جلانے کی لکڑی اور لہسن کے دام بھی بڑھ گئے۔ بیس کلو آٹے کا تھیلا 117 روپے مہنگا ہوا جس کی اوسط قیمت 2150 روپے رہی، بعض شہروں میں آٹے کا تھیلا 1810 سے 3 ہزار روپے تک فروخت ہوا، چکن کی قیمت میں 29 روپے فی کلو اضافہ ہوا اور اوسط ریٹ 350 روپے فی کلو ریکارڈ کیا گیا۔ مختلف شہروں میں زندہ مرغی 320 سے 410 روپے فی کلو میں فروخت ہوئی۔ گزشتہ ہفتے انڈے 7 روپے فی درجن مہنگے ہوئے، اوسط قیمت 321 روپے رہی۔ مختلف شہروں میں انڈے 300 سے 360 روپے درجن میں فروخت ہوئے۔ چینی کے دام بھی 48 پیسے بڑھے اور اوسط قیمت 184 روپے فی کلو ریکارڈ ہوئی، مختلف شہروں میں چینی ایک سو ستتر سے دو سو روپے فی کلو میں فروخت ہوئی۔ دوسری جانب ٹماٹر، آلو، دال چنا، کیلے اور ایل پی جی کی قیمتوں میں کمی دیکھی گئی، 6 اشیائے ضروریہ کے دام کم جبکہ 24 اشیا کی قیمتیں مستحکم رہیں۔ وفاقی ادارہ شماریات کے مطابق ٹماٹر کی قیمت میں تقریباً 30 روپے فی کلو کمی آئی۔ مختلف شہروں میں ٹماٹر 150 سے 370 روپے فی کلو میں فروخت ہوا، گھریلو ایل پی جی سلنڈر معمولی سستا ہوا، اوسط قیمت 3045 روپے ریکارڈ کی گئی، جبکہ بعض شہروں میں 3400 روپے میں بھی فروخت ہوا۔

بقیہ 44 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

۔ اجلاس کے دوران گفتگو کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ حکومت آئی ٹی اور مصنوعی ذہانت کو فروغ دینے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر کام کر رہی ہے، مصنوعی ذہانت کو ملکی معیشت کی ترقی کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں، ڈیجیٹل معیشت کے نفاذ کو مصنوعی ذہانت کے ذریعے مزید موثر بنایا جائے گا، مصنوعی ذہانت کے حوالے سے قومی پالیسی کا نفاذ موثر طور پر کیا جائے گا۔ وزیراعظم نے کہا کہ مصنوعی ذہانت کے استعمال کے حوالے سے ڈیٹا پروٹیکشن اور ڈیٹا ساورنٹی اور مصنوعی ذہانت کو مدنظر رکھا جائے اور مصنوعی ذہانت کے ذمہ دارانہ استعمال کو یقینی بنایا جائے۔ وزیراعظم نے مصنوعی ذہانت کے فروغ اور نفاذ کے حوالے سے سٹیئرنگ کمیٹی تشکیل دینے کی ہدایت کی۔ اجلاس کو مصنوعی ذہانت کے حوالے سے حکومتی سطح پر اقدامات سے آگاہ کیا گیا۔ وزیراعظم کو بریفنگ میں بتایا گیا کہ اے آئی کے نفاذ کے حوالے سے ماہرین پر مبنی اے آئی ایڈوائزری پینل تشکیل دیا جارہا ہے۔ اجلاس میں وفاقی وزیر اقتصادی امور احد خان چیمہ، وفاقی وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی و ٹیلی کام شزا فاطمہ، وزیر مملکت برائے خزانہ و ریلوے بلال اظہر کیانی، وزیراعظم کے معاون خصوصی بلال بن ثاقب سمیت متعلقہ اعلیٰ سرکاری افسران اور ماہرین نے شرکت کی۔

بقیہ 45 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

اور گبز کا دورہ کیا، جہاں تحصیل انتظامیہ نے انہیں آبی بحران کی موجودہ صورتحال پر تفصیلی بریفنگ دی۔ اس موقع پر پی ڈی ایم اے مکران ڈویژن کے ڈپٹی ڈائریکٹر ریحان دشتی، اسسٹنٹ کمشنر جیوانی سعد کلیم ظفر اور تحصیلدار اعظم لچکی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ واضح رہے کہ ضلع گوادر حالیہ شدید خشک سالی کے باعث بدترین آبی بحران کا سامنا کر رہا ہے، جہاں شہر اور گردونواح کے بیشتر آبی ذرائع مکمل طور پر خشک ہو چکے ہیں۔ اس سنگین صورتحال سے نمٹنے کے لیے وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کی ذاتی دلچسپی اور خصوصی احکامات کی روشنی میں ضلعی انتظامیہ ہنگامی بنیادوں پر چوبیس گھنٹے متحرک ہے۔ جیوانی اور نواحی علاقوں میں پانی کی ترسیل واٹر باؤزرز کے ذریعے ضلعی انتظامیہ اور محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی مشترکہ نگرانی میں جاری ہے۔ وزیراعلیٰ بلوچستان کی واضح ہدایت ہے کہ پانی کی فراہمی ہر شہری تک شفاف، منصفانہ اور بروقت یقینی بنائی جائے تاکہ کوئی بھی علاقہ اس بحران سے متاثر نہ ہو۔

بقیہ 46 ☆ روزنامہ صحافت کوئٹہ

پل کو دونوں اطراف سے ٹریفک کیلئے کھول دیا گیا، بابو صابو اور ٹھوکر نیاز بیگ سے موٹروے پر انٹری بند ہے، لاہور میں میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین بھی معطل ہے جس سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا ہے۔ سیالکوٹ کے داخلی و خارجی راستوں پر پولیس کی نفری تعینات ہے، لاہور سیالکوٹ اور لاہور خانیوال موٹروے ہر قسم کی ٹریفک کے لیے غیر فعال ہے۔ گوجرانوالہ میں دوسرے روز بھی جی ٹی روڈ ٹریفک کے لیے بند ہونے کے باعث شہریوں کو دشواری کا سامنا ہے، دریائے جہلم اور چناب کے پل پر بھی ٹریفک کی آمدورفت معطل ہے۔ گجرات، ٹوبہ ٹیک سنگھ، وزیر آباد میں راستوں کی بندش سے عوام کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ راولپنڈی شہر میں لا اینڈ آرڈر صورتحال کے پیش نظر ایمبولینسز کے لیے ایمرجنسی پورٹل اور ٹریفک پلان جاری کر دیا گیا

چاغی میں پاک افغان فورسز کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ

چاغی، براپچہ سرحدی علاقے میں پاکستان اور افغان فورسز کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ، کوئی جانی نقصان نہیں ہوا

پاکستانی فورسز نے افغان فائرنگ کا بھرپور جواب دیا، سرحد پر کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا

چاغی (یو این اے) چاغی کے متصل پاک ایران سرحدی علاقے براپچہ میں پاکستان اور افغان فورسز کے درمیان شدید فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ ذرائع کے مطابق رات آٹھ بجے سے دس بجے تک دونوں اطراف سے مسلسل فائرنگ جاری رہی۔ افغان فورسز کی جانب سے ہونے والی فائرنگ کے باوجود پاکستانی حدود میں کسی بھی قسم کا جانی یا مالی نقصان رپورٹ نہیں ہوا۔ سرحد پر تعینات پاکستانی فورسز نے جارحیت کا بھرپور جواب (باقی صفحہ 2 نمبر 10)

کمشنر مکران ڈویژن قادر بخش پرکانی گوادر اور جیوانی کو ہنگامی بنیادوں پر پانی کی فراہمی کا جائزہ لے رہے ہیں

پاک افغان سرحد پر کشیدگی، کوئٹہ اور چمن میں سیکورٹی ہائی الرٹ

دہشت گردی کے خدشات، داخلی و خارجی راستوں پر پولیس اور ایف سی کی بھاری نفری تعینات

کوئٹہ میں تھرڈ لیول تھریٹ الرٹ، حساس مقامات پر اضافی سیکیورٹی

چمن (یو این اے) پاک افغان سرحد پر بڑھتی کشیدگی کے باعث صوبائی دارالحکومت کوئٹہ اور سرحدی شہر چمن میں سیکورٹی ہائی الرٹ کر دی گئی۔ سیکورٹی خدشات کے پیش نظر پولیس، فرنٹیئر کور (ایف سی) اور حساس اداروں کے اہلکاروں کو شہر کے اہم داخلی و خارجی راستوں، سرکاری دفاتر، تجارتی مراکز اور عوامی مقامات پر تعینات کر دیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق، چمن بارڈر پر پاکستان اور افغانستان کے درمیان جاری کشیدگی (باقی صفحہ 2 نمبر 1)

دہشتگردوں کے لیے نرم گوشہ نہیں رکھتے، شہدا کیساتھ کھڑے ہیں، سلمان اکرم راجہ

لہٰذا ملک کے مسائل کو بات چیت اور اتفاق رائے سے حل کیا جانا چاہیے

پشاور (یو این اے) پشاور میں پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کے رہنما سلمان اکرم راجہ نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے شہدا کے ساتھ کھڑے ہیں اور دہشت گردوں کے لیے کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کی جڑیں بہت گہری ہیں، صرف عسکری طاقت سے اس کا خاتمہ ممکن نہیں، جنگ و جدل کا یہ سلسلہ کب ختم ہوگا؟ افغانستان کے سا (باقی صفحہ 2 نمبر 9)

اوتھل میں پہلا آل ڈسٹرکٹ حب لسبیلہ نواب جام کمال خان فٹبال ٹورنامنٹ کا افتتاح ہوگیا

اوتھل (یو این اے) پہلا آل ڈسٹرکٹ حب لسبیلہ نواب جام کمال خان عالیانی فٹبال ٹورنامنٹ کا جام یوسف فٹبال اسٹیڈیم اوتھل میں وفاقی وزیر تجارت جام کمال خان کے فرزند نوابزادہ جام محمد کمال خان نے بال کو کک لگا کر باقاعدہ افتتاح کر دیا میچ کے مہمان خصوصی نوابزادہ جام (باقی صفحہ 2 نمبر 7)

گجر قوم کو منظم کر کے ترقی و خوشحالی کی نئی راہیں کھولیں گے، صوبائی صدر عرفان علی گجر

بھاگ (یو این اے) آل پاکستان گجر ایسوسی ایشن کے صوبائی صدر عرفان علی گجر، خالد گوری گجر، محمد عکاشہ گجر، امیر بخش گجر، حافظ سیف اللہ گجر و دیگر نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ گجر ایسوسی ایشن گجر قوم کے حقوق کے تحفظ اور فلاح کے لیے عملی جدوجہد کر رہی ہے (باقی صفحہ 2 نمبر 8)

کوئٹہ، دوسری آل پاکستان شہید نوابزادہ سراج خان رئیسانی سنوکر ٹورنامنٹ میں مہمان خصوصی حاجی نور حسین رئیسانی کھلاڑی کو ٹرافی دے رہے ہیں

حکمرانوں کو مہاجرین کو واپس بھجوانے کی پالیسی پر نظرثانی کرنی چاہیے، ہدایت الرحمٰن بلوچ

افغان مہاجرین کو زبردستی بے عزت کر کے تذلیل کر کے بھجوانے سے نفرت تعصب میں اضافہ ہو رہا ہے

کوئٹہ (آئی این پی) امیر جماعت اسلامی بلوچستان ایم پی اے مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ نے کہا کہ بدامنی، جبری گمشدگی، بے روزگاری، بارڈر بندش، بدعنوانی کے خلاف، حقوق کے حصول کیلئے تحریک کو وسعت دیں گے۔ افغان مہاجرین کی تذلیل قابل مذمت ہے۔ ہوتا بل پروگرام کے تحت بلوچستان کے نوجوانوں کو ہنرمند بنائیں گے۔ 22،21۔ (باقی صفحہ 2 نمبر 6)

پاکستان میں کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو ہمارے ملک کو کمزور کرے، یعقوب خان ناصر

کسی صورت ملک اور کے پی کے پر امن صورتحال کو سبوتاژ نہیں ہونے دیں گے

لورالائی (این این آئی) مسلم لیگ ن کے مرکزی رہنما رکن قومی اسمبلی سردار یعقوب خان ناصر نے ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے درابن میں میجر سبطین اور ڈی آئی خان پولیس ٹریننگ سینٹر پر حملے میں سات پولیس کے شہادتوں کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردی کے دلخراش واقعات پر گہرا صدمہ پہنچا ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے وہ کم ہے ہم کسی صورت ملک (باقی صفحہ 2 نمبر 5)

گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران اسلام آباد میں ڈینگی کے 26 نئے کیسز رپورٹ

متاثرہ افراد میں سے 17 مریضوں کو مختلف اسپتالوں میں داخل کیا گیا، ضلعی انتظامیہ

اسلام آباد (یو این اے) گزشتہ ایک روز کے دوران اسلام آباد میں ڈینگی کے 26 نئے کیسز رپورٹ ہوئے ہیں، شہر میں ڈینگی کا پھیلاؤ روکنے کے لیے کارروائیاں بھی جاری ہیں، تین سو اکسٹھ گھروں میں اسپرے اور دو سو ستر مقامات پر فوگنگ کی گئی۔ ضلعی انتظامیہ کے مطابق گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران اسلام آباد کے دیہی علاقوں سے چودہ اور شہری علاقوں سے ڈینگی کے (باقی صفحہ 2 نمبر 2)

مسلم باغ ہمیشہ جمعیت کا مضبوط قلعہ رہا ہے اور رہے گا، مجیب اللہ دلسوری

خانوزئی (یو این اے) جمعیت علما اسلام صوبائی کونسل کے رکن مجیب اللہ دلسوری نے جمعیت علما اسلام تحصیل مسلم باغ کی جانب سے نکالی گئی عظیم الشان موٹر سائیکل ریلی کے کامیاب انعقاد پر تحصیل امیر مولوی نور جہان، جنرل سیکرٹری حاجی اللہ داد کاکڑ اور پوری تحصیل ٹیم کو (باقی صفحہ 2 نمبر 3)

ملک میں امن کے قیام کا سہرا پاک فوج کی لازوال قربانیوں کو جاتا ہے، کرنل سالار

اسپیرہ (یو این اے) پاک فوج کے زیر اہتمام اسپیرہ میں ایک عظیم الشان امن جرگے کا انعقاد کیا گیا جس میں علاقائی معتبرین، سیاسی جماعتوں کے ضلعی رہنماؤں ... جرگے سے خطاب (باقی صفحہ 2 نمبر 4)

کوئٹہ، پشتونخوا میپ کے رہنما یاسین ... UC-59 میں ایک بچے کو پولیو کے قطرے پلا کر مہم کا افتتاح کر رہے ہیں

آج ملک میں بدترین آمریت اور ہائبرڈ نظام مسلط ہے، خوشحال کاکڑ

ژوب میں پشتونخوا نیشنل عوامی پارٹی کا مرکزی جلسہ عام، شہدا جمہوریت و وطن کو خراج عقیدت

پشتون عوام کے حقوق اور معدنی وسائل کے تحفظ کے لیے قومی تحریک جاری رہے گی، چیئرمین خوشحال خان کاکڑ

ژوب (یو این اے) پشتونخوا نیشنل عوامی پارٹی ژوب شیرانی کے زیر اہتمام 7 اکتوبر ... اور 11 اکتوبر کے شہدا وطن کی یاد میں مرکزی جلسہ عام ... (باقی صفحہ 2 نمبر 44)

گزشتہ ہفتے کے دوران 21 اشیائے ضروریہ کی قیمتیں بڑھ گئیں

گزشتہ ہفتے انڈے 7 روپے فی درجن، زندہ مرغی کی قیمت میں 29 روپے اضافہ ہوا

اسلام آباد (یو این اے) ہفتہ وار مہنگائی میں مسلسل دوسرے ہفتے بھی اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ گزشتہ ہفتے سالانہ بنیاد پر چار اعشاریہ تین چار فیصد ریکارڈ کی گئی، وفاقی ادارہ شماریات کے مطابق گزشتہ ہفتے 21 ... (باقی صفحہ 2 نمبر 11)

حکومت آئی ٹی اور مصنوعی ذہانت کو فروغ دینے کے لیے ترجیحی بنیادوں پر کام کر رہی ہے، وزیراعظم شہباز شریف

وزیراعظم کے معاون خصوصی بلال بن ثاقب سمیت متعلقہ اعلیٰ سرکاری افسران اور ماہرین نے شرکت کی

اسلام آباد (یو این اے) وزیراعظم محمد شہباز شریف نے کہا ہے حکومت آئی ٹی اور مصنوعی ذہانت کو فروغ دینے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر کام کر رہی ہے، مصنوعی ذہانت کی ملکی معیشت کی ترقی کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں، ڈیجیٹل معیشت کے نفاذ کو مصنوعی ذہانت کے ذریعے مزید موثر بنایا جائے گا۔ ہفتہ کو وزیراعظم آفس کے میڈیا ونگ سے جاری بیان کے مطابق وزیراعظم کی زیر صدارت مصنوعی ذہانت (اے آئی) کے فروغ کے حوالے سے اہم اجلاس منعقد ہوا (باقی صفحہ 2 نمبر 12)

ٹی ایل پی کارکنان کا پولیس وین پر قبضہ، سرکاری بس پر حملہ

لاہور (یو این اے) تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) کے احتجاجی مارچ کے دوران صورتحال مزید سنگین ہوگئی، جب مشتعل کارکنان نے پولیس وین پر قبضہ کر لیا اور ایک سرکا (باقی صفحہ 2 نمبر 13)

وزیراعظم شہباز شریف کی ڈیرہ اسماعیل خان میں پولیس کے تربیتی مرکز پر فتنۃ الخوارج کے دہشت گرد حملے کی مذمت

اسلام آباد (یو این اے) وزیراعظم محمد شہباز شریف نے ڈیرہ اسماعیل خان میں پولیس کے تربیتی مرکز پر فتنۃ الخوارج کے دہشت گرد حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے (باقی صفحہ 2 نمبر 42)

اسلام آباد پولیس کی سیکرٹریٹ پولیس ٹیم کی کارروائی، بدنام زمانہ ڈکیت گینگ کا مطلوب رکن گرفتار

وفاقی دارالحکومت کے امن کو خراب کرنے والے کسی بھی مجرمانہ عنصر کو برداشت نہیں کیا جائے گا

اسلام آباد (یو این اے) اسلام آباد پولیس کی سیکرٹریٹ پولیس ٹیم نے کارروائی کرتے ہوئے بدنام زمانہ ڈکیت گینگ کے ایک مطلوب رکن کو گرفتار کر لیا ہے جو دارالحکومت کے مختلف علاقوں میں متعدد ڈکیتیوں، چوریوں اور دھوکہ دہی کی سرگرمیوں میں ملوث تھا۔ ہفتہ کے روز ایک عہدیدار نے میڈیا کو بتایا کہ ملزم جن کی شناخت امجد اور عدالت خان کے نام (باقی صفحہ 2 نمبر 41)

تعمیراتی منصوبوں میں ناقص میٹریل اور سستی برداشت نہیں ہوگی، ڈپٹی کمشنر جمیل بلوچ

ڈاکٹرز اپنی حاضری یقینی بنائیں، عوامی فنڈز عوام کی امانت ہیں، ڈپٹی کمشنر قلات

قلات (خ ن) ڈپٹی کمشنر قلات کیپٹن ریٹائرڈ جمیل بلوچ ... (باقی صفحہ 2 نمبر 45)

جی ڈی اے پاک چائنہ فرینڈشپ ہسپتال میں ایمرجنسی نرسز ویک کی تقریب کا انعقاد

ہنگامی حالات میں نرسز کا کردار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، تربیتی نشستوں سے مہارتوں میں اضافہ

گوادر (یو این اے) ہنگامی حالات میں مریضوں کی جان بچانے اور انہیں فوری اور موثر طبی امداد فراہم کرنے میں نرسنگ اسٹاف کا کردار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ نرسز کی انتھک لگن، پیشہ ورانہ مہارتوں اور بے لوث خدمات کے اعتراف میں دنیا بھر کی طرح جی ڈی اے پاک چائنہ فرینڈشپ ہسپتال زیر انتظام انڈس ہسپتال اینڈ ہیلتھ نیٹ ورک میں بھی ایمرجنسی نرسز ویک منایا گیا۔ اس موقع کو فروغ دینے اور نرسنگ اسٹاف کی صلاحیتوں میں اضافے کے لیے، (باقی صفحہ 2 نمبر 43)

کوہلو محکمہ تعلیم کی کاوشوں سے بند 144 سکول فعال

اسکولوں کو فعال کرنے کا عمل ایس بی کے، کنٹریکٹ اور ریشنلائز تقرریوں کے تحت مکمل کیا گیا

تعلیم کسی بھی معاشرے کی ترقی اور استحکام کی بنیاد ہے، کوشش ہے کوہلو کے ہر بچے کو تعلیم کے مساوی مواقع فراہم کیے جائیں، ڈپٹی کمشنر عظیم دمڑ

کوہلو (یو این اے) کوہلو میں تعلیم کے شعبے میں ایک تاریخی پیش رفت سامنے آئی ہے۔ ڈپٹی کمشنر کوہلو عظیم جان دمڑ کی مؤثر قیادت اور محکمہ تعلیم کے افسران کی انتھک کاوشوں کے نتیجے میں ضلع بھر کے 144 غیر فعال سرکاری اسکولوں کو فعال کر دیا گیا ہے۔ یہ اقدام مختصر مدت میں حاصل ہونے والی ایک نمایاں تعلیمی کامیابی قرار دیا جا رہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق، اسکولوں کو فعال کرنے کا عمل ایس بی کے، کنٹریکٹ اور ریشنلائز تقرریوں کے تحت مکمل کیا گیا، جس کے نتیجے میں بند تعلیمی ادارے دوبارہ کھل گئے اور سینکڑوں بچے حصول تعلیم کے عمل سے منسلک ہوگئے۔ ڈپٹی کمشنر کوہلو (باقی صفحہ 2 نمبر 14)

قدرتی وسائل سے مالا مال چاغی میں بیروزگاری میں اضافہ نوجوان مایوسی کا شکار

نوجوان روزگار کی تلاش میں سرگرداں، ریکوڈک مائننگ پروجیکٹ میں روزگار کے حصول کیلئے انٹرویو منعقد ہونے کے باعث مایوس

ریکوڈک مائننگ پروجیکٹ میں مقامی نوجوانوں کو روزگار دے کر ان کی مایوسی دور کی جائے، صوبائی حکومت بھی اقدامات اٹھائے، عوامی حلقے

چاغی (آئی این پی) ریکوڈک سونے کی سرزمین کے نوجوانوں کے ساتھ ناانصافی، سونے کی سرزمین جہاں دنیا کی مشہور و معروف کانیں ریکوڈک، سینڈک اور سیاہ ڈک واقع ہیں مگر افسوس کہ اسی زرخیز دھرتی کے بیٹے آج روزگار کی تلاش میں دربدر پھر رہے ہیں۔ ضلع چاغی کے مختلف علاقوں سے درجنوں نوجوان غربت اور بے روزگاری سے تنگ آکر ریکوڈک مائننگ پروجیکٹ میں مزدوری کی امید لے کر نکلے۔ کسی نے قرض لیا، تو کسی نے مشکل سے رقم لیکر تاکہ کوئٹہ تک کا کرایہ ادا کر سکے۔ یہ نوجوان دور دراز علاقوں سے دن بھر سفر کر کے کوئٹہ کے ہوٹلوں میں قیام کے (باقی صفحہ 2 نمبر 38)

سعودی عرب نے اوبر کے شریک بانی اور ریڈی گروپ کے سی ای او کو شہریت دے دی

انہیں فوربز مشرق وسطیٰ 2024 کی سفر و سیاحت کے قائدین کی فہرست میں بھی شامل کیا گیا ہے

ریاض (یو این اے) سعودی عرب نے عالمی سطح پر باصلاحیت شخصیات کو اپنی صفوں میں شامل کرنے کی پالیسی کے تحت امریکی بزنس مین ٹراوس کالانک اور جون باگا نو کو سعودی شہریت دینے کا اعلان کیا ہے۔ شاہی فرمان کے مطابق یہ اقدام سعودی وژن 2030 کے اہداف کے تحت کیا گیا ہے جس کا مقصد تخلیقی ذہنوں کو بااختیار بنانا، عالمی ماہرین کو راغب کرنا اور مختلف شعبو (باقی صفحہ 2 نمبر 40)

شہید شفیق احمد خان کا مشن عوامی خدمت اور تعلیم کا فروغ تھا، صائقہ شفیق

فاؤنڈیشن عوامی فلاح و نوجوانوں کی مثبت رہنمائی کیلئے سرگرم رہے گی

کوئٹہ (یو این اے) پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی سینئر رہنما اور شہید شفیق احمد خان فاؤنڈیشن کی چیئرپرسن صائقہ شفیق نے اپنے دفتر کے افتتاح کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شہید شفیق احمد خان کا مشن عوامی خدمت، تعلیم کے فروغ اور پسماندہ طبقات کی بہتری پر مبنی تھا، جسے وہ ہر صورت میں جاری رکھیں گی۔ انہوں نے کہا کہ فاؤنڈیشن کا مقصد معاشرتی فلاح و (باقی صفحہ 2 نمبر 39)

جیوانی میں واٹر باؤزرز کے ذریعے پانی کی فراہمی شروع کردی گئی، کمشنر مکران قادر بخش پرکانی

گوادر/جیوانی (خ ن) کمشنر مکران قادر بخش پرکانی کی خصوصی ہدایت پر آج سب ڈویژن جیوانی میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے تحت واٹر باؤزرز کے ذریعے پانی کی فراہمی کا عمل باقاعدہ طور پر شروع کر دیا گیا ہے۔ گزشتہ روز کمشنر مکران قادر بخش پرکانی نے سب ڈویژن جیوانی (باقی صفحہ 2 نمبر 15)

کوئٹہ، بی ایس او کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات شکور بلوچ، کامران بلوچ اور دیگر پریس کانفرنس کر رہے ہیں

پاکستان میں دہشت گردی کی واپسی کا ذمہ دار عمران خان ہے، مریم اورنگزیب

لاہور (یو این اے) پنجاب کی سینئر صوبائی وزیر مریم اورنگزیب نے کہا ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کی واپسی کا ذمہ دار عمران خان ہے۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ عمران خان نے دہشت گردوں کو واپس لایا اور نیشنل ایکشن پلان کی کھلی خلاف ورزی کی، وزیراعظم نواز شریف (باقی صفحہ 2 نمبر 36)

چاغی، ڈپٹی کمشنر عطاالمنعم نے بچوں کو پولیو کے قطرے پلا کر قومی انسداد پولیو مہم کا افتتاح کر دیا

چاغی کو پولیو فری ضلع بنانا ہمارا ہدف ہے، مہم کی کامیابی کیلئے تمام وسائل بروئے کار لائیں گے، عطاالمنعم

چاغی (یو این اے) ڈسٹرکٹ ہیلتھ ہیڈکوارٹر دالبندین میں قومی انسداد پولیو مہم (NID) اکتوبر کا باقاعدہ افتتاح ڈپٹی کمشنر چاغی عطاالمنعم نے بچوں کو پولیو کے قطرے پلا کر کیا۔ افتتاحی تقریب میں ڈپٹی ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر چاغی ڈاکٹر جاوید حسن سیاہ پاد، مفتی موسیٰ نوتیزئی، ایم ایس پرنس فہد اسپتال دالبندین ڈاکٹر لونگ خان عیسیٰ زئی، ڈبلیو ایچ او کے ڈیزیز سرویلنس آفیسر ڈا (باقی صفحہ 2 نمبر 34)

ڈپٹی کمشنر بارکھان عبداللہ کھوسہ بچی کو پولیو ویکسین پلا کر انسداد پولیو مہم کا افتتاح کر رہے ہیں

سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں 35 فیصد سروے مکمل ہو چکا ہے، ترجمان پی ڈی ایم اے

لاہور (یو این اے) وزیراعلیٰ مریم نواز کی ہدایت پر پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا فلڈ سروے جاری ہے اور متاثرہ علاقوں میں مجموعی طور پر 35 فیصد سروے مکمل ہو چکا ہے۔ ترجمان کے مطابق سیلاب سے متاثرہ اضلاع میں 2200 سے زائد سروے ٹیمیں سرگرم ہیں۔ ساہیو (باقی صفحہ 2 نمبر 16)

پنجاب میں بڑے پیمانے پر سرچ آپریشنز، تحریک لبیک کے مارچ کے دوران کشیدگی میں اضافہ

لاہور (یو این اے) لاہور سمیت صوبہ بھر میں پنجاب پولیس نے سیکورٹی صورتحال کے پیش نظر گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران بڑے پیمانے پر سرچ، سویپ اور کومبنگ آپریشنز کیے۔ ترجمان پنجاب پولیس کے مطابق 343 کومبنگ آپریشنز کے دوران 9 ہزار 745 (باقی صفحہ 2 نمبر 35)

عالمی شہرت یافتہ ہائیکر عادل وحید کی رحمٰن فاؤنڈیشن آمد

منشا قاضی نے عادل وحید کا ماڈل ٹاؤن میں پرتپاک استقبال کیا

لاہور (منشا قاضی سے) بین الاقوامی شہرت یافتہ بائیکر اینڈ ہائیکر عادل وحید نتھیا گلی مری سے واپس رحمٰن فاؤنڈیشن ماڈل ٹاؤن جب پہنچے تو انہیں رحمٰن فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر تعلقات عامہ منشا قاضی نے خوش آمدید کہا۔ عادل وحید جہاں دنیا بھر میں پاکستان کی نیک نامی کے اشتہار ہیں وہاں وہ رحمٰن فاؤنڈیشن کے چیئرمین ڈاکٹر وقار احمد نیاز کی تحقیقی کاوش کے سفیر ہیں (باقی صفحہ 2 نمبر 33)

سندھ حکومت کا دیوالی کے موقع پر ہندو ملازمین کو پیشگی تنخواہ و پنشن دینے کا فیصلہ

ہندو ملازمین کو یکم نومبر کے بجائے پندرہ اکتوبر تک تنخواہ و پنشن ادا کی جائیگی، نوٹیفکیشن

کراچی (یو این اے) سندھ حکومت نے دیوالی کے موقع پر ہندو ملازمین کو پیشگی تنخواہ و پنشن دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ نوٹیفکیشن کے مطابق صوبائی حکومت کے ہندو ملازمین کو پیشگی تنخواہ و پنشن دینے کا بھی فیصلہ کیا ہے، ہندو ملازمین کو یکم نومبر کے بجائے پندرہ اکتوبر تک تنخواہ و پنشن ادا کی جائیگی۔ اس سے قبل سندھ حکومت نے دیوالی کے موقع پر ہندو برادری کیلئے عام تعطیل کا اعلان بھی کیا تھا، (باقی صفحہ 2 نمبر 17)

ڈی جی جی ڈی اے کا چوڑ ڈگار اور ایئرپورٹ واٹر اسٹیشن کا دورہ

گوادر (یو این اے) ڈائریکٹر جنرل گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی (جی ڈی اے) معین الرحمٰن خان نے ہفتے کے روز چوڑ ڈگار پمپنگ اسٹیشن اور گوادر ایئرپورٹ واٹر اسٹیشن کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس موقع پر چیف انجینئر جی ڈی اے حاجی سید محمد، ڈائریکٹر واٹر میر جان بلوچ، سپرنٹنڈ (باقی صفحہ 2 نمبر 19)

پیغام امن کانفرنس قیام امن اور استحکام وطن کے لیے سنگ میل ثابت ہوگی، علما کا اجتماع میں اظہار عزم

کوئٹہ میں جمعیت علما اسلام نجم المدارس یونٹ کلی چلتن، چلتن رئیسانی ہزار گنجی کا اجلاس

کوئٹہ (یو این اے) جمعیت علما اسلام نجم المدارس یونٹ کلی چلتن، چلتن رئیسانی ہزار گنجی کے مجلس عاملہ اور دینی مدارس کے مہتمم کا اہم اجلاس جامعہ امام اعظم ابوحنیفہ میں زیر صدارت یونٹ کے امیر مولانا محمد طاہر توحیدی منعقد ہوا اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت مولانا قاری عبدالخالق نے حاصل کی اجلاس میں 17 اکتوبر کو ہونے والے پیغام امن کانفر (باقی صفحہ 2 نمبر 37)

کوہلو، ایف سی بلوچستان ساؤتھ کے حوالدار جمعہ خان مری انتقال کر گئے

کوہلو (یو این اے) ایف سی بلوچستان ساؤتھ 88 ونگ دشت اسکاٹ کے حوالدار جمعہ خان مری طویل علالت کے بعد کوئٹہ کے نجی اسپتال میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کچھ عرصے سے زیر علاج تھے جہاں وہ جانبر نہ ہو سکے۔ ان کی نماز جنازہ آبائی علاقے کوہلو میں ادا کی گئی جس میں (باقی صفحہ 2 نمبر 32)

ٹی ایل پی کے احتجاج پر مولانا فضل الرحمان متحرک، وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز اور رانا ثنا اللہ سے رابطے

ٹی ایل پی کے احتجاج کے معاملے پر مولانا فضل الرحمان کی وفاق اور پنجاب حکومت سے پرامن حل کی درخواست

اسلام آباد (آن لائن) تحریک لبیک پاکستان (ٹی ایل پی) کے حالیہ احتجاج کے پیش نظر جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان متحرک ہو گئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق انہوں نے احتجاجی صورتحال کو پرامن طریقے سے حل کرانے کے لیے وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز اور وفاقی وزیر رانا ثنا اللہ سے ٹیلیفونک رابطے کیے ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ مولانا فضل الرحما (باقی صفحہ 2 نمبر 18)

صدر مملکت آصف علی زرداری کی ڈیرہ اسماعیل خان میں پولیس ٹریننگ سینٹر پر خوارجی دہشت گردوں کے حملے کی مذمت

اسلام آباد (یو این اے) صدر مملکت آصف علی زرداری نے ڈیرہ اسماعیل خان میں پولیس ٹریننگ سینٹر پر خوارجی دہشت گردوں کے حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے شہید پولیس اہلکاروں کو خراج عقیدت اور ان کے اہل خانہ سے تعزیت اور دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ ہفتہ کو ایوان صدر کے پریس ونگ سے جاری (باقی صفحہ 2 نمبر 20)

سعودی عرب اور پاکستان کے تعلقات نئے دور میں داخل، سرمایہ کاری کے لیے پرعزم ہیں، سعودی شہزادہ

صوبے میں زراعت، لائیو اسٹاک، صنعت کاری اور انفرااسٹرکچر کے شعبوں میں سرمایہ کاری کے وسیع مواقع موجود ہیں

لاہور (یو این اے) سعودی شہزادہ منصور بن محمد نے کہا ہے کہ ہم پنجاب میں سرمایہ کاری کے لیے پرعزم ہیں۔ سعودی عرب اور پاکستان کے تعلقات ایک نئے دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ پاک سعودی جوائنٹ بزنس کونسل کے وفد کے اعزاز میں منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پنجاب کی زمین زرخیز ہے اور اس صوبے کے ساتھ شراکت داری ہمارے (باقی صفحہ 2 نمبر 31)

ساحلی ماحولیاتی نظام مہاجر پرندوں اور مقامی روزگار کے لیے ناگزیر ہے، جنید انوار چوہدری

مہاجر پرندوں کے مسکنوں کا تحفظ معاشی ترقی اور ماحولیاتی توازن کے درمیان ہم آہنگی سے ہی ممکن ہے

اسلام آباد (یو این اے) وفاقی وزیر برائے بحری امور محمد جنید انوار چوہدری نے کہا ہے کہ پاکستان کا ساحلی اور سمندری ماحولیاتی نظام درجنوں اقسام کے مہاجر پرندوں کے لیے نہایت اہم ہے، جو عالمی حیاتیاتی تنوع کو سہارا دیتے اور مقامی ماہی گیری و کیو ٹیلیز کی معیشت میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ ہفتہ کو عالمی یوم مہاجر پرندوں کے موقع پر اپنے پیغام میں جنید انوار چوہدری نے (باقی صفحہ 2 نمبر 29)

نائب وزیراعظم محمد اسحاق ڈار کا مصری وزیر خارجہ سے ٹیلی فونک رابطہ

اسلام آباد (یو این اے) نائب وزیراعظم اور وزیر خارجہ سینیٹر محمد اسحاق ڈار نے مصری وزیر خارجہ ڈاکٹر بدر عبدالعاطی سے ٹیلی فون پر گفتگو کی۔ دفتر خارجہ کے مطابق دونوں رہنماؤں نے مشرق وسطیٰ کی جاری صورتحال بالخصوص غزہ اور فلسطین میں ہونے والی پیش رفت پر تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے پیر کو شرم الشیخ میں ہونے (باقی صفحہ 2 نمبر 30)

حکومت بچیوں کے حقوق کے تحفظ، تعلیم، صحت اور مساوی مواقع کی فراہمی کے لیے پرعزم ہے، اعظم نذیر تارڑ

جو اپنے اور اپنے معاشرے کے روشن مستقبل کی تشکیل میں موثر کردار ادا کر رہی ہیں

اسلام آباد (یو این اے) وفاقی وزیر برائے انسانی حقوق سینیٹر اعظم نذیر تارڑ نے کہا ہے کہ حکومت پاکستان بچیوں کے حقوق کے تحفظ، ان کی تعلیم، صحت، تحفظ اور مساوی مواقع کی فراہمی کے لیے پرعزم ہے تاکہ وہ اپنی مکمل صلاحیتوں کے ساتھ ترقی کے عمل میں شریک ہو سکیں، بچیاں تبدیلی کی محض نگران نہیں بلکہ اس کی اصل محرک ہیں۔ بچیوں کے عالمی دن 2025 کے (باقی صفحہ 2 نمبر 28)

مذہبی جماعت کا احتجاج، لاہور اسلام آباد موٹروے بند، میٹرو بس سروس معطل

ایمبولینسز کی موومنٹ یا ایمرجنسی کی صورت میں شہری ایمرجنسی پورٹل پر بھی رابطہ کر سکتے ہیں

لاہور (یو این اے) مذہبی جماعت کے احتجاج کا معاملہ، لاہور اسلام آباد موٹروے کو ہر قسم کی ٹریفک کیلئے بند کر دیا گیا۔ جڑواں شہروں کے داخلی اور خارجی راستوں سمیت متعدد سڑکیں بند ہیں، راولپنڈی اسلام آباد میں میٹرو بس سروس بھی معطل ہے، فیض آباد میں تمام ہوٹل سیل کر دیے گئے، کاروباری اور تجارتی سرگرمیاں معطل ہیں۔ لاہور میں راوی اور شاہدرہ (باقی صفحہ 2 نمبر 21)

اسلام آباد میں گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران ڈینگی کے 26 نئے کیسز رپورٹ ہوئے ہیں، ضلعی انتظامیہ

ڈینگی ایس او پیز کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی

اسلام آباد (یو این اے) وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران ڈینگی کے 26 نئے کیسز رپورٹ ہوئے ہیں۔ ہفتہ کو ضلعی انتظامیہ کی جانب سے جاری بیان کے مطابق انتظامیہ نے انسداد ڈینگی آپریشن میں تیزی لاتے ہوئے یومیہ رپورٹ جاری کر دی ہے۔ شہر میں ڈینگی کے پھیلاؤ پر قابو پانے کے لیے مؤثر کارروائیاں جاری ہیں، (باقی صفحہ 2 نمبر 25)

دہشتگردی کے خلاف فورسز کی قربانیاں قوم کے لیے مشعل راہ ہیں، میاں خان بگٹی

ملک دشمن عناصر صرف چند ٹھکوں کے لئے اپنے ایمان کا سودا کر چکا ہے

ہماری فوج نے ہر دور میں دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہر دور میں دشمن کو اپنی چالبازیوں پر منہ کی کھانی پڑی ہے

سبی (آئی این پی) وفاقی پارلیمانی سیکرٹری برائے پیٹرولیم وانرجی پاکستان مسلم لیگ ن کے مرکزی رہنما وڈیرہ میاں خان بگٹی نے کہا ہے کہ پیشہ وارانہ فرائض اور دہشت گردی کے ناسور کے خاتمہ کے دوران جام شہادت نوش کرنے والے آفیسران سمیت افواج پاکستان کے شہیدوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے پاکستان کے دفاع کو مضبوط بنایا اور پاکستان کو ایک ناقابل (باقی صفحہ 2 نمبر 22)

مفتی محمود کانفرنس امن و اتحاد کیلئے اہم سنگ میل ثابت ہوگی، روی کمار

کانفرنس اتحاد امت، تحفظ ناموس رسالت ﷺ، نفاذ شریعت اور استحکام پاکستان کے عزم کی تجدید ہوگی، رکن بلوچستان اسمبلی

کارکن 14 اکتوبر کو قلعہ سیف اللہ پہنچ کر اپنی بھرپور شرکت یقینی بنائیں تاکہ یہ تاریخی اجتماع کامیابی کی نئی مثال قائم کرے

سبی (یو این اے) جمعیت علما اسلام کے زیر اہتمام 14 اکتوبر کو قلعہ سیف اللہ میں منعقد ہونے والی مفتی محمود کانفرنس کی تیاریاں اپنے عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ بلوچستان کے تمام اضلاع سمیت ملک بھر سے کارکنان کی بڑی تعداد میں شرکت متوقع ہے، جبکہ ضلعی و صوبائی تنظیموں نے انتظامات مکمل کر لیے ہیں۔ رکن صوبائی اسمبلی بلوچستان روی کمار پہوجہ نے اپنے بیان میں کہا کہ یہ کانفرنس جمعیت علما اسلام کی سیاسی، نظریاتی او (باقی صفحہ 2 نمبر 27)

کوئٹہ انڈیپنڈنٹ وکلاء پینل کی جانب سے وکلاء کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ سے میاں رؤف عطاء، صدر ہائیکورٹ بار، میر عطاء اللہ لانگو، خلیل پانیزئی، ملک تسیم کاسی، ملک نصیر ننگولی، عابد پانیزئی اور دیگر وکلاء کا گروپ

استحصالی قوتوں کے خلاف عملی جدوجہد میں وکلا کا کردار انتہائی اہم ہے، کامریڈ امداد قاضی

ڈیرہ اللہ یار (یو این اے) کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل کامریڈ امداد قاضی نے کہا ہے کہ استحصالی قوتوں کے خلاف عملی جدوجہد میں وکلا کا کردار نہایت اہم ہے۔ حقیقی جمہوریت کی بحالی اور استحصال کے خاتمے کے لیے وکلا کو بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا۔ انہوں نے یہ بات ڈسٹرکٹ بار جعفرآباد میں بار کے سابق صدر و سینئر وکیل ایڈووکیٹ گلشن رام ٹی راجپوت اور سماجی رہنما و کیل ایڈووکیٹ (باقی صفحہ 2 نمبر 26)

اب ہمیں معیار، تسلسل، اور عالمی مسابقت پر توجہ دینی چاہیے، جام کمال

حکومت سٹرس سیکٹر میں قدر افزائی، جدت اور معیار کی بہتری سمیت زرعی برآمدات میں اضافہ کے لیے پرعزم ہے

اسلام آباد (یو این اے) وفاقی وزیر تجارت جام کمال خان نے سٹرس سیکٹر میں معیار کی بہتری اور برآمدی مسابقت پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت سٹرس سیکٹر میں قدر افزائی، جدت اور معیار کی بہتری سمیت زرعی برآمدات میں اضافہ کے لیے پرعزم ہے۔ یہاں جاری بیان کے مطابق وہ پاکستان ہارٹیکلچر ڈویلپمنٹ اینڈ ایکسپورٹ کمپنی کی حالیہ ایگری ایکسپو سرگودھا میں شرکت کے حوالے سے بات کر رہے تھے، جہاں کمپنی نے ترش پھلوں کے معیار اور برآمدی مسا (باقی صفحہ 2 نمبر 24)

کراچی، ملیر ندی میں سونے کے ذرات کی تلاش، عوام کی بڑی تعداد پہنچ گئی

کراچی (یو این اے) ملیر ندی میں کورنگی کاز وے کے قریب سونے کے ذرات کی تلاش کے لیے بڑی تعداد میں لوگ کھدائی کا سامان لیکر پہنچ گئے۔ کورنگی کاز وے کے قریب عوام کی بڑی تعداد کھدائی کا سامان لیکر پہنچ گئی جہاں انہوں نے گڑھے کھود کر سونے کے ذرات کی تلاش شروع کر رکھی ہے۔ کورنگی کاز وے کے قریب خواتین اور بچوں سمیت عوام کی بڑی تعداد کو مختلف مقامات پر سونے کے ذرات تلاش کرتے دیکھا جا (باقی صفحہ 2 نمبر 23)

کوئٹہ، کلی برکت خان کے متاثرین، عارف علوی، قیصر مری، انعام بلوچ اور دیگر کی قیادت میں پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا جا رہا ہے